FASL-UL-KHITAB

گھریلو زندگی

خوشی اور سکون کے ساتھ

www.KitaboSunnat.com

فاروق رفیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

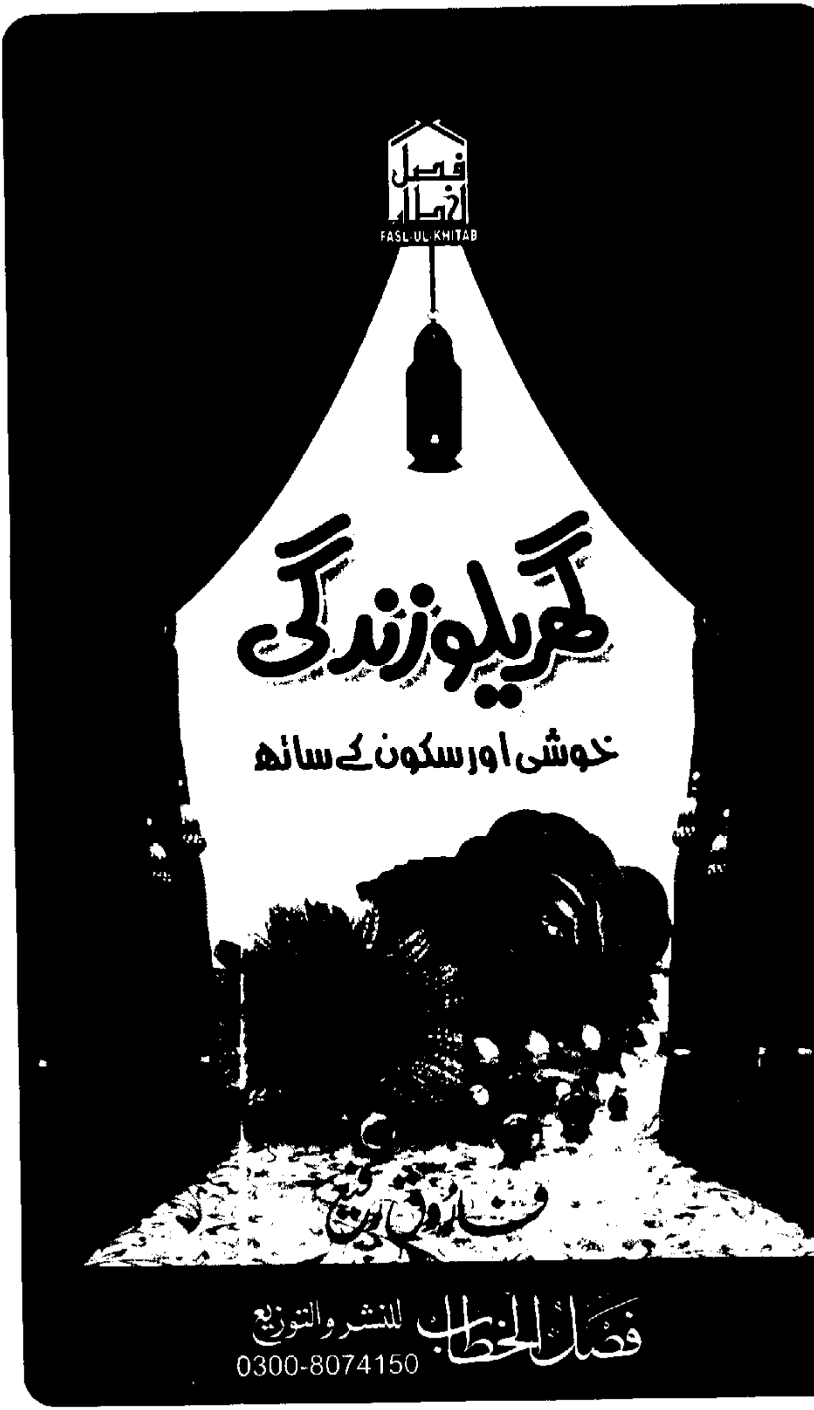

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

گھریلو زندگی

خوشی اور سکون کے ساتھ

تالیف: فاروق رفیع

ملنے کے پتے

نعمانی کتب خانہ : حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37321865

مکتبہ اسلامیہ : ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور فون: 042-37244973

مکتبہ اسلامیہ : بیرون امین پور بازار، کوتوالی روڈ، فیصل آباد فون: 041-2641204

اسلامی اکیڈمی : الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

کتاب سرائے : الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042- 37320318

مکتبہ عائشہ اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی فون: 051-5551014

اسلامک بک کمپنی: امین پور بازار، فیصل آباد فون: 041-2647308

دار الاندلس: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37242314

دار الاندلس: بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی فون: 021-34835502

دار الاندلس: مرکز القادسیہ، 4-لیک روڈ چوبرجی فون: 042-37230549

فصل الخطاب للنشر والتوزیع

0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا مہربان
نہایت رحم کرنے والا ہے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- مقدمہ 15

نکاح ایک معاشرتی اساس

- حق انتخاب نکاح میں پائیداری کا باعث 24
- مرد کو حق انتخاب 24
- شادی میں دوام اور پختگی 25
- عملی مثال 26
- نبوی نصیحت پر عمل نہ کرنے کا خمیازہ 28
- بیوی کو حق انتخاب 29
- نکاح میں زبردستی 31
- مومن رشتے کا انتخاب 32
- شادی خانہ آباد رہے 37
- گھر آباد رہے اللہ کی منشا 37
- شادی خانہ آباد رہے نبی ﷺ کی تمنا 39
- طلاق ناپسندیدہ فعل 40
- خلع لینا سنگین جرم 41

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- زوجین میں جدائی ابلیس کی دل پسند آرزو 42

حقوق زوجین

- پہلا مرحلہ: زوجین کے مشترکہ حقوق 46
- ا۔ازدواجی تعلقات 47
- عورت خاوند کی خواہش میں رکاوٹ نہ بنے 49
- خاوند بیوی کی ضرورت پوری کرے 51
- ۲۔حسن معاشرت 54
- خاوند کو حسن معاشرت کے متعلق نصیحتیں 56
- بیوی کو حسن معاشرت کے متعلق نصیحتیں 57
- 3۔سسرالی رشتوں کی حرمت 59
- ۴۔حق وراثت 60
- ۵۔مباشرت کے راز فاش نہ کرنا 61
- بے ہودہ گوئی سے اعراض کرنا 62
- مباشرت کے راز فاش کرنا 63
- شب باشی کے راز فاش کرنا قبیح ترین خیانت 64

بیوی پر خاوند کے حقوق

- ا۔خاوند کی اطاعت کرنا 67
- ۲۔گھر میں ٹکی رہے اور بلا اجازت باہر نہ نکلے 71
- ۳۔ناپسند افراد کو گھر میں داخل نہ ہونے دینا 73

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۴۔ اپنی عصمت ، خاوند کے مال اور اولاد کی محافظ ہو 75
- ۵۔ خاوند کی خواہش پوری کرنا 78
- ۶۔ خاوند کی خدمت کرنا 78
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ 83
- حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا موقف 85
- علامہ البانی رحمہ اللہ کا موقف 90
- سید سابق رحمہ اللہ کا موقف 91
- ۷۔ احسانات کا شکر کرنا 91
- 7۔ خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا 94
- ۸۔ بلا اجازت خرچ نہ کرنا 95
- ۹۔ خاوند کو ناراض نہ کرنا 97
- ۱۰۔ بناؤ سنگھار کرنا 97
- ۱۱۔ خاوند کی وفات پر سوگ 99

خاوند پر بیوی کے حقوق

- ۱۔ حق مہر دینا 101
- ۲۔ رہائش دینا 104
- ۳۔ خوراک اور لباس مہیا کرنا 104
- اہل خانہ پر خرچ کرنے کی فضیلت 107
- اہل خانہ پر خرچ کرنا فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے افضل 108
- بخیل خاوند سے خفیہ خرچ لینا 109

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• بیوی بچوں کو خوراک ولباس سے محروم کرنا 109
• ۴۔ دینی امور کی تعلیم دینا 110
• ۵۔ لغزشیں معاف کرنا 112
• ۶۔ حق زوجگی ادا کرنا 114
• ۷۔ خوبصورتی اختیار کرنا 115
• ۸۔ حسن ظن رکھنا 116
• ۹۔ تادیباً سزا دینا 119
• چوٹ نہ لگے 122
• چہرے پر نہ مارے 122
• بے تحاشا نہ مارے 123
• ۱۰۔ نہ برا بھلا کہے اور نہ گھر سے نکالے 124
• غور طلب بات 125

استحکام نکاح میں سسرال کا کردار

• ۱۔ بہو کو تسلیم کرنا اور اکرام انسانیت سے نوازنا 130
• ۲۔ رشتے کی قدر کرنا 131
• ۳۔ بیٹیوں جیسا سلوک کرنا 132
• ۴۔ خدمات پر داد دینا 132
• ۵۔ کوتاہیوں پر درگزر کرنا 135
• ۶۔ بیٹی بہو میں توازن ومساوات 136

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتوں کے استحکام میں میکے والوں کا کردار

- ۱۔ بچیوں کی اسلامی تربیت کرنا 139
- ۲۔ خاوند کی عزت و احترام کی اہمیت اجاگر کرنا 140
- ۳۔ ساس سسر اور دیور نندوں سے حسن سلوک کا کہنا 144
- ۴۔ جھگڑے کی صورت میں صلح کرانا 145

بیوی کے بگاڑ میں خاوند کی کوتاہیاں

- ۱۔ بیوی کو حقیر جاننا 148
- ۲۔ اسلامی رشتہ کی اہمیت نہ ماننا 150
- ۳۔ عزت و ناموس کا احترام نہ کرنا 151
- ۴۔ ظلم کرنا 153
- ظلم سے چھٹکارے میں عافیت 156
- ۵۔ مذاق اڑانا 156
- ۶۔ بے جا تنقید کرنا 157
- ۷۔ بے جا مارنا 158
- ۸۔ گالیاں دینا 160
- ۹۔ بیوی کے خاندان اور والدین پر طعن کرنا 162
- ۱۰۔ بخیل ہونا 165
- بخل سے بچاؤ 168

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۱۱۔ فضول خرچ ہونا 169
- فضول خرچی ناپسندیدہ عمل 170
- فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی 170
- فضول خرچی کے نقصانات 171
- ۱۲۔ خرچ روکنا 172
- بیوی کا خرچ روکنا گناہ کا ارتکاب 173
- ۱۳۔ تعلقات منقطع کرنا 175
- ۱۴۔ گھر والوں کو وقت نہ دینا 178
- ۱۵۔ اہل خانہ کی تربیت میں کوتاہی برتنا 179
- ۱۶۔ قوت فیصلہ سے محروم ہونا 181
- ۱۷۔ بیوی کو مخلوط محافل میں لے جانا 182
- ۱۹۔ غیر محرموں سے پردہ نہ کروانا 184
- ۲۰۔ خفیہ یارانے لگانا، چیٹنگ اور موبائل کالز 190
- ۲۱۔ غیر عورتوں کو گھر لانا اور یارانے پالنا 194
- ۲۲۔ غیر سنجیدہ پن اور بے تکی ہانکنا 196
- ۲۳۔ سخت مزاجی اور بے جا غصہ 199
- غصہ پر قابو پانے کے فضائل 201

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اشتعال میں نہ آئیں، نبوی نصیحت 201
- اصل بہادری 202
- غصہ دور کرنے کے طریقے 202
- أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنا 202
- کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں 203
- ۲۴۔ بدگمانی اور جاسوسی کرنا 204
- ۲۵۔ میکے والوں کو شکایات لگانا 207

بیوی کے بگڑنے میں ذاتی عوامل اور نشوز کی علامات

- ۱۔ خودسری وانا پرستی 209
- تکبر اور کبر ونخوت کی حرمت 210
- ۲۔ حسن، خاندانی عظمت اور مالداری پر فخر 213
- عورت کے بگڑنے اور نشوز کی علامات 215
- ۱۔ اکھڑ مزاجی اور درشتی اختیار کرنا 216
- ۲۔ بناؤ سنگھار اور زینت ترک کرنا 217
- ۳۔ خاوند کی خواہش کا انکار کرنا 217
- ۴۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا 219

روٹھی اور بگڑی بیوی کی اصلاح

- بیوی کو منانے کی صورتیں 220

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۱۔ وعظ و نصیحت کرنا 222
- ۲۔ بستر سے الگ ہونا 225
- ۳۔ معمولی مار مارنا 227
- فرماں برداری کی صورت میں زیادتی نہ کرنا 229
- ۴۔ منصف مقرر کرنا 230
- صلح کا آخری موقع، بیوی خاوند کے گھر پر عدت گزارے 234
- قانونِ الٰہی سے اعراض کا انجام 237
- حکم الٰہی پر عمل کرنے والی خوش نصیب خاتون 238

خاوند کو بگاڑنے میں بیوی کی کوتاہیاں

- ۱۔ زبان دراز ہونا 244
- ۲۔ ساس سسر اور دیوروں نندوں سے معاندانہ رویہ 246
- ۳۔ خاوند کے احسانات کی ناشکری کرنا 249
- خاوند کی ناقدری کا انجام بد اور قدر دانی کا انجام خیر 251
- ۴۔ خاوند پر احسانات جتلانا 254
- ۵۔ خاوند کو حقیر جاننا 257
- ۶۔ بے تحاشا مطالبات کرنا 260
- خواہشات کا علاج 262
- ۱۔ قناعت کرنا 262
- ۲۔ صبر کرنا 263
- ۳۔ آخرت کی فکر کرنا 265

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۴۔ تکلفات ترک کرنا 265
- ۵۔ اپنے سے کم حیثیت لوگوں کو دیکھنا 267
- ۶۔ بے جا بے خرچ کرنا 270
- ۷۔ حد سے زیادہ میل جول رکھنا 271
- ۸۔ خاوند کی ضرورت پوری نہ کرنا 272
- ۹۔ خدمت میں کوتاہی کرنا 274
- ۱۰۔ ناپسندیدہ افراد کو گھر بلانا 275
- ۱۱۔ بلا اجازت گھر سے باہر نکلنا 277
- ۱۲۔ اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرنا 278
- ۱۳۔ دوسری عورتوں کے محاسن بیان کرنا: 280
- ۱۴۔ اجنبی مردوں سے اختلاط 284
- ۱۵۔ بے جا غیرت کا مظاہرہ کرنا 286
- ۱۶۔ بات بات پر بگڑنا اور ناراض ہونا 286
- ۱۷۔ نفلی عبادات اور تبلیغ کا جنون 287

خاوند کے بگڑنے کے ذاتی اسباب

- ۱۔ بیوی کا بوڑھا ہونا اور حسن کا گہنا جانا 291
- ۲۔ بیوی کا بدصورت ہونا 293
- ۳۔ مزاج کی حساسیت 295
- ۴۔ کبر و نخوت 298

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کے اعراض ونشوز کے آثار

- ۱۔خرچ روک دینا 304
- ۲۔ بلا وجہ مارنا پیٹنا 308
- ۳۔ بے جا تنقید کرنا 311
- ۴۔ بول چال بند کرنا 313
- ناراضی کی زیادہ سے زیادہ مدت 317
- سالہا سال ترک تعلق رکھنا 319
- ۵۔تعلقات منقطع کرنا 320
- ۶۔ بیوی کو گھر سے نکالنا 323
- ۷۔خلع پر مجبور کرنا 325

روٹھے خاوند کا علاج

- خاوند کی پسند کا کوئی سمجھوتہ کر لینا 328
- ناراض میاں بیوی کی اصلاح کی آخری کوشش 333

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ الکتاب

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو تمام کائنات کا خالق، مالک اور مدبر ہے، اس کی تدبیر کائنات کا ایک پہلو نسل انسانی کا ارتقا اور تحفظ ہے۔نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے ابتدائے آفرینش سے قانون الٰہی شرعی نکاح کا طریقہ ہی جائز قرار پایا ہے اور نسل انسانی کے لیے بقائے نسل کا یہی طریقہ معزز ومحترم ہے۔نسل انسانی کے ارتقا، رشتوں کے استحکام اور معاشرتی امن کے لیے یہی طریقہ مؤثر اور دیرپا پائیداری کا ضامن ہے۔مسئلہ نکاح کی پائیداری، رشتہ نکاح کے دوام اور بقائے انسانیت کے تحفظ کی خاطر شریعت اسلامیہ نے نکاح کے رشتہ کی بحالی اور قیام پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔کیونکہ عصمتوں کے تحفظ، جنسی تسکین کے حصول اور نسل انسانی کے ارتقاء اور بقا کا یہی جائز طریقہ ہے۔اگرچہ فتوحات کے دور میں لونڈیاں بھی حرم میں رکھنے کی رخصت ہے، لیکن مسلمانوں کی موجودہ صورت حال میں لونڈیوں کا سلسلہ تو عنقا ہو چکا اب مردوں کے لیے جنسی تسکین کا واحد ذریعہ شرعی نکاح سے زوجیت میں آنے والی بیوی ہی ہے۔لہٰذا والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ بچے جونہی جوانی کی عمر میں پہنچیں مناسب رشتے تلاش کر کے ان کی شادی کر دینی چاہیے اور حتی الوسع شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔شریعت اسلامیہ میں نوجوانی کی عمر میں پہنچنے والوں کو نکاح کی خاص تاکید کی گئی ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ »[1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرے اس لیے کہ یہ (نکاح کرنا) نظر کو بہت جھکانے والا اور شرم گاہ کا بہترین محافظ ہے اور جو (نکاح کی) طاقت نہیں رکھتا اس پر روزہ لازم ہے، کیونکہ یہ (روزہ رکھنا) اس کی شہوت ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔''

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد نوجوان نسل شیطان کا اہم ہدف ہوتی ہے اور وہ جوانی کے جذبات کا فائدہ اٹھا کر انھیں بے راہ روی کا شکار کر کے ضمیر کا مجرم بنا کر دین اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ جوانی کی عمر میں جوانی کی آفات و حادثات سے وہی نوجوان بچ سکتا ہے جس کا دین سے مضبوط تعلق استوار ہو اور وہ کتاب وسنت کی تعلیمات پر مضبوطی سے کاربند ہے۔ نکاح کے اسباب میسر ہوں تو نکاح کا اہتمام نوجوانوں کی عصمتوں کا ضامن ہے اور اگر نکاح کے وسائل میسر نہ ہوں تو ایسے نوجوانوں کو کثرت سے نفلی روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے، نفلی روزوں کا کثرت اہتمام ہی غیر شادی شدہ نوجوان نسل کی عصمتوں کی محافظ ہے۔

نکاح کے وسائل کی دستیابی کی صورت میں مرد وزن میں سے ہر نوجوان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ محض جوش جذبات میں آ کر کسی کی محض حسن صورت یا خوب صورتی سے متاثر ہو کر نکاح کی حامی نہ بھر لے۔ بلکہ انتخاب نکاح کے لیے کسی کی حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت اور دین داری معتبر ہے۔ انتخاب نکاح کے اس مرحلہ میں جو اخلاص نیت سے دین داری اور حسن سیرت کو ترجیح دے اور عورت کے ظاہری محاسن سے زیادہ باطنی محاسن اور دین داری کو اہمیت دے تو ایسے رشتے برکتوں اور رحمتوں کا باعث بنتے ہیں اور یہی رشتے شرف انسانی کا باعث، گھریلو اطمینان کا سبب، باہمی رشتوں کے استحکام کا ذریعہ اور آیندہ نسل کے روشن مستقبل کی سند ہیں۔ زیر نظر کتاب میں رشتہ نکاح کی اہمیت، انتخاب نکاح میں شرعی نصیحتوں کا بیان، شادی کے بعد میاں بیوی کے مشترک ومنفرد حقوق، زوجین

---

[1] صحیح بخاری: ٥٠٦٥۔ صحیح مسلم: ١٤٠٠۔ سنن أبی داود: ٢٠٤٦۔ سنن نسائی: ٣٢٠٩۔ سنن ابن ماجه: ١٨٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حقوق میں کوتاہی اور رشتہ نکاح کی بحالی کی ہر ممکن کوشش کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت کے دلائل کی رو سے رشتہ نکاح کو ہر صورت بحال رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں اس کتاب کی اہمیت اس لیے دو چند ہے کہ موجودہ حالات میں شرعی تعلیم و تربیت کا شدید فقدان ہے۔ ہر طرف لادینی اور بے حمیتی کا زور ہے۔ ابلیس اپنے سارے سامان حرب، اپنی ساری سپاہ اور حواریوں کے ساتھ انسانوں کو جنسی بے راہ روی، بے حیائی اور فحاشی و عریانی اور بدکاری و زنا کاری کی راہوں پہ لانے کے لیے تلا ہوا ہے۔ بے دین میڈیا، موبائل فونز، انٹرنیٹ اور کیبلز اس کی سوچ کے آئینہ دار اور ابلیسی فکر کے بہت بڑے مبلغ ہیں۔ ایسے مخدوش حالات میں کتاب و سنت سے جس قدر تعلق استوار کیا جائے، تلاوت قرآن اور روز مرہ کے اذکار و وظائف کا جتنی شدت سے اہتمام کیا جائے، نکاح کے رشتے قائم کر کے انھیں جتنا فروغ دیا جائے اور حلال رشتوں تک خود کو محدود رکھا جائے تب ہی شیطانی حملوں سے بچا جا سکتا، دین داری کو تحفظ دیا جا سکتا اور پر سکون و شادمان زندگی نصیب آ سکتی ہے۔ کیونکہ شیطان نسل انسانی کو بے حیائی اور بدکاری میں مبتلا کر کے انھیں ضمیر کا مجرم بناتا اور اس کے بعد اگلا ہدف دین سے دور کرنا ہے۔ جس میں وہ بڑی حد تک کامیاب جا رہا ہے۔ قبل از نکاح نوجوان نسل کو کسی پری پیکر کی تلاش میں دسیوں لڑکیوں سے تعلقات استوار کرنے کی شہہ دیتا اور ایک سے سیر ہونے کے بعد دوسری تیسری کے چکر میں اسے پیشہ ور جنسی بدمعاش بنا دیتا ہے اور لڑکیوں کو بھی سپنوں کے شہزادے کی تلاش میں کئی لڑکوں کا گرویدہ بنا دیتا اور بنت حوا کو اوباشوں کا جنسی کھلونا بنا کر عصمتوں کے سودے کرواتا اور معاشرے میں شرم و حیا اور عفت و پاک دامنی کے جنازے نکال دیتا ہے۔ اس جنسی ہوس و حرص میں مبتلا نوجوان نسل کو نہ اللہ کا کوئی خوف رہا، نہ معاشرے کی کوئی شرم بچی، نہ بڑوں کا ادب و احترام اور نہ آخرت کی کوئی فکر ہے، بس نت نئے یارانے لگانے، نئے شکار پھانسنے اور اناڑی بچے بچیوں کو اپنی پیشہ وارانہ مہارتوں سے دام تزویر میں لانے کے نت نئے منصوبے اور پروگرام ہیں جن کے بارے میں یہ نسل دن رات سوچتی، دوستوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تجربات شیئر کرتی اور موبائل اور نیٹ کی مدد سے بے غیرتی کے پروگراموں کو تشکیل دیتی ہے۔ان بے غیرتی اور آوارہ گردی کے کاموں کے لیے والدین بھی پیسہ مہیا کرتے اور خود بھی پریمی مجنوں وسائل پیدا کر لیتے ہیں لیکن شادی کے لیے کہا جائے تو والدین بھی لاکھوں عذر تراشیں گے،جی ابھی ہمارے پاس شادی کے وسائل نہیں ہیں اور ایسے پیشہ ور جنسی بھیڑیے اپنی بے روزگاری اور کم عمری کا عذر تراشیں گے کہ ابھی عمر کون سی ہوئی ہے، یا ابھی اتنی کمائی نہیں جس سے شادی کا نظام چل سکے۔یہ سارے شیطانی جھانسے ہیں۔ایک بچہ جس کے موبائل کا خرچ ہزاروں میں ہے، نیٹ کا بل الگ سے ہزاروں میں، آوارگی کے پیے الگ سے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں۔نت نئے فیشنوں پر ہزاروں اڑائے جاتے ہیں۔اتنے روپوں سے کہیں کم پیسوں میں گھر کے دیگر افراد کے ساتھ بہو بیوی پل سکتی، جنسی دوڑ بھی ختم ہو جاتی اور زندگی میں بھی ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ لہٰذا نوجوان اور ان کے سرپرست شیطانی آلہ کار بننے کے بجائے عزت و وقار والی زندگی کو ترجیح دیں اور شیطانی گماشتے بننے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے بنیں۔عزت و رفعت اور خوش حالی اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرامین کی من وعن تعمیل میں ہے نیز معاشرتی امن کی ضمانت بھی عصمتوں کے تحفظ کی مرہون ہے۔

پھر شادی کے بعد اگر خاوند اور بیوی شرعی حقوق و فرائض کی تعمیل کریں اور اپنی ازدواجی زندگی کتاب وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزاریں تو باہمی محبتیں پروان چڑھتیں، بے حیائی اور فحاشی کے سلسلے ختم ہوتے، میاں بیوی ایک دوسرے تک محدود رہتے، رشتوں میں استحکام آتا، اولاد باوقار و پر اعتماد سانچوں میں ڈھل کر جوانی کے زینے تہ کرتی، معاشرہ امن کا گہوارہ بنتا اور زندگی میں قرار اور سکون نصیب ہوتا ہے۔کسی فریق کو زندگی کے کسی پہلو میں تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔ نہ مرد کسی غیر عورت کی اسیری کے تصورات دل میں پالے گا اور نہ عورت کسی مرد سے تعلقات کی خواہاں ہوگی۔ بس ضرورت شرعی نکاح کی اہمیت کو پہچاننے اور شرعی حقوق کو تسلیم کر کے ان پر عمل کرنے میں ہے۔جس شادی شدہ جوڑے کو ازدواجی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق و فرائض کو من و عن تسلیم کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مل جائے وہ دنیاوی زندگی میں باوقار و پرسکون زندگی گزاریں گے اور توحید و سنت پر کاربند جوڑے جنتوں میں بھی جیون ساتھی رہیں گے اور فرحت بھری زندگی گزاریں گے۔

شریعت اسلامیہ میں جس قدر نکاح کی اہمیت و عظمت ہے اور شرعی دلائل جس قدر شادی کے بندھن کو مضبوط و توانا دیکھنا چاہتے ہیں، اسی قدر شیطان لعین کا سب سے بڑا ہدف نکاح یافتہ لوگوں میں دوریاں پیدا کرنا اور ان رشتوں میں رخنے ڈال کر ان کو جدا کروانا ہے۔ اسے نکاح کا استحکام اور شادی میں پائیداری ہرگز برداشت نہیں۔اس کے کارندے بیوی کو خاوند سے بدظن کرنے اور خاوند کو بیوی سے متنفر کرنے کے لاکھوں منصوبے بناتے اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ان ساری کاوشوں کا مقصد بے راہ روی کو عام کرنا اور باہمی نفرتوں، آپس کی دشمنیوں کی راہ ہموار کرنا اور رشتہ نکاح کو ناکام اور مشکل ثابت کرکے بے حیائی اور فحاشی و عریانی کو فروغ دینا ہے۔

ان شیطانی منصوبوں سے بچنے کا حل شرعی نکاح کا اہتمام ہے، نیز نکاح کے بعد بیوی اپنے خیالات و تصورات خاوند کی ذات تک محدود رکھے،خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے کو مقصد حیات قرار دے، تعلقات میں اونچ نیچ کو حوصلے اور صبر سے برداشت کرے، خاوند کے اوصاف میں کوئی کمی کوتاہی ہے تو اس کے ازالے کے لیے اس جہان کے اس پار جنت پر نگاہ رکھے جہاں اس کا یہی شوہر اس کی پسند کے سانچے اور زاویے میں ڈھال دیا جائے گا۔ جہاں شکل وصورت، رنگت، قد کاٹھ اور اخلاق کی کوئی کجی باقی نہ رہے گی۔اس سوچ کی حامل عورت اپنے خاوند سے خوش وخرم زندگی گزار کر اپنی ، اپنی اولاد اور خاندان کی عزت اور سکون کا سامان کرسکتی ہے۔شوہر بھی بیوی کی خامیوں کوتاہیوں، حسن میں کمی، قد کاٹھ کی خامیوں اور عادات و اطوار میں کجی پر نظر رکھنے اور ہر پل اسے رگیدنے کے بجائے اس کی اچھائیوں کی قدر کرے، اس کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرے۔خوابوں کی ملکہ کے تصورات و خیالات پالنے اور کوہ قاف کی پری کو پانے کی حرص دل سے نکال کر جو بیوی میسر آئی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سے اپنی توقعات وابستہ کرے، اسی سے اپنی چاہتوں کا سلسلہ استوار کرے۔ اپنے خیالات وتصورات میں اسے ہی جگہ دے۔ اپنی محبتیں اور چاہتیں اسی پر نچھاور کرے۔ اسی طرزِ عمل سے گھروں میں سکون آ سکتا اور گھریلو خوشیاں میسر آ سکتی ہیں۔ باقی عورت کی مکمل رعنائیاں، اس کے حسن کے حقیقی کے جلوے، اعضا کی خوب صورت ہمواری، قد و کاٹھ کا اصل معیار اور حسن وخوب صورتی کا اصل روپ اور خلوت وجلوت کے حقیقی نظارے جنت میں میسر آئیں گے، جہاں اس کی گوری رنگت، موٹی خوب صورت آنکھیں، جلد کی ملائمت، حسن کا نکھار، چہرے کا جمال، گفتار کی شائستگی، قد و کاٹھ کا کمال خاوند کی دلی فرحت کا باعث ہوگا، بس ذرا سے صبر اور ضبط کی ضرورت ہے زندگی آپ کی پسند کے مرہون ہوگی۔

ان سارے انعامات کے حصول اور گھریلو زندگی کا استحکام شادی شدہ جوڑے کے ایک دوسرے کو تسلیم کرنے اور رشتہ نکاح تک محدود ہونے اور شرعی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ بصورت دیگر تباہی کی داستانیں اور بربادی کے قصے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں شادی شدہ جوڑے کے استحکام کے لیے کتاب وسنت میں جو مفید چیزیں اور دلائل تھے وہ اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں، جو عادات واطوار شادی شدہ جوڑے کے لیے نقصان کا باعث ہیں ان نقصانات کی تفصیل اور نتائج سے آگاہ کر دیا ہے اور میکے اور سسرال والوں کے مثبت ومنفی کردار کھول کر بیان کر دیے ہیں۔ تاکہ نکاح کے رشتے سے متعلق سبھی لوگ اپنا مثبت کردار ادا کر کے اس رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کریں اور سبھی خوشحال اور پر سکون زندگی بسر کریں۔ نفرتوں کا خاتمہ ہو اور محبتوں کو عروج ملے۔ منفی رویے ترک کر کے اپنے زندگی میں تلخیوں، نفرتوں اور بدگمانیوں کو داخل کر کے اپنے ہاتھوں اپنی بے سکونی اور بربادی کا سامان نہ کریں اور خود ذلت بھری اور بے توقیر زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اس کتاب کو معاشرے کی اصلاح کا سبب بنائے اور اس میرے لیے، میرے اہل خانہ، والدین اور اساتذہ کرام کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین!

فاروق رفیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح ایک معاشرتی اساس

نکاح کا بندھن ایسی معاشرتی اساس ہے، جس کے استحکام سے معاشرتی استحکام وابستہ ہے اور کسی بھی ملک، قوم یا علاقے کی مضبوطی شادی شدہ جوڑوں کے مضبوط تعلقات کی مرہون ہے۔ کیونکہ گھریلو زندگی میں پرسکون لوگ زندگی کے ہر میدان میں بہتر کارکردگی کے حامل قرار پاتے اور معاشرے میں اچھے اثرات چھوڑتے ہیں۔ گھریلو زندگی میں مطمئن شخص ہر کام یکسوئی، دلجمعی اور انہماک سے انجام دیتا اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی سرانجام دیتا ہے۔ پرسکون شادی شدہ جوڑا ذہنی خلفشار، باہمی کدورتوں، معاشرتی ناہمواریوں اور باہمی اختلافات سے کوسوں دور ہوتا ہے اور اگر ملکی یا علاقائی سطح پر یہی عائلی مزاج ہو تو معاشرہ انتہائی پرامن، باہمی ہم آہنگی کا محور اور محبت ومودت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ عورت کو زوجیت میں لانے کے جہاں اور بے شمار فائدے ہیں، وہاں بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ دن بھر کے کام کاج کی کلفتوں سے تھکا ماندہ شوہر جب گھر لوٹے تو بیوی کی ملاقات اور میل جول سے وہ اپنے سکون کا سامان کرے، بیوی کی صحبت سے تازہ دم ہو کر اپنی ذمہ داری کے لیے تیار ہو سکے اور اپنے دینی، دنیوی، معاشی اور معاشرتی فرائض تندہی سے ادا کر سکے۔ خاوند کو بیوی کا میسر کرنا، باہمی انس ومحبت، دلجوئی وغم خواری اور باہمی پریشانیوں کے مداوا کے لیے بیوی کی فراہمی اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اس انعام کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں بیان کرتے ہیں:

﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [الروم : ۲۱]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھی سے بیویاں پیدا کیں، تا کہ تم ان کی طرف (جا کر) آرام پاؤ اور اس نے تمھارے درمیان دوستی اور مہربانی رکھ دی بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔''

میاں بیوی کی باہمی الفت و محبت ہی سے نسل انسانی کا ارتقاء اور استحکام ہے اور اللہ مالک الملک کو انسانی جوڑے سے نسل انسانی کا فروغ ہی مقصود ہے۔

❊ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ﴾ [النحل : ۷۲]

''اور اللہ نے تمھارے لیے خود تمھی سے بیویاں بنائیں اور تمھارے لیے تمھاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا تو کیا باطل کو مانتے اور اللہ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں۔''

شریعت اسلامیہ نکاح کی پرزور حامی اور شادی کے بندھن کو مضبوط و توانا دیکھنا چاہتی ہے۔ شادی شدہ جوڑے کی باہمی قربت، ذہنی ہم آہنگی اور متفقہ مفادات کا لحاظ رکھتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نکاح کے بندھن میں جڑے جوڑے کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔

❊ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ [البقرۃ : ۱۸۷]

''وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔''

یعنی جس طرح لباس صاحب لباس کا ساتر ہوتا ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیوب و نقائص کے ساتر ہو اور تمھیں اپنے مشترکہ مفادات کے لیے مل کر محنت و کوشش کرنی چاہیے اور اپنی کمزوریوں کو کسی تیسرے فرد کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہیے، تاکہ زوجین کے مضبوط باہمی اتحاد میں کوئی دراڑ نہ پڑے اور کسی حاسد، شرارتی اور فسادی کو رخنہ ڈالنے کا موقع نہ ملے۔ میاں بیوی کی تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ادا کریں، باہمی کدورتوں اور نفرتوں کو گھریلو زندگی میں داخل نہ ہونے دیں اور کوئی ایسی روش اختیار نہ کریں جس سے نہاں خانہ دل میں بغض، اعراض اور نفرت جنم لے۔ اس کے ساتھ بیوی اور شوہر کے گھر والوں کا بھی فرض ہے کہ وہ زوجین میں تناؤ، اعراض اور کھنچاؤ دیکھیں تو معاملے کو طول دینے، کسی ایک فریق کو ناک آؤٹ کرنے یا ناک کی لکیریں کھنچوانے کے بجائے معاملے کو رفع دفع کروائیں اور فوراً معاملے کا تصفیہ کرائیں۔ دوست احباب اور قریبی رشتہ دار بھی فریقین کو سمجھائیں اور رشتہ نکاح کی اہمیت واضح کریں۔ یوں برباد ہوتا گھر بہت بڑی تباہی سے محفوظ رہ سکتا اور طلاق یا خلع کی صورت میں پیدا ہونے والی ناچاقیوں، خاندانی نفرتوں اور دشمنیوں سے بچا جا سکتا اور اولاد کو یتیمی، مسکینی، لاچاری اور مفلوک الحالی سے بچایا جا سکتا ہے۔ یوں فریقین اللہ تعالیٰ کی نفرت اور شیطان کا ترنوالا بننے سے محفوظ رہ سکتے اور نکاح کے نتیجہ میں بننے والی رشتہ داری میں مزید استحکام آ سکتا ہے۔ لہٰذا زن و شو پر لازم ہے کہ وہ فلموں، ڈراموں اور ٹی وی پروگراموں سے متاثرہ مصنوعی عائلی زندگی گزارنے اور شرعی قوانین و فرائض سے بے اعتنائی والی زندگی ترک کر کے کتاب و سنت کی تعلیمات سیکھیں اور انھیں حیطہ عمل میں لائیں۔ اپنی ازدواجی اور خانگی زندگی کے احکام و فرائض سے آگہی حاصل کریں اور شرعی تعلیمات کی روشنی میں باہمی تعلقات کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالیں۔ یوں آپ روحانی و جسمانی طور پر آسودہ حال ہوں گے، ازدواجی زندگی کی پر بہار رونقیں سمیٹ پائیں گے اور گھر باہمی الفتوں اور محبتوں سے مہکتا گلشن قرار پائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق انتخاب نکاح میں پائیداری کا باعث:

اسلام ایسا شاندار اور عظیم دین ہے، جس نے ہر معاملہ میں جبر اور زبردستی کے بجائے انسانی اختیار اور رضا مندی کو ملحوظ رکھا ہے، نیز نکاح جیسے حساس مسئلہ میں بھی شریعت اسلامیہ نے مرد و زن کو نکاح کا پابند ہونے سے پہلے انھیں حق انتخاب سے نوازا ہے تاکہ نکاح کا معاملہ دولھا اور دولھن کی باہمی رضامندی سے طے پائے اور نکاح کے معاملہ میں فریقین کو مجبور و بے بس نہ کیا جائے۔ نکاح کے لیے شادی شدہ جوڑے کی باہمی پسند کو استحکام نکاح میں بہت اہمیت حاصل ہے، کیونکہ فریقین کا ایک دوسرے کو پسند کرنا اور شادی سے قبل باہمی رضامندی مستقبل میں نکاح کی پائیداری کا باعث اور مستقبل کی پیدا ہونے والی نفرتوں اور باہمی بدسلوکیوں کا تدارک بھی ہے۔ اس لیے شادی شدہ جوڑے پر زبردستی نکاح کا فیصلہ مسلط کرنے اور کسی ایک فریق کو باندھ کر نکاح کے لیے راضی کرنا درست نہیں، بلکہ اگر لڑکا یا لڑکی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی پسند کے بجائے بچوں کی پسند کو ترجیح دیں اور ان کی پسند ناپسند کا خیال رکھیں، کیونکہ زندگی بچوں نے گزارنی ہے، والدین نے نہیں۔ چونکہ شادی کے دوام و استحکام میں شادی شدہ جوڑے کی پسند ناپسند کا بہت عمل دخل ہے اور عمارت نکاح کی پائیداری میں بنیادی اساس ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر انتخاب نکاح کے لیے مرد اور عورت کی باہمی رضامندی کو لازم قرار دیا ہے۔

مرد کو حق انتخاب:

شریعت اسلامیہ نے مرد کو نکاح سے قبل بیوی کو پسند کرنے کا اختیار دیا ہے، چنانچہ لڑکے کے والدین لڑکے کی پسند اور رضامندی کے بغیر زبردستی نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ ناپسندیدگی کے نکاح سے بہتر نتائج کی توقع کم ہے اور مستقبل میں باہمی کدورتوں اور نفرتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خدشات زیادہ ہیں، اس لیے لڑکے کی پسند کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ [النساء : ۳]

''عورتوں میں جو تمھیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نکاح میں مرد کی پسند کو ملحوظ رکھا ہے اور اسے شادی کے لیے اپنی پسند کی بیوی نکاح میں لانے کی اجازت دی ہے، تاکہ یہ جوڑا مضبوط ہو، آئندہ زندگی میں ان میں نفرتیں سرایت نہ کریں اور شادی سے آباد ہونے والا گھر شاداں و فرحاں رہے۔

شادی میں دوام اور پختگی:

شادی میں دوام اور پختگی کا بہت بڑا سبب مرد کا قبل از نکاح اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا ہے۔ اس سے شادی میں استحکام پیدا ہوتا اور شادی سے قبل مرد اپنی ہونے والی بیوی کی دینداری، عادات اور حسن و جمال سے مطمئن ہونے کی صورت میں شادی سے قبل ہی اسے تاحیات زوجیت میں رکھنے کا پختہ ارادہ کرلیتا، اسے تاحیات ہم سفر بنانے کے لیے راضی و مطمئن ہوتا اور نکاح تک پیش آنے والے خدشات و تحفظات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نظام نکاح کو پائیدار و مضبوط بنانے کے لیے اسلام نے مرد کو منگیتر دیکھنے کی تاکید کی اور اسے نکاح کی مضبوطی کا اہم سبب قرار دیا۔ اس لیے ممکن ہو تو نکاح سے قبل منگیتر کو دیکھ لینا چاہیے یہ نکاح کی پائیداری کا سبب ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ، قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا »[1]

---

[1] حسن : سنن أبي داؤد:۲۰۸۲۔ مسند أحمد : ۳/ ۳۶۰۔ مستدرك حاكم : ۳/ ۱۶۵۔ سنن بيهقي : ۷/ ۸٤۔ مسند احمد میں محمد بن اسحاق کے سماع کی تصریح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے اور وہ اس چیز کو دیکھنے کی طاقت رکھے جو اسے اس عورت سے نکاح کی طرف آمادہ کرتی ہے تو وہ ایسا کرے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس سے وہ دیکھ لیا جو مجھے اس سے نکاح پر آمادہ کرتی تھی، پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔''

•• سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أُنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا » ①

''اسے دیکھ لو! کیونکہ (منگیتر کو دیکھنا) تمھارے درمیان پختگی کے لیے زیادہ موزوں ہے۔''

فوائد:

ا۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ شادی سے قبل منگیتر کو دیکھنا جائز و مباح ہے۔ زیادہ سے زیادہ جسمانی ساخت یا چہرہ اور ہاتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ ۲۔ دیکھنے سے مقصود ایک نظر دیکھنا ہے، مستقل ملاقاتیں، طویل فون کالز، ایک ساتھ سفر و تفریح کی ہرگز اجازت نہیں۔ ۳۔ قبل از نکاح منگیتر کو دیکھنے سے نکاح میں دوام پیدا ہوتا اور زن و شو میں ہم آہنگی و ذہنی قربت پیدا ہو جاتی اور تعلقات میں پائیداری پیدا ہوتی ہے۔

عملی مثال:

اس شرعی رخصت کے بعد کسی بھی مسلمان کے لیے انکار یا حیل وحجت کی گنجائش نہیں کہ وہ اس نسخہ کیمیا سے انحراف و اعراض کرے۔ البتہ عمل کرنے سے بہرصورت وہ خیر و برکت سے ضرور مستفید ہوگا۔ اس کی عملی مثال مشاہدہ کیجیے۔

① صحیح: جامع ترمذی: ۱۰۸۷۔ سنن نسائی: ۳۲۳۷۔ سنن ابن ماجہ: ۱۸۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور ایک عورت کا بتایا کہ میں اسے منگنی کا پیغام بھیجنے والا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا، فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا، وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ، وَ هِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ، فَانْظُرْ، وَإِلَّا فَأَنْشُدُكَ، كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا، فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا »[1]

”جا کر اسے دیکھ لو، یہ زیادہ لائق ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے۔“ (سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) چنانچہ میں ایک انصاری عورت کے پاس گیا اور اس کے والدین کو اس کے نکاح کا پیغام دیا اور انھیں نبی ﷺ کا فرمان سنایا (منگیتر کو دیکھ لو) لیکن محسوس ہوا کہ والدین نے اس حکم کو ناپسند کیا ہے۔ یہ بات لڑکی نے سنی، جب کہ وہ پردے میں تھی، اس نے کہا: ”اگر رسول اللہ ﷺ نے تجھے (منگیتر کو) دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے، ورنہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتی ہوں (کہ تو مجھے دیکھے) گویا کہ اس نے اسے بہت بڑا خیال کیا (کہ نبی ﷺ ایسا حکم دے سکتے ہیں۔“) سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”میں نے اسے دیکھ لیا اور اس سے شادی کر لی، پھر انھوں نے اس عورت سے موافقت کا ذکر کیا۔ (کہ رسول اللہ ﷺ کی نصیحت پر عمل کرنے سے ہم زوجین میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی)۔“

شادی کا ارادے رکھنے والے جوڑے کے لیے یہ نبوی نصیحت نکاح کے استحکام کے لیے بہترین سنگ میل ہے اور اس حکم نبوی کی تعمیل بہت سے شادی شدہ جوڑوں میں دائمی موافقت

[1] حسن: سنن ابن ماجه: ۱۸۶۶۔ حسن بن ابی ربیع صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا باعث اور گھروں کی آبادکاری اور شادی شدہ جوڑوں میں دائمی الفت ومحبت کو ذریعہ ہے۔

نبوی نصیحت پر عمل نہ کرنے کا خمیازہ:

خاندانی رسوم، معاشرتی تہذیب اور علاقائی رواج کو مجبوری بنا کر شرعی حکم کی عدم تعمیل سے کئی ازدواجی ناہمواریاں پیدا ہوتیں، طرفین میں نفرتیں جنم لیتیں یا کسی ایک فریق کے دل میں ایسی کدورت اور بغض سرایت کرتا ہے کہ یا تو شادی کے آغاز ہی میں طلاق کی نوبت آجاتی ہے، یا زبردستی کھینچ کر کچھ مہینے یا سال نکلتے ہیں اور اگر میاں بیوی کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے یا دونوں خاندانوں میں رشتوں کا تقدس ہے تو طلاق کی نوبت تو شاید نہ آئے، لیکن زوجین کی زندگی اجیرن رہتی اور وہ جبر کی زندگی گزارنے پر مجبور رہتے ہیں۔ بیوی سے نفرت کا شکار خاوند یا تو بیرون ملک سدھارے گا یا گھر سے دور کسی شہر میں زندگی کے دن پورے کرے گا اور جنسی تسکین کے غیر شرعی راستے تلاش کرے گا، جو معاشرتی تباہی کا باعث ہے۔ پھر اگر بیوی خاوند کو ناپسند کرتی ہے تو وہ زندگی کے ایام میکے گزارنے پر مجبور ہوگی اور اگر دونوں ایک گھر میں رہتے ہوں تو باہمی لڑائیوں کا ایسا طولانی سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ بدمزاجی، چڑچڑاپن اور بدزبانی دوسری نسل (اولاد) میں داخل ہوجاتی ہے۔ یوں ایسے جوڑے سے جنم لینے والے بداخلاقی اور بدمزاجی کے جراثیم خاندان سے معاشرے میں سرایت کرتے اور شادی کا اصل مقصد زوجین کا باہمی سکون اور حقوق و فرائض کی ادائیگی معطل رہتی ہے۔ انھی خدشات وخطرات اور خاندانی ناہمواریوں سے بچاؤ کے لیے شریعت اسلامیہ نے شادی سے قبل منگیتر کو دیکھنے اور شادی میں مرد وعورت کی پسند کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے اور شادی کے بعد طلاق کا سبب بننے والے عیوب کو پہلے جانچنے کی رخصت دی ہے کہ عقد نکاح میں آنے سے قبل شوہر بیوی کی عادات، اوصاف اور حسن سیرت وصورت کا جائزہ لے کر بیوی کو بسانے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوجائے اور شادی کے بعد کسی بڑے سانحے سے دوچار نہ ہو۔ انھی تحفظات کے سبب نبی ﷺ نے ہونے والی بیوی کو دیکھنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخصت عنایت کی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ ایک انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا » ①

''جا کر اسے دیکھ لو کیونکہ انصار قبیلے کی آنکھوں میں کچھ نقص ہے۔''

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ عورت کے وہ عیوب جن سے شادی سے قبل خاوند ناواقف ہو گا، شادی کے بعد یہ عیوب خاوند کے دل میں نفرت، باہمی ناچاقی اور عدم میلان کا سبب بن سکتے ہیں۔ لہٰذا شادی سے قبل ہی یہ خدشات دور کر لینے چاہییں تاکہ عقد نکاح کے بعد شادی میں عدم استحکام پیدا نہ ہو اور انجام طلاق پر موقوف نہ ہو۔

بیوی کو حق انتخاب:

شریعت اسلامیہ نے جیسے خاوند کو بیوی کے چناؤ کا حق دیا ہے ایسے ہی لڑکی کے والدین پر لازم ہے کہ وہ اس کے ہونے والے شوہر کے بارے میں لڑکی کی رائے لیں اور اپنی مرضی مسلط کرنے کے بجائے لڑکی کی پسند بھی ملحوظ رکھیں۔ لڑکی کے نکاح میں دو چیزیں ملحوظ ہیں۔ ۱۔ سرپرست کی اجازت۔ ۲۔ لڑکی کی رضامندی۔ یعنی نہ تو سرپرست عورت کی مرضی کے بغیر زبردستی اس کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ لڑکی اپنی مرضی سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔ اس لیے جہاں عورت کے صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے، وہاں نکاح کے لیے لڑکی کی رضامندی بھی لازم ہے۔ یوں والدین اور بچی کی ہم آہنگی اور باہمی مشاورت سے طے پانے والا رشتہ مستحکم قرار پاتا اور مستقبل میں عورت کی

① صحیح مسلم: ۱۴۲۴۔ سنن نسائی: ۳۲۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے عدم میلان اور نقضِ نکاح کے خدشات حتی الامکان معدوم ہو جاتے ہیں اور اس نہج کا نکاح ضرور اپنی حتمی مدت پوری کرتا ہے۔ انھی تحفظات کے پیشِ نظر شریعت نے عورت کے سرپرست کو عورت کی رضامندی حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

❖ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ إِذْنُهَا ؟ قَالَ: إِذَا سَكَتَتْ »[1]

''کنواری کا نکاح اس سے اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے اور شوہر دیدہ کا نکاح اس سے رائے لیے بغیر نہ کیا جائے۔'' پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کنواری کی اجازت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب وہ خاموش رہے۔ (تو یہ اس کی رضامندی ہے۔'')

فوائد:

والدین کی ذمہ داری ہے کہ لڑکی کے نکاح سے قبل اس کی رضامندی جان لیں کہ جہاں اس کی شادی ہو رہی ہے، وہاں شادی سے وہ راضی بھی ہے کہ نہیں۔ شوہر دیدہ (جس کی پہلے شادی ہو چکی ہے) اس سے رائے طلب کی جائے گی، وہ اپنی پسند ناپسند کا اظہار بول کر کرے گی۔ یعنی اگر وہ ہاں کرے تو پھر اس کی شادی کرنی چاہیے اور انکار کی صورت میں والدین زبردستی کے روادار نہیں۔ کنواری لڑکی سے بھی شادی سے قبل اس کی رضامندی معلوم کرنا لازم ہے اور اگر تو رائے طلبی کے وقت وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت خیال کی جائے اور اگر وہ ناپسندیدگی کا اظہار کرے تو والدین کوئی اور رشتہ ڈھونڈیں۔ کنواری کے اظہار ناپسندیدگی کے بعد زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں۔ نکاح میں والدین کو لڑکی کی پسند ملحوظ رکھنے کا پابند اس لیے بنایا گیا ہے کہ نکاح کا بندھن مضبوط رہے اور نکاح پائیدار تب ہی

[1] صحيح بخاري: ٦٩٦٨۔ صحيح مسلم: ١٤١٩۔ سنن أبي داود: ٢٠٩٢۔ جامع ترمذي: ١١٠٨۔ سنن نسائي: ٣٢٦٧۔ سنن ابن ماجه: ١٨٧١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے جب لڑکی نکاح پر راضی ہو اور اپنے ہونے والے شوہر کو قبول کرتی ہو۔ زبردستی کے نکاح کم ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ اس شرعی حکم پر عمل کرنے سے نکاح میں استحکام آتا، شادی شدہ جوڑے کے تعلقات مضبوط تر ہوتے اور پہلے سے ذہنی آمادگی کی وجہ سے میاں بیوی ایک ساتھ زندگی کا سفر گزارنے کا تہیا کر لیتے ہیں۔ یوں نکاح سے وجود پانے والی رشتہ داری میں مضبوطی پیدا ہوتی، تعلقات مربوط ہوتے اور یہ جوڑا دونوں خاندانوں کی عزت و وقار کا سبب بنتا اور گھریلو زندگی میں خوشی و فرحت محسوس کرتا ہے۔

نکاح میں زبردستی:

لڑکی کے والدین کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کی شادی کریں، کیونکہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر ہونے والی اکثر شادیاں ناکام ہوتیں یا ایسی شادیاں زوجین پر ناخوشگوار اثرات چھوڑتی ہیں۔ اس لیے ضد نہیں کرنی چاہیے اور جب شریعت میں رہنمائی موجود ہے تو اسے ذاتیات، برادری یا معاشرتی انا بنا کر بچیوں کا مستقبل تباہ نہیں کرنا چاہیے۔ شریعت اسلامیہ میں نکاح میں لڑکی پر جبر کرنا اور اس کی رضا معلوم کیے بغیر بیاہنا ناجائز ہے، پھر اگر عورت کا زبردستی نکاح کیا جائے تو اسے ایسا نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

❁ یزید بن جاریہ کے بیٹے عبدالرحمان اور مجمع بیان کرتے ہیں کہ سیدہ خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کی شادی کردی جب کہ وہ شوہر دیدہ تھیں۔ اس نے یہ شادی ناپسند کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح کالعدم قرار دیا۔"[1]

❁ سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان لڑکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی:

«إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ، لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ

[1] صحیح بخاری: ۵۱۳۸۔ سنن أبی داود: ۲۱۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ » [1]

''بلاشبہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا ہے تاکہ میرے سبب اس کا مقام بلند کرے۔'' راوی کہتے ہیں: ''اس پر آپ ﷺ نے لڑکی کو (فسخ نکاح کا) اختیار دے دیا۔'' اس لڑکی نے کہا: ''میرے باپ نے جو کیا ہے میں اسے گوارا کرتی ہوں، لیکن میں نے چاہا کہ عورتوں کو معلوم ہو کہ باپوں کو (نکاح کے) معاملہ میں کچھ اختیار نہیں۔'' (یعنی وہ لڑکیوں پر زبردستی نہیں کر سکتے بلکہ بچیوں کی رضامندی بھی ملحوظ ہے۔'')

یہ احادیث دلیل ہیں کہ بچیوں کی رضامندی کے بغیر کیا جانے والا نکاح مردود ہے اور عورت کے دعویٰ دائر کرنے پر ایسا نکاح فسخ قرار پائے گا۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ نکاح سے قبل بچی سے رائے لی جائے اور اس کی رضامندی معلوم ہونے پر اس کا نکاح کر دیا جائے اور عدم رضا پر اپنا فیصلہ بدل لیا جائے، کیونکہ زبردستی کے نکاح میں جہاں نبی ﷺ کی کے حکم کی مخالفت ہے وہاں یہ نکاح بھی ناپائیدار ہوگا۔ ممکن ہے نکاح سے معاً بعد طلاق، خلع یا منافرت کی صورت پیدا ہو جائے یا اگر عورت مجبوراً والدین کا فیصلہ قبول کر لے، لیکن ساری عمر والدین کو کوستی رہے، انھیں لعن طعن کرتی رہے اور خاوند کے فرائض کی کوتاہی میں مسلسل گناہ میں ملوث رہے گی۔

مومن رشتے کا انتخاب:

جیسے اسلام نوجوان مرد و زن کو نکاح کرنے کی پرز ر تاکید کرتا ہے، اسی طرح یہ ان کے لیے ایسے پارسا رشتوں کے انتخاب کی رہنمائی بھی کرتا ہے، جو دین میں مضبوطی، رشتوں کے استحکام اور آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کا سبب بنیں۔ انتخاب رشتہ کے بارے میں کتاب و سنت سے رہنمائی لینے کی صورت میں ارباب نکاح شادی شدہ جوڑے اور ان کی

[1] صحیح : سنن ابن ماجه : ١٨٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کو شرک و بدعات کی ظلمتوں اور سیاہ کاریوں سے بچا سکتے ہیں۔ ایک تو ایسے مبارک رشتے ازدواجی طور پر مستحکم ٹھہرتے ہیں اور دوسرا ایسے موحد رشتوں کے انتخاب سے حکم الٰہی کی تعمیل کی صورت میں ایسے جوڑے کے آنگن میں رحمتوں اور برکتوں کا بے تحاشا نزول ہوتا ہے کہ ان رحمتوں کے نزول سے گھر کو برباد کرنے اور زوجین میں پھوٹ ڈالنے کے شیطانی منصوبے ناکام ہوتے ہیں۔ جس سے ازدواجی زندگی میں مضبوطی آتی اور موحد جوڑے کامیاب و کامران ٹھہرتے ہیں۔ رشتوں کے انتخاب میں بہت بڑی غلطی یہ ہے کہ کسی موحد مرد کا نکاح بے دین مشرک عورت سے یا موحدہ عورت کا نکاح شرک میں مبتلا مرد سے کردیا جائے۔ شرک اور ایمان دو ایسی انتہاؤں کو ملانے کی ایسی ناکام کوشش ہے کہ اس شیطانی کارستانی سے اگر کسی فریق میں ایمان سلامت اور دینی حمیت بیدار ہے تو نکاح کے ساتھ ہی نفرتوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ انجام کار خلع و طلاق پر منتج ہوگا اور اگر یہ جوڑا نکاح پر قائم رہتا ہے تو انجام اس سے بھی خوفناک کہ توحید و ایمان سے محرومی یقینی اور آخرت کی بربادی حتمی ہے۔ اس لیے حکم ربانی کہ موحد مرد مشرک عورت سے نکاح نہ کرے اور موحدہ عورت مشرک مرد کی زوجیت میں نہ دی جائی، کو تجربات کی بھٹی میں جھونک کر اپنی عاقبت اور شادی شدہ جوڑے کی دنیا و آخرت برباد نہ کیجیے۔ شرک سے پاک رشتوں کا انتخاب کیجیے۔ یہ کامیاب ازدواجی زندگی کا پیش خیمہ، سعادت اور خوش بختی کی نوید اور روشن مستقبل کی سند ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ [البقرة: 221]

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً مومن لونڈی کسی بھی مشرک عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ تمھیں اچھی لگے اور نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اپنی عورتیں) مشرک مردوں کے نکاح میں دو، یہاں تک وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً مومن غلام کسی بھی مشرک سے بہتر ہے، خواہ وہ تمھیں اچھا معلوم ہو۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

❖ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ: پہلے مسلمان اور کافر میں رشتہ ناتا جاری تھا، اس آیت سے حرام ٹھہرا۔ اگر مرد یا عورت نے شرک کیا، اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے، مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے، یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے، یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے، مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس کو مختار جان کر اس سے حاجت طلب کرے۔ (موضح) [1]

❖ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا: اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت آزاد ہو یا غلام، اسے مشرک کے نکاح میں دینا جائز نہیں، پھر مشرک خواہ بت پرست ہو یا یہودی یا عیسائی یا مجوسی یا دہریہ، کسی بھی غیر مسلم سے مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح حرام کرنے کے بعد سورہ مائدہ (۵) میں اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی، مگر مشرک مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دینے سے منع کرنے کے بعد کسی غیر مسلم سے نکاح کی اجازت نہیں دی۔ قرطبی نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ مسلمان عورت کا نکاح کسی بھی غیر مسلم سے نہیں ہو سکتا (کیونکہ یہ اسلام کی سربلندی کے خلاف ہے)۔

---

[1] تفسیر القرآن الکریم: ۱/ ۱۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: جس طرح کسی بھی مشرک سے مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں، خواہ یہودی ہو یا عیسائی، اسی طرح کوئی کلمہ گو مسلمان بھی شرک کا مرتکب ہو، جیسا کہ اس حاشیے کے شروع میں شاہ عبد القادر نے وضاحت فرمائی ہے تو اس سے کسی مسلمان موحدہ عورت کا نکاح جائز نہیں۔ کیونکہ مرد کے غالب ہونے کی وجہ سے اس موحدہ عورت کو شرک پر مجبور کیے جانے کا خطرہ ہے۔[1]

۳۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ مشرک رشتے کا انتخاب حرام ہے۔ نکاح کے لیے موحد رشتہ ہی مؤثر اور دیرپا ہے۔ کیونکہ مشرک شوہر یا مشرکہ بیوی کی کوشش ہوتی ہے کہ دین دار اور موحد شوہر یا موحدہ بیوی بارگاہ الٰہی میں جبین نیاز جھکانے کے بجائے مزارات، آستانوں اور خود ساختہ خداؤں کے سامنے سجدہ ریزہ ہو، ایک اللہ کے سامنے جھولی پھیلانے کے بجائے قبروں، قبوں اور مزارات میں ذلیل ورسوا ہو، ذات باری تعالیٰ کے برعکس اس کی امیدوں کا مرکز قبریں، مزارات اور آستانے ہوں۔ ایسے باطل نظریات کو قبول کرنا یا ان سے نفرت کا خاتمہ دنیا و آخرت کی ناکامی اور بربادی ہے۔ پھر توحیدی انوار و فیوض سے خالی گھر سکون و اطمینان کا محور نہیں بن سکتے، بلکہ شیطان فقر و معاش کے جھمیلوں ہی میں الجھائے رکھتا ہے اور کبھی بھی اطمینان اور راحت کا سامان میسر نہیں آنے دیتا۔ نیز ازدواجی رشتوں کی تعظیم و تقدیس اور احترام زوجین کے قوانین تو ویسے ہی عنقا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا قانون الٰہی میں تبدیلی کی جسارت نہ کریں اور قرآنی قانون کو تختہ مشق بنانے کے بجائے حکم ربانی کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔ دین دار اور موحد رشتوں کا انتخاب کریں۔ ایسے رشتے ازدواجی، معاشرتی اور دینی استحکام کا باعث بنتے اور دینی احکام و فرائض پر عمل پیرا ہونے سے رحمت الٰہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

---

[1] تفسیر القرآن الکریم: ۱/ ۱۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا، بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور پاکیزہ رہنے کی جگہوں کا جو ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گی اور اللہ کی طرف سے تھوڑی خوشنودی سب سے بڑی ہے، یہی تو بڑی کامیابی ہے۔'' [التوبہ : 71، 72]

نیز مومن رشتے سے دینی پختگی پیدا ہوتی ہے اور یہ جوڑا باہمی دینی تفوق کا باعث بنتا ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ» ①

''مومن مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں۔''

① صحیح بخاری : ٤٨١۔ صحیح مسلم : ٢٥٨٥۔ جامع ترمذی: ١٩٢٨۔ سنن نسائی: ٢٥٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٰہذا نکاح کے لیے مومن رشتے کا انتخاب کیجیے، کیونکہ مومن رشتوں کا سنگم خیر و برکت کا باعث اور دینی پائیداری کا ذریعہ ہے۔

شادی خانہ آباد رہے:

نکاح کا معنی و مفہوم ہی شادی شدہ جوڑے کو ایسے مضبوط بندھن میں باندھنا ہے کہ دونوں فریق وقت نکاح ایک ساتھ زندگی گزارنے کا تہیا کریں اور مستقبل میں دینی و ازدواجی حقوق و فرائض کے عدم تعطیل کی صورت میں کبھی بھی علیحدگی کا تصور نہ کریں۔ اس مضبوط عہد و پیمان میں باندھنے کے بعد شریعت نے زوجین پر زور دیا ہے کہ وہ اس نکاح کے بندھن کو تاحیات نبھائیں اور دلوں میں کدورت، باہمی نفرت اور ناچاقی کو نجی زندگی میں داخل نہ ہونے دیں۔ پھر زوجین پر حقوق و فرائض اور باہمی تعلقات کے استحکام کے ایسے شاندار قوانین وضع کیے ہیں کہ ان حقوق و فرائض اور باہمی معاملات کی من و عن تعمیل سے کوئی تنازعہ، منافرت اور دوری پیدا ہی نہیں ہوسکتی اور اگر کہیں کوئی بغض، نفرت اور اعراض کے مفاسد سر اٹھانے لگیں تو فوراً دیگر شرعی دلائل ان کی سرکوبی کے لیے حرکت میں آجاتے اور باہمی اختلافات کے جراثیم کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔ یوں تنازعات کا شروع ہونے والا لامتناہی و طولانی سلسلہ پنپنے ہی نہیں پاتا اور مستقبل کی خاندانی نفرتوں اور اختلافات کو جنم ہی نہیں لینے دیتا۔ یوں گھر پھلتے پھولتے، میاں بیوی میں محبت پروان چڑھتی، خاندانی تعلقات میں پائیداری پیدا ہوتی، بچوں میں خوداعتمادی آتی، شرعی حقوق و فرائض کی تعمیل میں پیچیدگیاں ختم ہوتیں اور زوجین کے باہمی سلوک اور مضبوط تعلقات پر رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا دائمی اور پرکیف سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر زوجین کے تعلقات میں استحکام آئے، ان میں باہمی نفرتیں نہ پھوٹیں اور یہ گھر یہ گلشن مہکتے اور چہکتے رہیں، اللہ اور اس کے رسول کی منشا و مراد بھی یہی ہے۔

گھر آباد رہے اللہ کی منشا:

اللہ تبارک وتعالیٰ شادی شدہ جوڑے کی آبادکاری اور ان کے تعلقات میں استحکام چاہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اگر زوجین میں باہمی نفرت، حسد وبغض اور کوئی خلش واقع ہونے لگے تو قرآنی دلائل دونوں کو نرمی اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور اگر تنازعات اور باہمی نفرت وبغض شدت اختیار کر جائے اور کسی ایک فریق یا فریقین سے معاملات کو قابو کرنا مشکل ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ زوجین کے سربراہوں اور دونوں خاندانوں کے عاقل وعادل لوگوں کو معاملہ سنبھالنے اور اس تنازعہ واختلاف کو ختم کرنے اور معاملہ طلاق وافتراق پر نہ پہنچے، معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لینے کا حکم دیتا ہے اور خاندانوں کے بڑوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ میاں بیوی میں سے جس کی زیادتیاں اور کوتاہیوں ہیں، اسے احساس دلائیں اور ان کوتاہیوں کے سدباب کی کوشش کریں۔ یوں اختلافات میں شدت آنے اور حالات کو باہمی افتراق اور طلاق کی نوبت تک پہنچنے سے بچا جاسکتا، دلوں میں پیدا ہونے والی دوریاں ختم کی جاسکتیں اور تعلقات کو درست نہج پر لایا جاسکتا ہے۔ باہمی ضدوں اور پیچیدگیوں کا سلسلہ ختم ہوسکتا اور گھر اجڑنے اور برباد ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ بیویوں کی طرف سے ضد، اعراض اور نفرت کی صورت میں اللہ تعالیٰ زوجین کے خاندانوں کو یوں خطاب کرتے ہیں:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا﴾ [النساء: 34، 35]

”اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو، پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت بلند، بہت بڑا ہے۔ اور اگر دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

اور اگر اعراض، نفرت اور دل اچاٹ کرنے میں قصور وار خاوند ہو تو بھی دونوں خاندانوں کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی تاکید ہے کہ وہ اس بگڑے معاملات کی اصلاح کریں اور دائمی جدائی سے قبل اس معاملہ کا تصفیہ کریں۔ خاوند کے اعراض اور بے توجہی کی صورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ [النساء : ۱۲۸]

'' اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح کی کوئی صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے اور تمام طبیعتوں میں حرص (حاضر) رکھی گئی ہے اور اگر تم نیکی کرو اور ڈرتے رہو تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پورا باخبر ہے۔''

یہ دلائل روشن دلیل ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شادی شدہ گھر کو ہمیشہ آباد دیکھنا چاہتا ہے اور نکاح سے آباد گھر میں راحت اور سکون چاہتا ہے۔ اللہ مالک الملک کی آرزو و تمنا ہے کہ شادی کے رشتے میں استحکام رہے، میاں بیوی میں تعلقات قائم ودائم ہوں اور ان حساس رشتہ میں دوری اور بے رخی پیدا نہ ہو، کیونکہ زوجین کے پائیدار تعلقات سے خاندانوں اور معاشرے کا استحکام وابستہ ہے۔ اس دائمی رشتہ سے نسلی انسانی کا ارتقا اور رشتوں کا دوام مضمر ہے۔ یوں معاشرہ بہت سی ناہمواریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

شادی خانہ آباد رہے نبی ﷺ کی تمنا:

ہادی برحق، پیغمبر امن، منبع خیر اور شفیق ومہربان نبی آخر الزماں ﷺ کی منشا و مراد بھی یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کی شادی خانہ آباد رہے۔ زوجین میں تعلقات کی استواری و پائیداری کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسے بہترین قوانین و فرائض مقرر کیے ہیں، جن کی تعمیل سے میاں بیوی میں تنازعات پیدا ہی نہیں ہو سکتے اور بالفرض باہمی حقوق و فرائض میں کوتاہی اور بے پروائی سے باہمی تعلقات میں خلش پیدا ہو اور دلوں میں نفرتیں جنم لینے لگیں تو نبوی نصیحتوں پر عمل کرنے اور اپنی کوتاہیوں پر نظر ثانی کرنے سے دوبارہ تعلقات مضبوط ہو سکتے اور شرعی دلائل سے رہنمائی لینے اور اسلامی احکام و فرائض پر عمل پیرا ہونے سے بہت بڑے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے۔ اس لیے شادی شدہ جوڑے کا فرض ہے کہ وہ باہمی تعلقات میں تعطل، نجی اختلافات اور فریقین کے تناؤ کی صورت میں خاندانی ضدوں اور اپنی اناؤں میں اڑ کر بستے گھر کو برباد نہ کریں، بلکہ کتاب و سنت کے روشن براہین سے رہنمائی لے کر افتراق و انتشار اور باہمی نفرتوں کو اتحاد و یگانگت اور پیار محبت سے بدل کر شیطان کو اس کے منصوبوں میں ناکام کریں۔

طلاق ناپسندیدہ فعل:

خاوند کے لیے کسی حیلے بہانے سے یا عورت کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے یا عورت کے خاندان کو عبرت ناک سبق سکھانے جیسے شیطانی جذبوں کی تسکین کے لیے عورت کو طلاق دینا یا اسے طلاق کے خوف میں مبتلا رکھنا اور ہر وقت طلاق کے ہتھیار کے استعمال کے خوف سے مرعوب رکھنا قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ بیویوں سے حسن معاشرت اختیار کرنے اور ان پر نرمی و شفقت کرنے کا حکم ہے اور بلا عذر طلاق دینے کو انتہائی برا اور قابل نفرت عمل قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ » ①

---

① صحیح: سنن أبی داوٗد: ۲۱۷۸۔ سنن بیهقی: ۷۵۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ تعالیٰ کے ہاں حلال امور میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔‘‘

جب طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی ناپسند فعل ہے تو مسئلہ طلاق کو کھیل نہیں بنانا چاہیے اور جب بیوی کا ساتھ دینی اور دنیوی اعتبار سے باعث نقصان ہو اور شرعی حقوق و فرائض کے ادائیگی میں خلل واقع ہو رہا ہو تب ہی طلاق کا اختیار جائز ہے۔ بصورت دیگر اسے شوق اور کھیل بنانا درست نہیں۔

خلع لینا سنگین جرم:

جب بیوی کا خاوند سے ایسا اختلاف ہو جائے کہ اس کا خاوند کے حقوق و فرائض ادا کرنا مشکل ہو یا خاوند کی زیادتیاں اس قدر بڑھ جائیں کہ اس کی زوجیت میں رہنا مشکل ہو جائے تو شریعت نے عورت کو حق خلع کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ عورت خاوند کو حق مہر واپس کر کے یا کسی قسم کی پیشکش سے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ یہ انتہائی مجبوری اور لاچاری کی صورت ہی میں درست ہے۔ اسے عادت بنالینا یا نئے جیون ساتھی کے شوق میں ایسے شوق پورے کرنا سنگین جرم قرار پاتا ہے۔ جس طرح انتہائی مجبوری کے بغیر مرد کا طلاق دینا مکروہ فعل ہے، اسی طرح شدید مجبوری کے بغیر عورت کا خلع لینا ناجائز ہے۔ بغیر شدید مجبوری کے خلع لینے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

• سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ » ①

’’جس عورت نے سخت مجبوری کے بغیر اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔‘‘

• سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① صحيح: سنن أبي داود: ٢٢٢٦ـ جامع ترمذي: ١١٨٧ـ سنن ابن ماجه: ٢٠٥٥ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ » [1]

''بلا عذر طلاق اور خلع طلب کرنے والیاں منافق ہیں۔''

لہٰذا کسی مرد کی زوجیت میں آنے کے بعد کسی بھی مسلمان عورت کے لیے شدید مجبوری کے بغیر خلع لینا درست نہیں۔ نکاح کو قائم و دائم رکھنا عورت کی بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اس ذہن سازی اور دینی تربیت کے بعد مسلمان عورت حق خلع کو کھیل نہیں بنائے گی اور ذہنی آوارگی کی تسکین کے لیے شرعی قانون کو ذاتی اغراض کے لیے پامال اور غلط استعمال نہیں کیا جائے گا۔

زوجین میں جدائی ابلیس کی دل پسند آرزو:

ابلیس لعین شادی شدہ جوڑے کے اچھے تعلقات، ان کی ذہنی ہم آہنگی اور ان میں پیار و محبت اور اتحاد و یگانگت کے جذبے سے نالاں رہتا ہے اور انسانیت کے سب سے بڑے دشمن کی دلی آرزو اور سب سے بڑی خواہش زوجین میں بغض و عناد پیدا کرنا، ان میں رنجشوں اور نفرتوں کے بیج بونا اور نفرت و ناپسندیدگی کے اس مقام تک پہنچانا ہے کہ ان میں تعلقات ٹوٹ جائیں اور معاملہ طلاق یا خلع تک پہنچ جائے۔ اس منصوبہ میں کامیاب ہو کر وہ بہت سے مقاصد اور اہداف حاصل کرتا ہے، جس سے دونوں خاندانوں میں نفرتوں، باہمی رنجشوں کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ دین سے عاری لوگ تو نسلوں تک کو یہ تاکید کر جاتے ہیں کہ فلاں خاندان نے ہمارے خاندان کی بچی کو طلاق دی تھی اس لیے ان سے شادی بیاہ نہیں کرنا، بلکہ ان سے جینا مرنا تک ختم کر دیا جاتا ہے۔ لڑکے والے الگ سے منفی ذہن بنا لیتے ہیں اور دونوں خاندانوں میں نفرتیں پیدا کر کے شیطان اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی میں جدائی کا دوسرا شیطانی ہدف دونوں خاندانوں کی لڑائیاں اور دشمنیاں ہیں، حتیٰ کہ کچھ ضدی خاندانوں کی لڑائیاں قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہیں، لڑکی والے اس انا میں کہ ظالم شوہر نے ہماری بچی کو طلاق دی ہے، اسے قتل کر دیتے ہیں اور خلع

---

[1] صحیح السنن الکبریٰ للنسائی: ٥٦٢٦۔ سنن نسائی: ٣٤٩١۔ اس روایت میں حسن بصری نے سماع کی صراحت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صورت میں لڑکے والے خاندان کے لیے بدنامی کا باعث بننے والی بہو کا ناک کان کاٹ دیں گے، تیزاب سے جلادیں گے یا نوبت قتل تک پہنچ جائے گی۔ یوں خاندانوں میں قتل و غارت اور دشمنوں کے ایسے سلسلے شروع ہوتے ہیں کہ شریعت کو یک لخظہ بھلا کر شیطان اپنے چنگل میں ایسا پھنساتا ہے کہ خاندانوں کے ملاپ کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور معاشرہ بدامنی اور انارکی کا شکار ہو جاتا ہے۔ تیسرا اور بڑا ہدف فحاشی وعریانی اور بدکاری وزنا کاری کو فروغ دینا ہے۔ کیونکہ نکاح کے بعد عورت اور مرد جنسی لذت سے لطف اندوز ہو چکے ہوتے ہیں اور جب جنسی تسکین کا حلال ذریعہ میسر نہ ہو تو فریقین الا ماشاء اللہ جن میں خوف خدا کی رمق باقی ہے کے ماسوا جنسی تسکین کے حرام ذرائع تلاش کرتے ہیں۔ بالخصوص موجودہ حالات میں شیطان کے لیے یہ ہدف حاصل کرنا بہت آسان ہے، کیونکہ اسلامی تربیت کا فقدان اور خشیت الٰہی اور خوف باری تعالیٰ سے مخلوق نابلد ہے۔ معاشرے میں زنا کاری کا فروغ ابلیس ملعون کی سب سے بڑی چاہت ہے۔ اس جرم کی وجہ سے جہاں معاشرے سے مذہبی میلان ختم ہوتا اور روحانیت اور خوف الٰہی کا کال پڑتا ہے، وہاں معاشرے میں ایسے جرائم، بیماریاں اور کثرت اموات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ ان پر قابو پانا ناممکن ہوتا اور یہ ایسی لت ہے کہ اس سے چھٹکارا مشکل ہے۔ لہٰذا خلع وطلاق سے شیطان ابلیس کو خوش نہ کریں، کیونکہ شیطان کی سب سے بڑی کامیابی شادی شدہ جوڑے میں پھوٹ ڈال کے ان میں جدائی کراتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: نِعْمَ أَنْتَ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الْأَعْمَشُ: أُرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ » ①

’’ابلیس اپنا تخت پانی (سمندر) پر لگاتا ہے، پھر اپنے دستے روانہ کرتا ہے۔ شیاطین میں مقام و مرتبہ کے لحاظ سے اس کے نزدیک سب سے قریبی وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ گر ہے۔ شیاطین میں کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں نے یہ یہ کام کیا ہے (یعنی بہت بڑا معرکہ سر کیا ہے) لیکن ابلیس کہتا ہے: ’’تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پھر ان میں کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں نے انسان کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑا حتیٰ کہ میں نے اس کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(یہ کلمات سن کر) وہ (ابلیس) اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: ’’تو بہت خوب ہے۔‘‘ اعمش (راوی) کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پھر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے۔‘‘

فوائد:

۱۔ ابلیس اور اس کے چیلے دن رات انسانوں کو گمراہ کرنے، انھیں بہکانے اور دین حق سے ہٹانے میں مصروف ہیں اور اپنے منصوبوں کی تعمیل میں دن رات کوشاں ہیں جب کہ ان شیاطین کے اہداف، ان کی خفیہ و ظاہری چالوں اور تدبیروں سے بچنے کے لیے انسان نہ ذہنی طور پر اور نہ علمی و عملی طور پر تیار ہیں۔ انسانیت کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ اپنے اصلی اور ازلی دشمن کو دشمن کے بجائے دوست سمجھتا اور اس کے دام فریب میں آ کر اپنی دنیا و آخرت تباہ کر لیتا ہے، جو کہ ابلیس لعین کی دلی آرزو ہے۔

۲۔ شیطان روزانہ کی بنیاد پر اپنے چیلوں کا محاسبہ کرتا ہے اور ان سے کارکردگی رپورٹ طلب کرتا ہے، پھر بہت سے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کی کارکردگی صفر قرار دے کر اس کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اس کے برعکس انسانوں میں نجی و غیر نجی کسی بھی

① صحیح مسلم: ۲۸۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری سے متصف ہونے اور دعوت دین کے حوالہ سے پرعزم جماعت کی تیاری کا نہ یہ داعیہ ہے، نہ فکر۔ پھر مذہبی قائد، مبلغ یا داعی کی ذرا سے بے التفاتی یا سرزنش پر غلبہ دین کا سارا جذبہ کافور ہوجاتا اور بے رخی وعدم حوصلہ افزائی پر شکوہ وشکایات کا طویل سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور اس آڑ میں کہ ہماری یہاں کوئی قدر ہی نہیں ہے، جماعت سے کنارہ کشی اختیار کرلی جاتی ہے، اس کردار پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

۳۔ ابلیس کا سب سے بڑا ہدف میاں بیوی میں علیحدگی کروانا اور معاملہ خلع وطلاق تک پہنچانا ہے۔ اس سے وہ اپنے تمام مطلوبہ مقاصد حاصل کرلیتا ہے، اس مطلوبہ ہدف میں کامیابی کے بعد وہ انسانوں سے انسانیت چھین لیتا اور اللہ تعالیٰ سے بھی بہت حد تک دور کردیتا ہے۔ یوں معاشرے میں نفرت پھیلا کر اس کے لیے انسانوں کی گمراہی کے راستے آسان ہوجاتے ہیں۔ اس لیے بغیر شدید مجبوری کے خلع وطلاق کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جو فعل شیطان کا پسندیدہ ہے، اس میں انسانوں کے لیے کبھی خیر نہیں ہوسکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق زوجین

شریعت اسلامیہ نے میاں بیوی کے تعلقات کے دوام و استحکام اور زوجین میں باہمی محبت ومودت میں پائیداری کے ایسے ٹھوس اور شاندار قوانین وضع کیے ہیں اور زوجین کو ایسے حقوق وفرائض کا پابند کیا ہے، جن کی ادائیگی زن وشو میں اتحاد ویگانگت پیدا کرتی، تعلقات میں مضبوطی لاتی، احترام وتقدس کے رشتوں کو بحال کرتی، نفرتیں مٹاتی، ذہنی کدورتوں اور حسد وبغض کا خاتمہ کرتی اور تعلقات کومثالی بناتی ہے۔ لہٰذا ہر اسلامی جوڑے پر یہ فرض لاگو ہوتا ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ میں بیان کردہ زوجین کے حقوق وفرائض سے آگاہ بھی رہے اور اس پر عمل پیرا بھی۔ انھی حقوق وفرائض کی تعمیل میں ازدواجی تعلقات کا استحکام اور گھریلو راحت وسکون وابستہ ہے۔ اس لیے ان حقوق سے کوتاہی کی صورت میں ازدواجی سکون تج نہ کریں، نفرتوں کوجنم اور ضدوں کومواد فراہم نہ کریں۔ ان حقوق وفرائض کی تعمیل ہی کی صورت میں عائلی زندگی کی مضبوطی ہے۔ ذیل میں ان حقوق کا تفصیلی بیان ہے تاکہ شادی شدہ جوڑا ان پر عمل پیرا بھی ہوسکے اور مستفید بھی۔ ہم یہ حقوق تین مراحل میں بیان کریں گے۔

پہلا مرحلہ : زوجین کے مشترکہ حقوق۔

دوسرا مرحلہ : خاوند کے حقوق۔

تیسرا مرحلہ : بیوی کے حقوق۔

پہلا مرحلہ: زوجین کے مشترکہ حقوق:

میاں بیوی کے کچھ حقوق مشترک ہیں اور کچھ منفرد۔ مشترک حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ ازدواجی تعلقات:

نکاح سے قبل جو مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے حرام ہوتے اور ان میں کسی بھی قسم کا ازدواجی و غیر ازدواجی تعلق ناجائز ہوتا ہے، عقد نکاح کے بعد شادی شدہ جوڑا ایک دوسرے کے لیے حلال ٹھہرتا ہے۔ نکاح دراصل زوجین کو جنسی و ازدواجی تعلقات کے جواز کی سند ہے اور اسلام میں پیمان نکاح ہی جنسی تعلقات کی حلت کا واحد ذریعہ ہے۔ شریعت مطہرہ میں عورت کے لیے جنسی تسکین کا واحد ذریعہ خاوند ہی ہے، البتہ مرد کو چار شادیاں کرنے اور لونڈیاں رکھنے کی اجازت ہے۔ لونڈیوں والا سلسلہ تو موجودہ دور میں عنقا ہو چکا، سو موجودہ حالات میں مرد کے لیے جنسی تسکین کا حل پیمان نکاح سے زوجیت میں آنے والی بیوی ہی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [البقرۃ: ۲۲۳]

''تمھاری بیویاں تمھاری لیے کھیتی ہیں، سو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے (سامان) بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ یقیناً تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾

[المعارج: ۲۹، ۳۰، ۳۱]

''اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر، تو یہ یقیناً ملامت نہیں کیے گیے۔ پھر جو اس کے علاوہ راستہ ڈھونڈیں تو وہی حد سے گزرنے والے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ حج میں زوجین کی نصیحت و رہنمائی کے لیے ارشاد فرمایا:

« فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ » ①

”عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ تم اللہ کی امان پر انھیں زوجیت میں لائے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہیں حلال کی ہیں اور تمھارے ان پر حقوق یہ ہیں کہ وہ تمھارے بستر ایسے فرد سے نہ روندوائیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔“

فوائد:

۱۔ جنسی تسکین کے لیے نکاح ہی جائز و مباح طریقہ ہے، نکاح کے علاوہ مرد اور عورت کا جنسی ملاپ غیر فطری اور غیر اسلامی ہے۔ لہٰذا دین اسلام کے پیروکاروں کو اس شرعی حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ دیگر ذمہ داریوں کی طرح زوجین کی بنیادی اور اہم ذمہ داری جنسی تسکین کا حصول ہے اور میاں بیوی جنسی تسکین کے حوالے سے ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے انھیں جنسی معاملہ میں ایک دوسرے کا محتاج و ضرورت مند بنایا ہے، لہٰذا فریقین اس ذمہ داری کو ذمہ داری سمجھیں اور حتیٰ الامکان اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کا ارتکاب نہ کریں۔ یوں زن وشو کے باہمی جنسی تعلقات میں معاونت و موافقت پر بہت سے جھگڑے پیدا ہی نہیں ہو پاتے اور باقی نجی معاملات بھی خوش اسلوبی سے طے پاتے ہیں۔ جب کہ ازدواجی تعلقات میں کوتاہی، محرومی اور تعطلی پر ایسے جھگڑے اور نفرتیں جنم لیتی ہیں، جن پر قابو پانا مشکل ہوجاتا اور معاملات شدید تنازعات اور خلع و

① صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ سنن أبی داوٗد: ۱۹۰۵۔ سنن ابن ماجہ: ۳۰۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق پر پہنچ جاتے ہیں۔ نکاح کی اس بنیادی ضرورت کی اہمیت کے پیش نظر شریعت نے میاں بیوی دونوں کو حق زوجگی ادا کرنے کی باقاعدہ تاکید کی اور کوتاہی کی صورت میں سخت وعید سنائی ہے۔

عورت خاوند کی خواہش میں رکاوٹ نہ بنے:

بیوی کو خاوند کی کھیتی قرار دیا گیا ہے، چنانچہ جس طرح کھیتی میں داخلے کے لیے کھیتی کے مالک کو کوئی پریشانی اور روک ٹوک نہیں ہوتی، ایسے ہی خاوند کو بیوی کے پاس آنے میں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہونی چاہیے اور عورت کو اپنے شوہر سے مکمل معاونت کرنی چاہیے۔ جنسی تسکین کے معاملہ میں شوہر کی راحت کا سامان کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں اسے بالکل پریشان نہ کیا جائے۔ نیز جنسی مسئلہ میں خاوند کے حکم کی تعمیل کا بیوی کو پابند کیا گیا ہے اور عورت کے کسی بھی انتہائی مصروفیت میں مشغول ہونے کے باوجود اسے پر خاوند کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ »[1]

''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس آئے، خواہ وہ تندور پر (روٹیاں پکانے میں مصروف) ہو۔''

یعنی بیوی کو اپنی شدید مصروفیت چھوڑ کر خاوند کی حاجت پوری کرنی چاہیے اور حیلے بہانے، ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے نیز تاخیری حربے استعمال کر کے خاوند کے دل میں بغض و نفرت کے بیج نہ بوئے جائیں یا یہ تاکیدی حکم اس لیے ہے کہ خاوند کا بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کی طرف خیال ہی نہ جائے۔ یوں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہ پائے گا اور شیطانی وسوسوں اور حملوں کا شکار نہ ہو پائے گا۔ پھر جو عورت خاوند کے بلانے پر اس کی حکم عدولی کرے اور اس کی خواہش پوری نہ کرے تو فرشتے اس پر مسلسل لعنت کرتے اور

[1] حسن: جامع ترمذی: ۱۱۶۰۔ السنن الکبری للنسائی: ۸۹۲۲۔ صحیح ابن حبان: ۴۱۶۵۔ سنن بیھقی: ۷/ ۴۷۷۔ قیس بن طلق صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں کا رب بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لیے خاوند کی جنسی خواہش کی عدم تعمیل کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ عورت کو خاوند کی جنسی تسکین کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے اور اس مسئلہ میں ذاتی، معاشرتی اور خاندانی مجبوریوں کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔ کیونکہ خاوند کی خواہش پوری نہ کرنا عورت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) [1]

"جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے، پھر وہ اس پر سخت غصہ کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس (عورت) پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"

فوائد:

۱۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "یہ حدیث دلیل ہے کہ فرشتوں کی اچھی اور بری دعا قبول ہوتی ہے، اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرشتوں کی بددعا سے ڈرایا ہے، نیز یہ حدیث دلیل ہے کہ بیوی کو جنسی خواہش کی تکمیل میں خاوند کا تعاون کرنا چاہیے، اس کی رضامندی کو تلاش کرنا چاہیے اور ترک جماع کے معاملہ میں خاوند بیوی کی نسبت زیادہ کم صبرا ہے۔ مناکحت میں سب سے تشویش ناک چیز محرک نکاح (یعنی جنسی تسکین) میں خلل ہے، اس لیے شارع نے بیویوں کو اس معاملہ میں شوہروں کی معاونت کا حکم دیا ہے۔" [2]

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث دلیل ہے کہ بغیر شرعی عذر کے بیوی کا خاوند کے بستر سے رکنا حرام ہے، حیض بستر پر نہ جانے کا عذر نہیں، کیونکہ

---

[1] صحیح بخاری: ۳۲۳۷۔ صحیح مسلم: ۱۴۳۶۔ سنن أبی داوٗد: ۲۱۴۱۔

[2] فتح الباری: ۹/ ۲۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورانِ حیض خاوند کا ازار بند کے اوپر سے استمتاع حق ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خاوند کی خواہش کی تعمیل نہ کرنے والی عورت پر رات بھر مسلسل لعنت جاری رہتی ہے حتیٰ کہ طلوع فجر کے وقت اور خاوند کے اس سے بے نیاز ہونے پر یا اس عورت کے تائب ہوکر خاوند کے پاس چلے جانے پر معصیت زائل ہوتی ہے۔ (یعنی رات کو اگر وہ اپنی گناہ سے تائب ہوکر خاوند کی ضرورت پوری کرے تو اس وقت لعنت کا سلسلہ تمام ہوتا ہے، ورنہ لعنت کا اختتام طلوع فجر پر ہوگا۔) [1]

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهَا، فَتَأْبَى عَلَيْهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا » [2]

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بھی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ اس کا انکار کرے تو وہ جو آسمان میں ہے وہ اس سے اس وقت تک ناراض رہے گا جب تک خاوند اس سے راضی نہ ہو۔''

یہ حدیث عورتوں کے لیے سخت وعید ہے کہ خاوند کی جنسی ضرورت پوری نہ کرنا نہایت سنگین جرم ہے اور اس کوتاہی اور عدم تعمیل پر صرف خاوند ہی ناراض نہیں ہوتا بلکہ خاوند کی ناراضی پر آسمان کے رہائشی ملائکہ سمیت آسمانوں کا رب بھی ناراض ہوجاتا ہے۔ لہٰذا عورت کو محض جسمانی راحت حاصل کرنے، کوئی ضد پالنے کی خاطر یا خاوند کو بے جا پریشان کرنے کی غرض سے اتنے بڑے جرم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔

خاوند بیوی کی ضرورت پوری کرے:

جس طرح بیوی خاوند کی ضرورت ہے، اسی طرح خاوند بھی بیوی کی جنسی ضرورت ہے اور وہ ازدواجی تسکین صرف خاوند ہی سے حاصل کرنے کی مجاز ہے۔ لہٰذا خاوند بیوی کو اس

---

1. شرح النووی: ۱۰/ ۷۔
2. صحیح مسلم: ۱۴۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ میں مضطرب نہ کرے، کیونکہ جنسی بے چینی خاوند سے نفرت اور اختلاف کا باعث بھی بن سکتی ہے اور بے راہ روی کا سبب بھی۔ سو جیسے شریعت نے بیوی کو خاوند کے لیے جنسی راحت بہم پہنچانے کا پابند کیا ہے، ایسے ہی خاوند کو پابند کیا ہے کہ وہ بھی بیوی کو جنسی تسکین مہیا کرے۔ اس مسئلہ میں خاوند کو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور کسی دینی مدارج کی ترقی یا ذاتی ضد اور بیوی کو پریشان کرنے کی غرض سے اس فریضہ میں کوتاہی کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے عبادات میں مشغولیت کی وجہ سے حقوق زوجیت میں تعطل آنے پر ان کے والد نے نبی ﷺ کو اس کوتاہ عملی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں عبادات میں میانہ روی اختیار کرنے کے حکم کے ساتھ بیوی کے حقوق سمیت کئی اور حقوق کی ادائیگی کا بھی پابند کیا۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَبْدَ اللّٰهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا» [1]

”اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے ہو؟“ (عبداللہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: ”ضرور، اے اللہ کے رسول۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کیجیے، روزہ رکھیے اور روزہ چھوڑیے بھی، قیام بھی کیجیے اور نیند بھی، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔“

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خویلہ بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا عثمان بن مظعون کی زوجیت میں تھی، میرے پاس آئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پراگندہ

[1] صحیح بخاری: ۵۱۹۹۔ صحیح مسلم: ۱۱۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال دیکھا تو مجھ سے پوچھا:

« يَا عَائِشَةُ، مَا أَبَذَّ هَيْئَةَ خُوَيْلَةَ؟ قَالَتْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، امْرَأَةٌ لَا زَوْجَ لَهَا يَصُوْمُ النَّهَارَ، وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ فَهِيَ كَمَنْ لَا زَوْجَ لَهَا، فَتَرَكَتْ نَفْسَهَا وَأَضَاعَتْهَا، قَالَتْ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فَجَاءَهُ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، أَرَغْبَةً عَنْ سُنَّتِي؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي، وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ » [1]

''خویلہ رضی اللہ عنہا کو پراگندہ کس نے بنایا ہے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اس کا خاوند نہیں ہے، وہ (اس کا شوہر) دن کا روزہ رکھتا اور شب بھر قیام کرتا ہے۔ تو یہ اس عورت کی طرح ہے، جس کا خاوند نہ ہو۔ اس لیے اس نے اپنی ذات کو نظر انداز کر دیا اور خود کو کھو دیا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عثمان! کیا میری سنت سے اعراض چاہتے ہو؟'' انھوں نے عرض کی: ''بالکل نہیں، اے اللہ کے رسول، بلکہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی کا طلب گار ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے مباشرت بھی کرتا ہوں۔ سو اے عثمان! اللہ تعالیٰ سے ڈر، کیونکہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق

[1] حسن: مسند احمد: ٦/٢٦٨۔ محمد بن اسحاق بن یسار صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہٰذا روزہ بھی رکھ اور روزہ ترک بھی کر اور نماز کا اہتمام بھی کر اور سو بھی۔"

فوائد:

۱۔ جنسی تسکین کا حصول زوجین کا بنیادی حق ہے، فریقین کا اس فریضہ سے کوتاہی کرنا یا بالکل ہی لاتعلق ہونا سنگین جرم اور شریعت اسلامیہ سے انحراف ہے۔ لہٰذا زوجین اس ذمہ داری کا احساس کریں اور خاوند یا بیوی فریق ثانی کو اس معاملہ میں پریشان نہ کرے۔

۲۔ جب عبادات میں انہماک کی وجہ سے خاوند بیوی کا ازدواجی حق ترک نہیں کرسکتا تو محض ذاتی ضد، باہمی اختلاف یا کاروبار دنیا میں مشغولیت کی وجہ سے یہ حق کیسے ترک کرسکتا ہے۔ لہٰذا ذاتی انا پالنے اور اختلافات کو طول دینے سے بیوی کو یا بیوی خاوند کو جنسی تعلق سے محروم نہ کرے۔ اگر زوجین میں اس فریضہ میں کوتاہی یا بے اعتنائی پائی جاتی ہے تو انھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یہ تعلق بحال کرنا چاہیے اور شریعت کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ اس بنیادی حق کی محرومی کی صورت میں متاثرہ فریق میں نفرت کی آگ سلگتی اور بدگمانی کے ایسے جراثیم جنم لیتے ہیں کہ اگر ان کا فوراً تدارک نہ کیا جائے تو اختلافات میں شدت آتی، تعلقات بگڑتے اور نوبت خلع وطلاق تک پہنچتی یا ہمیشہ کی تلخ زندگی ایسے جوڑے کا مقدر بنتی ہے۔ سو اپنی زندگیوں کو تلخ بنانے کی بجائے، شرعی دلائل سے رہنمائی لیتے ہوئے ازدواجی تعلقات میں استحکام لائیں اور نفرتیں اور ضدین پالنے کے بجائے باہمی موافقت ومفاہمت سے پرسکون اور راحتوں بھری زندگی گزاریں۔

۲۔ حسن معاشرت:

زوجین کے مشترکہ حقوق میں سے اہم فریضہ حسن معاشرت ہے اور زن وشوہیں سے ہر فریق کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ فریقین آپس میں عزت واحترام کو فروغ دیں، میل جول میں پیار محبت کو پروان چڑھائیں، خندہ پیشانی سے ملیں، اخلاق حسنہ کو رواج دیں، ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی چاہتوں اور خواہشوں کی قدر کریں۔ گفتگو میں اپنائیت اور شائستگی اختیار کریں، خاوند گھریلو اخراجات میں وسعت کا مظاہرہ کرے تو بیوی اس کی خدمت کرنے اور اسے آرام مہیا کرنے میں بچھتی چلی جائے اور زندگی کے کسی بھی مرحلہ پر ایک دوسرے کو تنہائی اور بے توجہی کا احساس نہ ہونے دیں۔ اس سے گھریلو زندگی میں استحکام آتا، تعلقات میں مضبوطی آتی، گھر آرام وسکون کا محور و مرکز بنتا، حسین جذبوں سے سرشار رشتوں میں نکھار آتا اور زندگی سکھی اور پرامن گزرتی ہے۔ انھی حسین لمحات کے حصول کے لیے حسن معاشرت کی کتاب وسنت میں خاص تاکید بیان ہوئی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء: ۱۹]

''اور ان (بیویوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

- فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ [البقرہ: ۲۲۸]

''اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے اور مردوں کو ان پر ایک درجہ ہے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

درج بالا آیات میں خاوندوں کو بیویوں سے اور بیویوں کو خاوند سے حسن معاشرت کا حکم ہے کہ فریقین اخلاق حسنہ، اچھے کردار اور نرمی وشائستگی کو رواج دے کر باہمی مودت ومحبت کو پروان چڑھائیں۔ باہمی لطف واکرام کو فروغ دیں اور ایک دوسرے کی عزت اور احترام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باہمی تعلقات کو مستحکم کریں۔ ایک دوسرے کی پسند ناپسند کا خیال رکھیں۔ یوں گھریلو زندگی میں اطمینان وسکون راہ پا سکتا، استحکام آ سکتا اور رشتوں میں پائیداری پیدا ہو سکتی ہے۔

خاوند کو حسن معاشرت کے متعلق نصیحتیں:

حسن معاشرت کے متعلق نبی ﷺ بہترین اسوہ ہیں اور اہل ایمان کو گھریلو زندگی سمیت ہر معاملہ میں آپ ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے بیویوں سے حسن معاشرت اور حسن سلوک کرنے والے لوگوں کو بہترین قرار دیا ہے۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ » ①

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہے۔“

- سیدنا ابو ہریرہ سے رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ » ②

”مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو ان میں سے عمدہ ترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہیں۔“

نیز وں خاوندوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ جہاں تک ہو سکے بیویوں کی لغزشوں کو نظر انداز کیا جائے اور اخلاق حسنہ، حسن سلوک، بے پایاں احسانات سے عورت کا دل جیتا جائے اور پیار محبت اور صبر وحوصلے سے ان سے گزر بسر کی جائے۔ خاوند کی سو فی صد خواہشات کی تعمیل اور آپ کی سوچ کے من وعن نتائج کا حصول اس دنیاوی عورت سے ناممکن ہے، کیونکہ عورت میں کجی، نقص اور کوتاہی اس کی فطرت میں شامل ہے کوئی ڈھنگ

① حسن : طبرانی اوسط : ٦٣٢٤۔

② حسن : مسند احمد : ١/ ٥٠۔ جامع ترمذی: ١١٦٢۔ مسند أبی یعلی : ٥٩٢٦۔ صحیح ابن حبان: ٤١٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند جس کا ازالہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے نبوی نصیحت پر عمل کر کے بہر حال معاملات کو سدھارا جاسکتا، خاطر خواہ نتائج حاصل کیے جا سکتے اور گھریلو ماحول کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ » [1]

''عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی کا ٹیڑھا ترین حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہے۔ چنانچہ اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے (جیسے تیسے) چھوڑ دے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں سے حسن سلوک کرو۔''

بیوی کو حسن معاشرت کے متعلق نصیحتیں:

خاوند کی قدر کرنا، اسے عزت دینا، اس کے لیے راحت کا سامان کرنا، اسے پریشانیوں سے نکالنا اور ہمہ وقت اس کی اطاعت و فرماں برداری میں مصروف رہنا اور ایسے کاموں سے گریز کرنا جو اس کی ناراضی کا باعث ہوں، ہر عورت کی ذمہ داری ہے، جس سے بے توجہی اور کوتاہی سے عورت گناہ گار بھی ہوتی اور خاوند کے دل میں نفرت پیدا کرنے اور گھریلو ناچاقی کا سبب بھی بنتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان عورت کو خاوند کا دل جیتنے اور اس سے خوشگوار تعلقات بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ بہترین عورت کا یہی خاصہ ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہترین ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْمَا يَكْرَهُ

---

[1] صحیح بخاری: ۳۳۳۱۔ صحیح مسلم: ۱۴٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي نَفْسِهَا، وَلَا فِي مَالِهِ » ①

”(بہترین عورت وہ ہے) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے، جب وہ حکم دے اس کی اطاعت کرے اور اس کے ذات اور اپنے مال میں وہ جو ناپسند کرتا ہے اس کی مخالفت نہ کرے۔“

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”معاذ! یہ کیا؟“ انھوں نے عرض کی: ”میں شام گیا تو میں نے انھیں اپنے بڑے پادریوں اور یہود کے بڑے مذہبی علماء کو سجدہ کرتے پایا۔ چنانچہ میں نے اپنے دل میں یہ خواہش کی کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ (تعظیم کا) یہ طریقہ اختیار کریں گے۔“ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَلَا تَفْعَلُوْا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ » ②

”تم یہ کام نہ کرو۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کرسکتی، جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اور اگر وہ (سفر کے لیے) اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو اس حال میں اس کو خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو وہ اسے (اس کی خواہش سے) نہ روکے۔“

---

① حسن: مسند احمد: ۶۵۷۸۔

② حسن: سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۳۔ سنن بیهقی: ۲۹۲/۷۔ ازہر بن مروان اور قاسم بن عوف شیبانی صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ سسرالی رشتوں کی حرمت:

پیمانِ نکاح کے بعد زوجین میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ خاوند پر بیوی کی والدہ، نانی اور دادی سے دائمی نکاح حرام قرار پاتا ہے اور بیوی سے نکاح کے عرصہ میں بیوی کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی اور بھانجی حرام ٹھہرتی ہے اور بیوی کے لیے خاوند کے والد اور اس کے بیٹے دائمی حرام قرار پاتے ہیں۔ حرام رشتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء: ۲۳]

''حرام کی گئی ہیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو اور تمھاری دودھ شریک بہنیں اور تمھاری بیویوں کی مائیں اور تمھاری پالی ہوئی لڑکیاں جو تمھاری گود میں تمھاری ان عورتوں سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو، پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمھارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمھاری پشتوں سے ہیں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو، مگر جو گزر چکا۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

یوں بیوی کے لیے خاوند کے والدین اور بھائیوں بہنوں کا اکرام و احترام لازم قرار پاتا ہے کیونکہ خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سسرالی رشتہ داروں کی عزت و تکریم کرے، یوں فریقین کا اپنے قریبی رشتہ داروں کا احترام کرنے سے تعلقات مستحکم ہوتے۔ عزیزوں کی عزت افزائی سے اعتماد کا رشتہ قائم ہوتا، محبت و مودت اور ہم آہنگی پروان چڑھتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گھریلو معاملات خوش اسلوبی سے طے پاتے ہیں۔ یہ مکافات عمل ہے کہ زن وشو ایک دوسرے کے رشتہ داروں کی قدر کریں اور ان کی تعظیم وتکریم کریں تو فریق ثانی بھی بدلے میں عزت واکرام ہی سے پیش آتا ہے۔

لیکن ہمارے ہاں زوجین میں باہمی چپقلش، آپس کی لڑائیوں اور گھریلو ناچاقیوں کا بہت بڑا سبب عورت کی اپنے سسرالی رشتہ داروں کی توہین وتحقیر اور خاوند کے اپنے سسرالی رشتہ داروں کے بارے میں نفرت اور ان سے بدسلوکی اور ان کی تذلیل ہے۔ شادی سے پہلے ہی زن وشو کے ذہنوں میں یہ چیز راسخ کردی جاتی ہے کہ سسرالی رشتہ داروں کو ان کی اوقات میں رکھنا اور انھیں سر پر نہ چڑھانا۔ اس شیطانی تربیت کے اثرات تاحیات باقی رہتے اور زوجین میں قربت پیدا نہیں ہونے دیتے۔ زوجین اگرچہ خوشگوار اور پرسکون زندگی گزار رہے ہوں، لیکن ساس سسر، دیور نندوں یا سالے سالیوں کے رشتے درمیان میں ایسی آگ لگاتے ہیں کہ زوجین کے تعلقات میں تناؤ آجاتا اور نوبت مارکٹائی، منہ ماری اور مستقل ناراضی تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر قریبی رشتے نفرتیں اور ناراضیاں ختم کرنے کے بجائے فریقین کو ہلہ شیری دیتے اور مزید ضد برقرار رکھنے پر ابھارتے ہیں۔ اس شیطانی حملے اور باہمی نفرتوں سے بچنے کا بہترین حل یہ ہے کہ سسرالی رشتہ داروں کو برداشت کیا جائے اور ان کی عزت وحرمت پر حرف نہ آنے دیا جائے۔ یوں تعلقات مستحکم ہوں گے، رشتوں میں پائیداری آئے گی اور گھریلو زندگی پرسکون ہوگی۔

۴۔ حق وراثت:

عقد نکاح کے بعد زوجین میں حق وراثت قائم ہوجاتا ہے اور دوران مناکحت اگر کوئی فریق فوت ہوجائے تو فریق ثانی اس کا وارث قرار پائے گا۔ کسی حیلے بہانے یا تاویل وسینہ زوری سے اسے حق وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ بیوی کی فوتگی کی صورت میں خاوند کی وراثت کی دو صورتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اگر بیوی کی اولاد نہ ہو تو خاوند کو کل مال سے نصف حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر بیوی صاحب اولاد ہو تو خاوند کو کل مال سے چوتھائی حصہ ملے گا۔

خاوند کی وفات کی صورت میں بیوی کی وراثت کی بھی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ بے اولاد خاوند فوت ہو تو بیوی سے چوتھائی مال ملے گا۔

۲۔ صاحب اولاد خاوند کی وفات پر بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ زوجین کی وراثت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ﴾

’’اور تمھارے لیے اس کا نصف ہے جو تمھاری بیویاں چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمھارے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو انھوں نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض (کے بعد)۔ اور ان (بیویوں) کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمھاری کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر تمھاری اولاد ہو تو ان کے لیے اس میں سے آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض (کے بعد)۔‘‘ [النساء: ۱۲]

۵۔ مباشرت کے راز فاش نہ کرنا:

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس اور ستر ہیں، لہٰذا جس طرح لباس صاحب لباس کے جسم اور ستر کو تحفظ دیتا اور اس کے خفیہ اعضاء اور خفیہ گوشوں کی تشہیر نہیں کرتا، بعینہ زوجین کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایک دوسرے کے اجسام پر اطلاع پانے کے بعد کسی تیسرے فرد کے سامنے بے لباس نہیں ہونا چاہیے اور خفیہ تعلقات اور ہم بستری کے راز افشا نہیں کرنے چاہییں۔ یہ عصمتوں کے تحفظ اور شخصی وقار کا ذریعہ ہے، کیونکہ ہم بستری کے راز فاش کرنا سنگین جرم اور شخصی بے توقیری ہے۔ مباشرت کے راز فاش کرنے پر شریعت اسلامیہ نے سخت پابندی عائد کی ہے اور زن وشو میں سے ہر ایک کو اس سنگین جرم سے باز رہنے کی تاکید کی ہے کیونکہ ایسے راز کی تشہیر سے جہاں مرد اور عورت دوسروں کے سامنے بے توقیر ہوتے ہیں وہاں ایسے زبانی چسکے بے راہ روی اور جنسی بے اعتدالی کا باعث بنتے ہیں۔ اسلامی معاشرے کو پرامن بنانے، فحاشی و بے حیائی اور جنسی بے راہ روی سے بچانے کے لیے شریعت اسلامیہ نے ظاہری و باطنی فحاشی کے تمام دروازے بند کر دیے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اس گناہ عظیم سے بچے اور جو لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں، ان کا ہم خیال بننے اور انھیں ہلہ شیری دینے کے بجائے انھیں اس فتنہ سے بچائیں اور ان کی اصلاح کر کے انھیں بے توقیر اور لوگوں کے سامنے خود کو ننگا کرنے سے تحفظ دیں۔ کیونکہ ایسی بے شرم اور ننگی گفتگو اہل ایمان کے شایان شان نہیں اور ایسے لوگوں کو بدترین مجرم اور خائن قرار دیا گیا ہے۔

بے ہودہ گوئی سے اعراض کرنا:

اہل ایمان کو بے ہودہ، فحش اور گندی گفتگو کرنا زیبا نہیں، بلکہ مومن لوگ ایسی گھٹیا اور لچر گفتگو سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ لہٰذا میاں بیوی خود میں ایمان کے دیگر اوصاف سمیت بے ہودہ گوئی سے بچنے اور فحش گفتگو سے بچنے کا وصف بھی پیدا کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المومنون : ۳]

”اور (اہل ایمان) وہ ہیں جو لغویات سے منہ موڑنے والے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر مومنوں کا یہ وصف بیان کیا:

﴿وَ إِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ [الفرقان : ٧٢]

''اور جب وہ لغویات کے قریب سے گزرتے ہیں تو باعزت گزر جاتے ہیں۔''

ان آیات میں اہل ایمان کا یہ وصف بیان ہوا ہے کہ لغویات و بے ہودہ گوئی ان کا شیوہ نہیں۔ نہ یہ ایسی گفتگو کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہ ایسی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہیں۔

سورہ فرقان کی اس آیت کی تفسیر میں مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« إِذَا ذَكَرُوْا النِّكَاحَ كَفُّوْا عَنْهُ » ①

''جب اہل ایمان کے مجامعت و مباشرت کے موضوع پر گفتگو چھڑتی ہے تو یہ ایسی گفتگو سے باز رہتے ہیں۔''

لہٰذا ایسی لغو و فحش باتوں سے احتراز کریں۔ دوسرے لوگوں کے سامنے اپنی پردہ داری ظاہر نہ کریں اور ایسے فعل شنیع سے خود کو ننگا نہ کریں، کیونکہ میاں بیوی کے مباشرت کے راز عیاں کرنا انتہائی برا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسندیدہ فعل ہے۔

مباشرت کے راز فاش کرنا:

شب باشی کے راز افشا کرنا، جماع، مقدمات جماع اور دوران مباشرت ہونے والے افعال و اقوال لوگوں کو بیان کرنا حرام و ناجائز ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا » ②

''بلاشبہ روز قیامت اللہ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہے، جو

---

① تفسیر طبری: ١٩/ ٣١٥۔

② صحیح مسلم: ١٤٣٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بیوی سے خلوت اختیار کرتا اور وہ اس سے خلوت نشین ہوتی ہے، پھر وہ اس کا راز افشا کرتا ہے۔“

فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ خاوند کے اپنے اور بیوی کے درمیان ہونے والی مباشرت کی گفتگو اور تفاصیل بیان کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بیوی کا بھی ایسے رازوں سے قول وفعل کے ذریعے پردہ اٹھانا حرام ہے۔ پھر بلاضرورت مجرد جماع کا بیان مکروہ فعل ہے، کیونکہ یہ شخصی وقار کے منافی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔“ ①

شب باشی کے راز فاش کرنا قبیح ترین خیانت:

شب باشی کے راز فاش کرنا نہ صرف سنگین جرم ہے بلکہ یہ سب سے بڑی خیانت ہے، چنانچہ اس اس مہلک خیانت اور قبیح عادت سے گریز کریں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہ لیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا » ②

”بے شک روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے خلوت اختیار کرے اور وہ اس سے خلوت نشین ہو پھر وہ اس کا راز فاش کرے۔“

چنانچہ زوجین کا یہ مشترکہ حق ہے کہ وہ ہم بستری کے راز فاش نہ کریں۔ بعض اوقات

① شرح النووی: ۱۰/۸۔
② صحیح مسلم: ۱۴۳۷۔ سنن أبی داؤد: ۴۸۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی ایک فریق کی اس جسارت پر حالات کشیدہ ہوجاتے، تعلقات میں خرابی پیدا ہوتی اور اعتمادسازی کے رشتہ کوٹھیس پہنچنے کے سبب ناچاقی وکشیدگی کا ناختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس نازک رشتہ کی بحالی کے لیے ہر حساس پہلو کو مدنظر رکھنا زوجین کی ذمہ داری ہے اور رشتہ ازدواج کے ہر پہلو اور ہر حق کو نبھانا گھریلو خوش حالی اور تعلقات کے استحکام کی ضمانت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مرحلہ

بیوی پر خاوند کے حقوق

شریعت اسلامیہ نے زوجین کی زندگی کے استحکام، باہمی تعلقات میں پائیداری، خانگی زندگی کے اطمینان اور زن وشو کی خوشگوار زندگی کے لیے ایسے ٹھوس اور جامع حقوق بیان کیے ہیں کہ جن کی تعمیل سے تعلقات میں حیرت انگیز مضبوطی آتی، گھر کا ماحول انتہائی خوشگوار ہوتا ہے اور کسی ایک فریق کے دل میں کدورتوں، نفرتوں، باہمی چپقلشوں اور تنازعات و اختلافات کے بجائے محبت ومودت، پیار اور ہم آہنگی پروان چڑھتی، خانگی زندگی میں سکون داخل ہوتا اور گھر کا ماحول خوشیوں اور راحتوں کے لازوال رشتوں سے مہک اٹھتا ہے۔ یہ ساری خوشیاں اور خوش حالیاں سمیٹنے کی کنجی خاوند اور بیوی کی اپنے شرعی حقوق کی تعمیل ہے۔ ان حقوق وفرائض کی بجاآوری سے ایک تو زوجین بے تحاشا اجر وثواب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ دوسرا ان کی خانگی زندگی میں قرار آتا اور خوشگواری وخوش حالی کے نت نئے دروازے کھلتے، گھر کے آنگن میں خوشیاں کھیلتیں اور نورانیت و برکات کی مسلسل برکھا برستی ہے۔ نفرتوں، کدورتوں اور بغض وحسد جیسی عادات بد کا خاتمہ ہوتا، بدظنی اور بدگمانی کے تباہ کن جرثیم اپنی موت آپ مرتے اور شیطان کو گھر میں پھوٹ ڈالنے اور حاسدین کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ذیل میں بیوی پر خاوند کے حقوق کا بیان ہے، کسی بھی مسلمان عورت پر جن کی ادائیگی ازبس ضروری ہے۔ کسی حیلے بہانے اور معاشرتی مجبوری کی آڑ میں ان حقوق سے اعراض نہ برتا جائے۔ خاوند کا دل جیتنے اور اسے اپنا اسیر بنانے کا یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی نسخہ کیمیا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر عورت دنیا و آخرت میں سرخرو بھی ہو سکتی اور شوہر نامدار اور کائنات کے خالق و مالک کو بھی راضی کر سکتی ہے۔

۱۔ خاوند کی اطاعت کرنا:

بیوی پر خاوند کی اطاعت لازم ہے، لہٰذا ہر مسلمان عورت پر واجب ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت و فرماں برداری کرے اور کسی بھی معاملہ میں اس کی نافرمانی اور حکم عدولی کی مرتکب نہ ہو۔ خاوند کی ہر بات کی تعمیل اور اس کی اطاعت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ یہ بحیثیت مسلمان اس کی شرعی ذمہ داری بھی ہے اور خاوند کے دل جیتنے کا شاندار نسخہ بھی۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾

[النساء : ٣٤]

"مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔ پس نیک عورتیں فرماں بردار ہیں، غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں، اس لیے کہ اللہ نے انھیں محفوظ رکھا۔"

فوائد:

۱۔ مرد گھر کا منتظم اور نگران اور عورت اس کی ماتحت اور رعایا ہے، لہٰذا عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاوند کی فرماں برداری کرے اور اس کی اطاعت بجا لائے۔ مرد کے سرپرست اور نگران ہونے کے دو سبب بیان ہوئے ہیں۔ ایک مرد طبعی طور پر نگرانی اور انتظامی امور کا اہل اور دوسرا یہ کہ گھر کے سارے اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں۔

۲۔ نیک عورت کا یہ وصف بیان ہوا کہ وہ خاوندوں کی فرماں بردار ہوتی ہیں۔ چنانچہ عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کے درجہ پر اس وقت تک پہنچ ہی نہیں سکتی جب تک وہ خاوند کی فرماں بردار نہ ہو۔
اس آیت کریمہ میں عورتوں کا جو وصف قانتات (فرماں بردار) جملہ خبریہ کی صورت میں بیان ہوا ہے اس سے مقصود امر ہے۔ یعنی عورتوں کو خاوندوں کی فرماں برداری کا حکم ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کریں۔ یوں امر کا صیغہ وجوب کا فائدہ دیتا ہے تو عورتوں پر شوہروں کی اطاعت کرنا فرض قرار پایا۔ امام رازی رحمہ اللہ اس آیت (قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کے مفہوم میں دو توجیہات ہیں۔

اول: قانتات سے مراد اللہ کی اطاعت کرنے والیاں اور (حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ) سے مراد خاوند کے حقوق ادا کرنے والیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے حق کی ادائیگی اور اس کے بعد خاوند کے حق کی ادائیگی بیان کی ہے۔

دوم: عورت کی حالت کا اعتبار خاوند کی موجودگی اور عدم موجودگی کا کیا گیا ہے۔ خاوند کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے عورت کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ خاوند کی فرماں بردار ہو۔ لفظ قنوت کا اصل معنیٰ دائمی اطاعت ہے، سو اس کا مفہوم یہ ہے کہ صالح عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق ادا کرنے والی ہیں۔ ظاہر میں یہ خبر ہے لیکن درحقیقت اس میں خاوند کی اطاعت کا حکم ہے۔ (یعنی یہاں قانتات سے مراد صفت نہیں بلکہ عورتوں کو خاوندوں کی اطاعت کا حکم ہے کہ وہ ہمیشہ خاوندوں کی اطاعت کریں)۔

جان لیں کہ کوئی بھی عورت اس وقت تک نیک اور صالح ہو ہی نہیں سکتی جب تک وہ خاوند کی فرماں بردار نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیک عورتوں کی خبر بیان کی ہے کہ وہ فرماں بردار ہوں۔ الصالحات میں الف لام استغراق کا ہے (یعنی کامل نیک عورتیں خاوندوں کی فرماں بردار ہیں)۔ سو یہ عبارت تقاضا کرتی ہے کہ ہر وہ عورت جو نیک ہے، وہ خاوند کی فرماں بردار اور مطیع بھی ہوگی۔[1]

---

1 التفسیر الکبیر للرازی: ۱۰/ ۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ » ①

"اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کرسکتی، جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اور اگر وہ (سفر کے لیے) اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو اس حال میں اس کا خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو وہ اسے (اس کی خواہش سے) نہ روکے۔"

فائدہ:

سجدہ اطاعت کا ایک جز ہے اور شریعت خاوند کی اطاعت کی انتہا تک گئی ہے کہ عورت کے لیے ہر حال میں خاوند کی اطاعت لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی خاوند کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی اطاعت ہی میں پنہاں ہے۔

• سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

« إِنَّ ابْنَتِي هَذِهِ أَبَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ، قَالَ: فَقَالَ لَهَا: أَطِيعِي أَبَاكِ قَالَ، فَقَالَتْ: لَا، حَتَّى تُخْبِرَنِي مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ؟ فَرَدَّدَتْ عَلَيْهِ مَقَالَتَهَا قَالَ، فَقَالَ: حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ أَنْ لَوْ كَانَ بِهِ

① حسن: سنن ابن ماجه: ۱۸۵۳۔ سنن بيهقي: ۷۲۹۲۔ ازہر بن مروان اور قاسم بن عوف شیبانی صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا، أَوِ ابْتَدَرَ مَنْخِرَاهُ صَدِيْدًا أَوْ دَمًا، ثُمَّ لَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ قَالَ، فَقَالَتْ : وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا قَالَ، فَقَالَ: لَا تُنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا بِإِذْنِهِنَّ »①

"میری یہ بیٹی شادی سے انکاری ہے۔" آپ ﷺ نے اس لڑکی سے فرمایا: "اپنے باپ کی بات مان لے۔"راوی کہتے ہیں کہ اس (لڑکی) نے عرض کی: "میں تب تک شادی نہ کروں گی جب تک آپ ﷺ مجھے یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا اس کی بیوی پر کیا حق ہے؟" اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر اس (خاوند) کے کوئی پھوڑا پھنسی ہو اور وہ (بیوی) اسے زبان سے چاٹے یا اس کے نتھنے پیپ یا خون سے بہہ رہے ہوں اور وہ اسے زبان سے صاف کرے تو بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔" راوی بیان کرتے ہیں کہ (یہ کلمات سن کر) اس نے عرض کیا: "اس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ! میں ہرگز شادی نہ کروں گی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "بچیوں کی شادی ان کی اجازت کے بغیر نہ کرو۔"

فوائد :

۱۔ خاوند کے بیوی پر بہت بھاری حقوق ہیں، جنھیں مکمل اطاعت، خاوند کی خدمت اور اسے دائمی خوشی پہنچا کر ہی ادا کیا جا سکتا ہے۔ بچیوں کی تربیت اس نہج پر کی جائے تا کہ عورتیں خاوند کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنا شعار بنائیں اور گھریلو زندگی میں پائیداری اور استحکام لائیں۔

۲۔ حقوق اللہ کی تعمیل کے بعد عورت کا سب سے بڑا فرض خاوند کی خوشنودی حاصل کرنا اور مستقل اطاعت و فرماں برداری سے خاوند کو پیہم آرام پہنچانا ہے۔ یہی عورت کی مذہبی

① حسن : مصنف ابن ابی شیبه : ١٧١٢٢۔ السنن الکبریٰ للنسائی: ٥٣٦٥۔ صحیح ابن حبان : ٤١٦٤۔ جعفر بن عون، عثمان بن ربیعہ اور نہار بن عبد اللہ عبدی صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری ہے، باقی حقوق وفرائض کا ثانوی درجہ ہے۔ لیکن ہمارا یہ معاشرتی المیہ ہے کہ رشتہ دار خواتین اور اس کی قریبی عورتیں شادی سے پہلے ہی اسے خاوند کے خلاف اکسانا شروع کرتیں اور باقاعدہ محاذ آرائی سے اسے خاوند پر غلبہ پانے کا درس دیتی ہیں۔ شادی سے پہلے کی یہ خاندانی ومعاشرتی تربیت سے شادی کے پہلے دن ہی سے فریقین کا فریق مخالف کو پچھاڑنے اور مغلوب ومفتوح کرنے کا ایسا واہیات سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ گھر کا سکون تج جاتا، نفرتیں اور کدورتیں جنم لیتیں اور عزت و احترام کی قدریں عنقا ہو جاتی ہیں۔ اس باہمی محاذ آرائی اور آپس کی کھینچا تانی سے وہ گھریلو ماحول بن ہی نہیں سکتا، جس کی شریعت نے بنیاد سازی کی ہے اور رشتوں میں وہ پائیداری اور دوام پیدا ہو ہی نہیں سکتا جو استحکام شرعی احکام کی تعمیل سے ہوتا اور باہمی محبتوں کا وہ پرخلوص اور دائمی جذبہ پروان ہی نہیں چڑھتا جو میاں بیوی کے باہمی حقوق کی ادائیگی اور بیوی کی خاوند کی اطاعت سے نمو پاتا ہے۔ لہٰذا بچیوں کی نکاح سے قبل اور بعد از نکاح یہی ذہن سازی کی جائے کہ اس کا مقصد حیات عبادات کی پابندی کے بعد خاوند کی رضا تلاش کرنا اور اسے راحت وسکون پہنچانا ہے اور اس کی اطاعت اس کے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ یوں باہمی تعلقات لازوال محبتوں میں تبدیل ہوتے، خوشیوں اور مسرتوں کی پرکیف بہاریں عود آتیں اور تعلقات میں تادم مرگ مضبوطی میں مسلسل اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ گھر میں ٹکی رہے اور بلا اجازت باہر نہ نکلے:

بیوی پر لازم ہے کہ وہ گھر میں جمی رہے، فضول شوق کی تعمیل کے لیے گلی محلے میں پھرنا، بلا ضرورت زبانی چسکے کے لیے ہمسایوں کے گھروں میں چکر لگانا اور خرید وفروخت کے بہانے بلا مقصد بازاروں میں پھرنا درست نہیں۔ اگر کسی ضروری کام کے لیے گھر سے باہر جانا ہی پڑے تو خاوند کی اجازت سے قدم باہر رکھے اور اگر اجازت ملے تو گھر سے نکلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ گھر میں ٹکی رہے۔ یہ عورت کا فرض بھی ہے اور خاوند کی ناراضی اور مار پیٹ سے بچنے کا ذریعہ بھی۔ عورت کا بلا اجازت گھر سے نکلنا شرعی حکم کی نافرمانی، خاوند کے دل میں نفرت پیدا کرنے کا سبب ہے اور اس نافرمانی پر عورت موجب سزا بھی قرار پاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ [الاحزاب: ۳۳]

’’اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔‘‘

فوائد:

۱۔ اس آیت کریمہ میں ازواج مطہرات سمیت تمام مسلمان عورتوں کو گھروں تک محدود رہنے کا حکم ہے، کیونکہ عورت کی عصمت کا سب سے بڑا محافظ اس کا گھر ہے اور گھر میں جم کر رہنے ہی سے وہ خاوند کے حقوق ادا کرسکتی ہے۔ چنانچہ عورت کو گھر میں ٹک کر رہنے کی پابندی اختیار کرنی چاہیے اور بلاضرورت گھر سے نہیں نکلنا چاہیے۔

۲۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«لَا يَحِلُّ لِلزَّوْجَةِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَهَا إِلَيْهِ وَ يَحْبِسَهَا عَنْ زَوْجِهَا سَوَاءٌ كَانَ ذٰلِكَ لِكَوْنِهَا مُرْضِعًا أَوْ لِكَوْنِهَا قَابِلَةً أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ وَإِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِغَيْرِ إِذْنِهِ كَانَتْ نَاشِزَةً عَاصِيَةً لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَ مُسْتَحِقَّةً لِلْعُقُوْبَةِ» ①

’’کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے اور

① مجموع الفتاوی: ۲۸۱/۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کسی فرد (عزیز، رشتہ دار) کے لیے حلال ہے کہ وہ اسے لے جائے اور خاوند سے روک لے۔ خواہ یہ اس لیے ہے کہ وہ دودھ پلانے کے مرحلے میں ہے یا زچگی کے مرحلہ میں یا کسی اور کام کی غرض سے ہو۔ اگر وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے تو نافرمان، اللہ اور اس کے رسول کی گستاخ اور موجب سزا ہے۔"

۳۔ ناپسند افراد کو گھر میں داخل نہ ہونے دینا:

عورت پر لازم ہے کہ ایسے افراد کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، جن کا گھر میں داخل ہونا خاوند کو ناگوار ہو اور جن کی آمد سے خاوند ناراض ہو۔ یہ شرعی حکم بھی اور اس حکم کی تعمیل میں باہمی نفرتوں اور لڑائی جھگڑوں سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ خاوند کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کے ناپسند افراد گھر میں لانا بیوی کے لیے ناجائز اور گھر کے ماحول کو خراب کرنے کا باعث ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ » [1]

"عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور (نہ یہ جائز ہے کہ) وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں (کسی کو آنے کی) اجازت دے اور وہ اس کے حکم کے بغیر جو خرچ کرے تو اس کا نصف ثواب خاوند کو دیا جائے گا۔"

تاریخ انسانی کے جامع اور عظیم ترین خطبہ حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر خاوندوں کا یہ حق بیان کیا:

---

1 صحیح بخاری: ۵۱۹۵۔ صحیح مسلم: ۱۰۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ » ①

”بیویوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انھیں مارو مگر بے تحاشا مار نہیں۔“

فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کسی محرم، غیر محرم رشتہ دار اور کسی سہیلی یا جاننے والی عورت کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ حتیٰ کہ اگر خاوند بیوی کے بہن بھائیوں اور والدین کے بھی گھر میں داخلے کو ناپسند کرتا اور ان کی آمد سے گھر میں تعلقات خراب ہوتے ہوں، عورت کے رشتہ دار اسے خاوند کے خلاف بھڑکا کر گھر کا ماحول خراب کرتے ہوں اور زوجین میں تنازعات اور جھگڑے کا سبب بنتے ہوں تو عورت کا شرعاً ایسے قرابت داروں کو بھی گھر میں داخل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اتنی سخت پابندی کا مقصد گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنا اور زوجین کو باہمی جھگڑوں سے بچانا ہے۔ لہٰذا عورت کو اس نبوی نصیحت پر عمل کر اپنے گھر کو بچانے کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ شادی کے بعد اس کی سب سے بڑی ذمہ داری خاوند کے حکم کی تعمیل اور اس کی دائمی اطاعت ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ”اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ عورتیں ایسے شخص کو خاوندوں کے گھروں اور ان کی رہائش گاہوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں، جنھیں وہ ناپسند کرتے ہیں۔ خواہ اجازت دیا جانے والا شخص اجنبی ہے، کوئی عورت ہے یا بیوی کا کوئی محرم رشتہ دار۔ خاوند کی اجازت کے بغیر انھیں اجازت دینے کی ممانعت ان تمام افراد کو شامل ہے۔ فقہاء کے نزدیک حکم مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی مرد، عورت یا محرم و غیر محرم کو خاوند کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے، وہ

① صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ سنن أبی داوٗد: ۱۹۰۵۔ سنن ابن ماجہ: ۳۰۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ان افراد کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے سکتی ہے، جن کے بارے میں اسے یقین ہو کہ خاوند ان کی آمد کو ناپسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ کسی بھی انسان کے گھر میں اس وقت تک داخلہ حرام ہے، جب تک اس کی اجازت نہ ملے، یا جسے داخل ہونے کی اجازت مل چکی ہو یا اس کی رضامندی معلوم ہو (کہ فلاں شخص کی آمد سے وہ ناراض نہ ہوگا)۔ عرف عام میں بھی یہی مسلمہ قاعدہ ہے۔ لیکن جس کی آمد کے بارے میں صاحب منزل کی رضامندی مشکوک ہو، رضامندی و عدم رضامندی غیر واضح ہو اور اس کی آمد پر رضامندی کا کوئی قرینہ نہ ہو تو ایسے فرد کا صاحب منزل کے گھر میں داخلہ ناجائز ہے اور ایسے فرد کو داخل ہونے کی اجازت دینا حلال نہیں ہے۔" ①

۴۔ اپنی عصمت، خاوند کے مال اور اولاد کی محافظ ہو:

بیوی پر خاوند کا حق ہے کہ وہ اپنی عصمت کی حفاظت کرے، اپنی جسم تک صرف خاوند ہی کو رسائی دے، اس کے ساتھ خاوند کے مال میں بے جا تصرف نہ کرے اور اولاد کی تربیت میں کوتاہی نہ برتے۔ کیونکہ یہ ایسے حساس پہلو ہیں کہ جنسی تعلقات کے بارے میں خاوند کے دل میں معمولی سے شبہ بھی آشیانہ جلا سکتا، زوجین میں دوری کا سبب بن سکتا ہے اور عورت کے متعلق غلط تعلقات کی بدگمانی زن و شو میں تلخیاں پیدا کر سکتی ہے۔ لہٰذا عورت کو اس معاملہ میں حساس رہنا چاہیے اور خاوند کے علاوہ غیر مردوں سے رسم و راہ حاشیہ خیال میں بھی نہیں لانا چاہیے۔ مطلوب شریعت بھی یہی ہے، کیونکہ اسلام عصمتوں کے تحفظ کا سب سے بڑا داعی اور ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت اس چیز کے متقاضی ہے کہ عورتوں اور مردوں میں صرف حلال جنسی تعلقات ہی قائم ہوں۔ جنسی بے راہ روی اور بدکاری و زنا کاری نہ اللہ کو برداشت ہے، نہ اس کے رسول کو اور نہ کوئی سلیم الفطرت انسان اسے گوارا کر سکتا ہے۔ چنانچہ عورت خاوند اور اس کی اولاد کی عزت کا بنیادی مرکز ہے، اس لیے اسے

❶ شرح النووی: ۱۸۳/۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی عزت کے ساتھ خاوند، اولاد اور خاندان کی عزت و ناموس کو بھی داغدار نہیں کرنا چاہیے اور اپنی عزت و آبرو کے ساتھ اسے خاوند کے مال اور اس کی اولاد کی بھی حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہیے۔ نیک اور اچھی عورتوں کے یہی اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ [النساء: ٣٤]

''پس نیک عورتیں فرماں بردار ہیں، (خاوند کی) غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں، اس لیے کہ اللہ نے انھیں محفوظ رکھا ہے۔''

فوائد:

حافظ فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خاوند کی عدم موجودگی میں نیک عورتوں کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ خاوند کی غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں۔ غیر حاضری حاضری کے متضاد ہے، سو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ خاوند کی عدم موجودگی میں جو فرائض لاگو ہوتے ہیں، ان کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ خاوند کی غیر حاضری میں عورت پر درج ذیل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ زنا کاری سے اپنی حفاظت کرے تاکہ اس کے زنا کے سبب خاوند کو عار نہ پہنچے اور کسی غیر کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ خاوند کے نسب میں شامل نہ ہو۔

۲۔ خاوند کے مال کو ضائع نہ ہونے دے، اس کے مال کی حفاظت کرے۔

۳۔ اس کے گھر کی حفاظت میں ذمہ داری نبھائے۔[1]

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہترین ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ

[1] التفسير الكبير للرازي: ١٠/ ٧١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي نَفْسِهَا، وَلَا فِي مَالِهِ » ①

” (بہترین عورت وہ ہے) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے، جب وہ حکم دے اس کی اطاعت کرے اور اس کے ذات اور اپنے مال میں وہ جو ناپسند کرتا ہے اس کی مخالفت نہ کرے۔“

فوائد :

خاوند صالحہ، عصمت کی محافظ، اس کے مال اور اولاد کی خیرخواہ عورت ہی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا اچھی عورت کو ان تمام خوبیوں سے متصف ہونا چاہیے اور غلط تعلقات قائم کر کے خاوند کی عزت و آبرو کو داغدار نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی عصمت و آبرو کی محافظ عورت اور خاوند کی غیر حاضری میں اس کی عزت کو برقرار رکھنے والی عورت جہاں خاوند کی عزت افزائی کا باعث ہے، وہاں رحمتوں اور برکتوں کے حصول اور خاوند کی خوش قسمتی کا ذریعہ بھی ہے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ثَلَاثٌ مِنَ السَّعَادَةِ، وَثَلَاثٌ مِنَ الشَّقَاوَةِ، فَمِنَ السَّعَادَةِ، اَلْمَرْأَةُ تَرَاهَا تُعْجِبُكَ، وَتَغِيبُ فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا، وَمَالِكَ، وَالدَّابَّةُ تَكُونُ وَطِيَّةً فَتُلْحِقُكَ بِأَصْحَابِكَ، وَالدَّارُ تَكُونُ وَاسِعَةً كَثِيْرَةَ الْمَرَافِقِ، وَ مِنَ الشَّقَاوَةِ: اَلْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوْءُكَ، وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلَى نَفْسِهَا، وَمَالِكَ، وَ الدَّابَّةُ تَكُونُ قَطُوْفًا، فَإِنْ ضَرَبْتَهَا أَتْعَبَتْكَ، وَ إِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِأَصْحَابِكَ، وَالدَّارُ تَكُونُ ضَيِّقَةً قَلِيْلَةَ الْمَرَافِقِ » ②

”تین چیزیں خوش بختی کی اور تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ خوش بختی میں

① حسن : مسند احمد :

② حسن : مستدرك حاكم : ٢١٦٢۔ مسند احمد : ١١٦٨۔ مسند بزار : ١٤١٢۔ صحيح ابن حبان : ٤٠٣٢۔ محمد بن بکیر حضرمی صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ا۔ نیک بیوی ہے جسے تو دیکھے تو خوش کر دے اور تو غائب ہو تو اس کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں پرامن ہو۔ ۲۔ ایسی سواری جو نہایت آرام دہ اور خوب چلنے والی ہو اور تجھے تیرے رفقاء سے ملادے۔ ۳۔ ایسا گھر جو ضروریات زندگی سے بھرپور ہو اور بدبختی کی علامات میں سے۔ ا۔ ایسی بیوی ہے جسے تو دیکھے تو تیری طبیعت مکدر کر دے، تیرے سامنے زبان چلاتی رہے اور اگر تو اس سے غائب ہو تو اس کی ذات اور اپنے مال کے بارے ڈرتا رہے۔ ۲۔ ایسی سواری جو سست اور اڑیل ہو، اگر تو اسے مارے تو تھکا دے اور اگر اسے مارنا چھوڑ دے تو تیرے رفقاء کے ساتھ نہ ملائے۔ ۳۔ ایسا گھر جو نہایت تنگ اور بدمزاج لوگوں پر مشتمل ہو۔''

۵۔ خاوند کی خواہش پوری کرنا:

عورت کی بھاری اور اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خاوند کی جنسی ضرورت کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت تیار رہے، اس معاملہ میں اسے ذرا پریشان نہ کرے اور خاوند جب اس سے خواہش کا تقاضا کرے تو لیت ولعل اور ٹال مٹول سے کام نہ لے۔ کیونکہ نکاح کا اہم مقصد زن وشو کو پاک دامن بنانا ہے جب کہ عورت کی طرف سے معمولی سی تاخیر اور ٹال مٹول سے خاوند کی توجہ کسی اور عورت کی طرف جاسکتی ہے یا بیوی کے بارے میں نفرت پیدا ہوسکتی ہے۔ ان چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے شریعت نے عورت کو خاوند کی خواہش کی فوری تعمیل کا حکم دیا ہے اور تاخیری حربوں سے پیدا ہونے والے مفاسد سے بچنے کے لیے بلا تاخیر خاوند کی بات تسلیم کرنے کا حکم ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل گزشتہ صفحات پر ملاحظہ کریں۔

٦۔ خاوند کی خدمت کرنا:

خاوند کی ذمہ داری اہل خانہ کی خوراک، رہائش، لباس اور دیگر ضروریات کا انتظام کرنا ہے جب کہ گھریلو ذمہ داریاں، گھر کی صفائی، بستروں کی ترتیب، کھانا پکانا اور کپڑوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی ستھرائی وغیرہ بیوی کے ذمے ہے۔ وہ ان فرائض کو پوری تندہی سے انجام دے اور اس معاملہ میں خاوند کا بھرپور تعاون کرے۔ امور خانہ داری انجام دینا عورت کے فرائض میں شامل ہے، اس لیے اس شرعی فریضہ کی ادائیگی میں غفلت کا شکار نہ ہو کیونکہ گھر کے انتظامات عورت کے ذمہ واجب ہیں، جس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ [النساء: ۳۴]

''مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔''

اس آیت کریمہ میں خاوند کو نگران اور بیوی کو اس کی محکومہ قرار دیا گیا، اس سے عورت پر خاوند کی اطاعت اور اس کی خدمت لازم آتی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [البقرہ: ۲۲۸]

''اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے اور مردوں کو ان پر ایک درجہ ہے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

فوائد:

۱۔ اس آیت کریمہ میں مردوں اور عورتوں کے حقوق بیان ہوئے ہیں کہ جیسے عورتوں کی ذمہ داری امور خانہ داری اور گھریلو خدمات انجام دینا ہیں اس کے بدلہ میں خاوند کے ذمہ بیوی کی رہائش، خوراک، لباس اور دیگر ضروریات پوری کرنا ہیں۔ یوں ازدواجی زندگی میں استحکام آتا، تعلقات میں مضبوطی پیدا ہوتی اور نسل انسانی کا خوشگوار ارتقاء ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ امام رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''زوجین کی شادی کا مقصود تب ہی پورا ہوتا ہے، جب دونوں باہمی حقوق کا خیال رکھیں اور یہ مشترکہ حقوق کافی زیادہ ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں، ان میں ایک حق یہ ہے کہ خاوند امیر اور حاکم اور عورت مامور اور ماتحت ہے، چنانچہ خاوند پر بحیثیت امیر ونگران واجب ہے کہ وہ عورت کے حقوق وضروریات کا اہتمام کرے اور اس کے عوض میں عورت پر واجب ہے کہ وہ خاوند کے لیے اطاعت ورضامندی کا اظہار کرے۔

۳۔ خاوند پر کئی حقوق ہیں۔ مثلاً: حق مہر اور نان ونفقہ کا اہتمام کرنا، بیوی کو تحفظ دینا، اس کی ضروریات کا قیام اور اسے آفات سے بچانا ہے، چنانچہ ان حقوق کے بدلے میں عورت پر خاوند کی خدمت کرنا واجب قرار پاتا ہے اور اس حق خدمت کا ارشاد اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ [النساء: ٣٤]

''مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔''[1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو اپنے خاوند کے لیے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیتا۔[2]

امور خانہ داری کی انجام دہی عورت ہی کی ذمہ داری ہے اور خاوند کی خدمت کرنا، اس کے لباس اور خوراک کی تیاری، گھر کی تزئین وآرائش اور گھر کے دیگر کام عورت ہی کے سپرد ہیں۔ اس کے مزید دلائل درج ذیل ہیں۔

• سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس ارادہ سے آئیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں پر پڑنے والے نشانات

❶ التفسیر الکبیر للرازی: ٦/ ٤٤٠، ٤٤١۔ ❷ حسن: سنن ابن ماجہ: ١٨٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شکایت کریں۔ انھیں اطلاع ملی تھی کہ آپ ﷺ کے پاس غلام آئے ہیں، لیکن انھوں نے آپ ﷺ کو گھر پر نہ پایا تو وہ اپنا مدعا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر آئیں۔ پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیغام آپ ﷺ کو پہنچایا تو آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جب کہ ہم اپنے بستروں پر دراز ہو چکے تھے۔ (آپ ﷺ کی آمد پر) ہم اٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہوں پر ٹکے رہو۔'' آپ ﷺ آئے اور میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمھارے لیے خادم سے بہتر ہو؟ جب تم اپنے بستروں پر قرار پکڑو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ یہ وظیفہ تمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔''[1]

۲۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی جب کہ ان کے پاس زمین میں گھوڑے کے سوا مال مویشی، غلام اور کسی قسم کا کوئی مال نہ تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں:

« فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَكْفِيهِ مُؤْنَتَهُ وَأَسُوسُهُ وَأَدُقُّ النَّوَى لِنَاضِحِهِ، وَأَعْلِفُهُ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ لِي جَارَاتٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ: فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدَعَانِي، ثُمَّ قَالَ:

[1] صحیح بخاری: ۵۳۶۱۔ صحیح مسلم: ۲۷۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، قَالَتْ: فَاسْتَحْيَيْتُ وَ عَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى عَلَى رَأْسِكِ أَشَدُّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ : حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي » [1]

''میں اس کے گھوڑے کو چارا ڈالتی، اسے اس کی مشقت سے بچاتی اور اس کی دیکھ بھال کرتی، میں اس کے آب پاشی کے اونٹ کے لیے گٹھلیاں پیستی، اسے چارا ڈالتی اور آب پاشی کے لیے پانی نکالتی، کنویں کا ڈول سیتی اور آٹا گوندا کرتی تھی۔ مجھے ٹھیک سے روٹی پکانا نہیں آتی تھی۔ مجھے انصاری پڑوسنیں روٹی پکا کر دیا کرتی تھیں، وہ بڑی مخلص عورتیں تھیں۔ میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں الاٹ کی تھی سے اپنے سر پر گٹھلیاں ڈھوتی تھی، جب کہ اس کی مسافت دو تہائی فرسخ (دو میل) تھی۔ ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھائے آرہی تھی کہ میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ صحابی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی پھر اونٹنی کو بیٹھنے کی آواز دی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے پیچھے سوار کریں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی ہیں کہ میں شرما گئی اور مجھے تیری غیرت کا علم تھا (اس لیے میں سوار نہ ہوئی)۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تیرا سر پر گٹھلیاں اٹھانا میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا (یہ کام میں ہی انجام دیا کرتی تھی) حتیٰ کہ بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خادمہ دی تو اس خادمہ نے مجھے گھوڑے کی دیکھ بھال سے بچایا۔ گویا اس نے مجھے (مشقتوں سے) آزادی دلا دی۔''

---

1. صحيح بخاري: ٥٢٢٤ـ صحيح مسلم : ٢١٨٢ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ عہد نبوی میں کھانے پکانے، آٹا پیسنے اور جانوروں کو چارا مہیا کرنے کی گھریلو ذمہ داریاں بیوی پر عائد تھیں اور وہی ان انتظامات کی ذمہ دار تھیں۔ لہٰذا عورتوں کو یہ ذمہ داریاں خوش دلی سے قبول کرنی چاہییں۔ البتہ اگر خاوند یا والدین اسے خادم، خادمہ کی سہولت فراہم کر سکیں تو انھیں یہ سہولت فراہم کرنی چاہیے۔

سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ان دو احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گھریلو خدمت انجام دینا عورت کی ذمہ داری ہے جیسا کہ نان و نفقہ کا انتظام کرنا خاوند کے ذمہ ہے۔ دیکھیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو خدمت سے پہنچنے والی تکلیف کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ گھریلو ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نہیں۔ ایسے ہی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کی خدمت میں مصروف دیکھا تو یہ نہیں فرمایا کہ خدمت اس کا حق نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس خدمت پر برقرار رکھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی بیویوں سے خدمت لینے پر برقرار رکھا، اس کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ کچھ عورتیں اس خدمت پر راضی اور کچھ اس سے نالاں ہیں۔[1]

کتاب و سنت کے دلائل سے عورت ہی پر خاوند کی خدمت اور دیگر گھریلو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور شیخ البانی رحمہم اللہ نے اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے۔ ذیل میں ان علماء کی عبارتیں پیش خدمت ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَتَنَازَعَ الْعُلَمَاءُ : هَلْ عَلَيْهَا أَنْ تَخْدِمَهُ فِي مِثْلِ فِرَاشِ الْمَنْزِلِ وَمُنَاوَلَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْخُبْزِ وَالطَّحْنِ وَالطَّعَامِ لِمَمَالِيكِهِ

[1] فقه السنة : ٢/ ٢٩٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَبَهَائِمِهِ، مِثْلَ عَلْفِ دابَّتِهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ؟ فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: لَا تَجِبُ الْخِدْمَةُ، وَهٰذَا الْقَوْلُ ضَعِيفٌ كَضَعْفِ قَوْلِ مَنْ قَالَ: لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْعِشْرَةُ وَالْوَطْءُ، فَإِنَّ هٰذَا لَيْسَ مُعَاشَرَةً لَهُ بِالْمَعْرُوفِ، بَلِ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ الَّذِي هُوَ نَظِيرُ الْإِنْسَانِ وَصَاحِبُهُ فِي الْمَسْكَنِ إِنْ لَمْ يُعَاوِنْهُ عَلَى مَصْلَحَةٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ عَاشَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَقِيلَ: وَهُوَ الصَّوَابُ وُجُوبُ الْخِدْمَةِ، فَإِنَّ الزَّوْجَ سَيِّدُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَهِيَ عَانِيَةٌ عِنْدَهُ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْعَانِيْ وَالْعَبْدِ الْخِدْمَةُ، وَلِأَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْمَعْرُوفُ، ثُمَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ قَالَ: تَجِبُ الْخِدْمَةُ الْيَسِيرَةُ وَ مِنْهُمْ مَنْ قَالَ: تَجِبُ الْخِدْمَةُ بِالْمَعْرُوفِ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ فَعَلَيْهَا أَنْ تَخْدِمَهُ الْخِدْمَةَ الْمَعْرُوفَةَ مِنْ مِثْلِهَا لِمِثْلِهِ وَيَتَنَوَّعُ ذٰلِكَ بِتَنَوُّعِ الْأَحْوَالِ، فَخِدْمَةُ الْبَدَوِيَّةِ لَيْسَتْ كَخِدْمَةِ الْقَرَوِيَّةِ وَخِدْمَةُ الْقَوِيَّةِ لَيْسَتْ كَخِدْمَةِ الضَّعِيفَةِ» ①

''علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عورت پر گھر کی تدبیر و ترتیب، ماکول و مشروب پیش کرنا، روٹی پکانا، آٹا پیسنا، نوکروں کے کھانے اور جانوروں کے چارے کا بندوبست کرنا اس کے ذمے ہے یا نہیں؟ کچھ علماء کا موقف ہے کہ عورت پر گھریلو خدمت واجب نہیں۔ یہ موقف ایسے ہی کمزور ہے جیسے ان علماء کا موقف کمزور ہے جو کہتے ہیں کہ عورت پر نہ خاوند سے معاشرت واجب ہے نہ مباشرت۔ (ان ذمہ داریوں کا عدم وجوب) معروف معاشرت قرار نہیں پاتی۔ بلکہ ہم سفر مسافر جو انسان کے ہم مثل اور رہائش کا ساتھی ہے اگر وہ ضروریات سفر

① مجموع الفتاوىٰ لابن تيميه : ۹۱/۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کا تعاون نہ کرے تو یہ اچھی معاشرت نہیں۔ (تو اس کی بیوی جو زندگی کی ہم سفر اور ماتحت ہے اگر وہ معاونت نہ کرے تو یہ حسن معاشرت کیونکر درست ثابت ہوگی؟) دوسرا قول جو کہ راجح اور درست ہے کہ گھریلو خدمت عورت پر واجب ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کے مطابق خاوند اس کا سردار اور سنت رسول ﷺ کے مطابق عورت اسے کی قیدی یعنی نوکرانی ہے اور یہ معروف قاعدہ ہے کہ قیدی اور غلام پر خدمت واجب ہے۔ پھر ان علماء میں سے کچھ کہتے ہیں کہ عورت پر معمولی خدمت واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معاشرے میں عورت کے ذمے معروف خدمت (مثلاً گھر کی تزئین و ترتیب، بستر بچھانا اٹھانا، کھانا بنانا، خاوند کو کھانا پیش کرنا، برتنوں اور گھر کی صفائی ستھری اور دیگر امور خانہ داری) یہی موقف راجح اور قرین صواب ہے۔ پس بیوی پر عرف عام میں خاوند کی معروف و معلوم خدمت کرنا واجب ہے۔ خاوند کی حیثیت کے مطابق بیوی پر خدمت واجب ہوگی۔ خدمت کی یہ کیفیات عورتوں کی کیفیات کے مختلف ہونے کے سبب مختلف ہیں، چنانچہ دیہاتی عورت کی خدمات شہری عورت کی خدمات کے مثل نہیں اور طاقتور عورت پر خدمات کمزور و ناتواں کے برابر نہیں۔"

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا موقف:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بھی عورت کی گھریلو خدمت کے وجوب کے قائل ہیں، وہ بیان کرتے ہیں:

« فَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي ذٰلِكَ، فَأَوْجَبَ طَائِفَةٌ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ خِدْمَتَهَا لَهُ فِي مَصَالِحِ الْبَيْتِ، وَقَالَ أَبُو ثَوْرٍ: عَلَيْهَا أَنْ تَخْدِمَ زَوْجَهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ، وَ مَنَعَتْ طَائِفَةٌ وُجُوبَ خِدْمَتِهِ عَلَيْهَا فِي شَيْءٍ، وَ مِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذٰلِكَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَهْلُ الظَّاهِرِ، قَالُوْا: لِأَنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ إِنَّمَا اقْتَضَى الْإِسْتِمْتَاعَ لَا الْإِسْتِخْدَامَ وَبَذْلَ الْمَنَافِعِ، قَالُوْا: وَالْأَحَادِيْثُ الْمَذْكُوْرَةُ إِنَّمَا تَدُلُّ عَلَى التَّطَوُّعِ وَ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ فَأَيْنَ الْوُجُوْبُ مِنْهَا؟ وَاحْتَجَّ مَنْ أَوْجَبَ الْخِدْمَةَ بِأَنَّ هٰذَا هُوَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ مَنْ خَاطَبَهُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِكَلَامِهِ، وَأَمَّا تَرْفِيْهُ الْمَرْأَةِ وَخِدْمَةُ الزَّوْجِ وَكَنْسُهُ وَطَحْنُهُ وَعَجْنُهُ وَغَسِيْلُهُ وَفَرْشُهُ وَقِيَامُهُ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ فَمِنَ الْمُنْكَرِ، وَاللّٰهُ تَعَالَى يَقُوْلُ: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة: ٢٢٨] وَقَالَ: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ [النساء: 34] وَإِذَا لَمْ تَخْدِمْهُ الْمَرْأَةُ، بَلْ يَكُونُ هُوَ الْخَادِمَ لَهَا، فَهِيَ الْقَوَّامَةُ عَلَيْهِ وَأَيْضًا: فَإِنَّ الْمَهْرَ فِي مُقَابَلَةِ الْبُضْعِ، وَكُلٌّ مِنَ الزَّوْجَيْنِ يَقْضِى وَطَرَهُ مِنْ صَاحِبِهِ، فَإِنَّمَا أَوْجَبَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ نَفَقَتَهَا وَكِسْوَتَهَا وَمَسْكَنَهَا فِي مُقَابَلَةِ اسْتِمْتَاعِهِ بِهَا وَخِدْمَتِهَا، وَمَا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْأَزْوَاجِ وَأَيْضًا فَإِنَّ الْعُقُوْدَ الْمُطْلَقَةَ إِنَّمَا تَنْزِلُ عَلَى الْعُرْفِ، وَالْعُرْفُ خِدْمَةُ الْمَرْأَةِ وَقِيَامُهَا بِمَصَالِحِ الْبَيْتِ الدَّاخِلَةِ، وَقَوْلُهُمْ: إِنَّ خِدْمَةَ فَاطِمَةَ وَ أَسْمَاءَ كَانَتْ تَبَرُّعًا وَ إِحْسَانًا يَرُدُّهُ أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَشْتَكِيْ مَا تَلْقَى مِنَ الْخِدْمَةِ، فَلَمْ يَقُلْ لِعَلِيٍّ: لَا خِدْمَةَ عَلَيْهَا، وَإِنَّمَا هِيَ عَلَيْكَ وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَابِيْ فِي الْحُكْمِ أَحَدًا، وَ لَمَّا رَأَى أَسْمَاءَ وَ الْعَلَفَ عَلَى رَأْسِهَا، وَالزُّبَيْرُ مَعَهُ لَمْ يَقُلْ لَهُ: لَا خِدْمَةَ عَلَيْهَا، وَأَنَّ هٰذَا ظُلْمٌ لَهَا، بَلْ أَقَرَّهُ عَلَى اسْتِخْدَامِهَا، وَأَقَرَّ سَائِرَ أَصْحَابِهِ عَلَى اسْتِخْدَامِ أَزْوَاجِهِمْ مَعَ عِلْمِهِ بِأَنَّ مِنْهُنَّ الْكَارِهَةَ وَالرَّاضِيَةَ هٰذَا أَمْرٌ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلَا يَصِحُّ التَّفْرِيْقُ بَيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرِيْفَةٍ وَدَنِيْئَةٍ وَفَقِيْرَةٍ وَغَنِيَّةٍ فَهٰذِهِ أَشْرَفُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ، كَانَتْ تَخْدِمُ زَوْجَهَا وَجَاءَتْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ إِلَيْهِ الْخِدْمَةَ، فَلَمْ يُشْكِهَا، وَقَدْ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ الْمَرْأَةَ عَانِيَةً، فَقَالَ: (اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ) وَالْعَانِي: الْأَسِيْرُ، وَمَرْتَبَةُ الْأَسِيْرِ خِدْمَةُ مَنْ هُوَ تَحْتَ يَدِهٖ وَ لَا رَيْبَ أَنَّ النِّكَاحَ نَوْعٌ مِنَ الرِّقِّ كَمَا قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: النِّكَاحُ رِقٌّ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ عِنْدَ مَنْ يُرِقُّ كَرِيْمَتَهٗ، وَلَا يَخْفٰى عَلَى الْمُنْصِفِ الرَّاجِحُ مِنَ الْمَذْهَبَيْنِ وَالْأَقْوٰى مِنَ الدَّلِيْلَيْنِ »

”فقہاء کا عورت کے گھریلو خدمت کے وجوب اور عدم وجوب میں اختلاف ہے۔ قدیم وجدید علماء میں سے ایک جماعت نے گھر کے مفادات ومصالح میں عورت پر خاوند کی خدمت کرنا واجب قرار دیا اور ابو ثور رحمہ اللہ کہتے ہیں: عورت پر خاوند کی ہر کام میں خدمت کرنا لازم ہے، جب کہ علماء کے ایک گروہ نے عورت کو خاوند کی کوئی بھی خدمت کرنے سے منع کیا ہے۔ امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور اہل ظاہر اسی موقف کے قائل ہیں۔ یہ علماء کہتے ہیں: پیمان نکاح محض جنسی لطف اندوزی کا متقاضی ہے، بیوی سے خدمت لینے اور کام کاج کروانے کا نہیں۔ یہ کہتے ہیں: مذکورہ احادیث سے بیوی کا شوہر کی خدمت کرنا اس کی نفلی ذمہ داری اور مکارم اخلاق میں سے ہے، یہاں وجوب کہاں ثابت ہوتا ہے؟ جو علماء عورت کی خدمت کو واجب قرار دیتے ہیں وہ دلیل دیتے ہیں کہ بیوی کا شوہر کی خدمت کرنا ان انفاس قدسیہ کے ہاں معروف عادت تھی جو کلام اللہ کے مخاطب ہیں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)۔ جب کہ بیوی کو آرام پہنچانا اور کاموں کی کلفت سے دور رکھنا اور خاوند کا از خود گھریلو خدمت کرنا، جھاڑو دینا، آٹا پیسنا، آٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوندھنا، کپڑے دھونا، بستر بچھانا اور گھریلو کام کاج کرنا منکر اور خلاف معروف کام ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة: ٢٢٨]

''اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ [النساء: ٣٤]

''مرد عورتوں پر نگران ہیں۔''

اور جب عورت خدمت نہ کرے، بلکہ شوہر بیوی کا خدمت گزار ہو تو وہ اس پر نگران ہوگی۔ (نہ کہ مرد حکمران رہے گا) پھر حق مہر عورت کی شرمگاہ کے حلال کرنے کے عوض مقرر ہے جب کہ زوجین میں دونوں ایک دوسرے سے اپنی جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خاوند پر بیوی کی خوراک، لباس اور رہائش اس سے جنسی تسکین اور خدمت لینے کے عوض فرض کی ہے اور ان خدمات کے صلہ میں بیوی پر وہ چیزیں واجب کی ہیں جو عورتوں کے معمولات (یعنی گھر کے کام کاج وغیرہ) ہیں۔ اسی طرح غیر معین معاہدے کا اطلاق معاشرتی دستور اور رواج پر ہوتا ہے اور پیمان نکاح میں معاشرتی دستور یہ ہے کہ عورت خادمہ اور گھریلو معاملات ومصالح کی ناظمہ ہے۔ پھر عورت کی خدمت کے عدم وجوب کے قائلین کا یہ کہنا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا گھریلو خدمت کرنا طلب ثواب اور احسان کے طور پر تھا (اس استدلال کو) یہ چیز رد کرتی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھریلو خدمت سے لاحق ہونے والی مشقت کی شکایت کرتی ہیں تو اس شکایت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ گھریلو خدمت ان کے ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ گھریلو خدمات تیرے ذمہ ہیں۔ جب کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ آپ ﷺ شرعی حکم میں کسی کی طرف داری نہیں کرتے تھے اور آپ ﷺ نے جب سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو سر پر چارہ اٹھائے دیکھا اس حال میں کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے انھیں یہ نہیں کہا کہ گھریلو کام کاج سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری نہیں اور اس سے خدمت لینا اس پر ظلم ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے خدمت لینے کے عمل کو قائم رکھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی بیویوں سے خدمات لینے کے عمل کو برقرار رکھا اس کے باوجود کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ کچھ عورتیں اس خدمت سے نالاں اور کچھ راضی ہیں۔ اس مسئلہ کی حقانیت بلا ریب مسلمہ ہے۔

گھریلو خدمت کے وجوب کے معاملہ میں خاندانی، غیر خاندانی اور نادار و مالدار عورت میں کوئی فرق نہیں (تمام عورتیں اس وجوب میں شامل ہیں)۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام جہانوں کی عورتوں سے زیادہ معزز و محترم ہیں، یہ بھی اپنے خاوند کی خدمت کیا کرتی تھیں اور یہ نبی ﷺ کے پاس اس گھریلو خدمت کی شکایت کرنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کی شکایت دور نہ کی (بلکہ انھیں اس خدمت پر بحال رکھا) نیز نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں عورت کو خاوند کی اسیر قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ » [1]

”عورت کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمھارے پاس قیدی ہیں۔“

عانی اسیر کو کہتے ہیں اور اسیر اور قیدی کا مرتبہ و مقام اس شخص کی خدمت کرنا ہے جس کے وہ ماتحت ہے۔ بلاشبہ نکاح بھی غلامی کی ایک قسم ہی ہے (کہ نکاح کے

---

[1] ضعیف: جامع ترمذی: ۱۱۶۳۔ سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۱۔ سلیمان بن عمرو بن احوص مجہول راوی ہے۔ ابن قطان نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد عورت مرد کی غلامی میں آ جاتی ہے) جیسا کہ بعض سلف کہتے ہیں: نکاح میں لڑکی کو خاوند کی غلامی میں دینا ہے سوتم دیکھو کہ اپنی شریف زادی کو کسی کی غلامی میں دے رہے ہو۔

اس بحث کے بعد عادل و منصف شخص پر دونوں آراء میں راجح اور دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی مذہب کی پہچان مخفی نہیں رہتی (دلائل کے لحاظ سے وجوب خدمت کا موقف ہی راجح ہے) ①

علامہ البانی رحمہ اللہ کا موقف:

علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسی موقف کے قائل ہیں کہ گھریلو ذمہ داریاں عورت پر واجب ہیں اور گھریلو خدمات عورت ہی کا حق ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

« وَبَعْضُ الْأَحَادِيْثِ الْمَذْكُوْرَةِ آنِفًا ظَاهِرَةُ الدَّلَالَةِ عَلَى وُجُوْبِ طَاعَةِ الزَّوْجِ لِزَوْجِهَا وَخِدْمَتِهَا إِيَّاهُ فِي حُدُوْدِ اسْتِطَاعَتِهَا وَ مِمَّا لَا شَكَّ فِيْهَا أَنَّ مِنْ أَوَّلِ مَا يَدْخُلُ فِي ذَلِكَ الْخِدْمَةَ فِيْ مَنْزِلِهِ وَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ مِنْ تَرْبِيَةِ أَوْلَادِهِ » ①

”ابھی بیان کردہ بعض احادیث صریح دلالت کرتی ہیں کہ بیوی پر اس کی استطاعت کے مطابق خاوند کی اطاعت اور خدمت واجب ہے اور اس کی وہ خدمات جن کے ثبوت میں کوئی شک نہیں ان میں سے سب سے پہلی ذمہ داری گھریلو خدمت اور اولاد کی تربیت وغیرہ ہے۔“

مزید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا وجوب خدمت کا موقف بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

① زادالمعاد: ۵/ ۱۷۰، ۱۷۱۔

② آداب الزفاف ص: ۲۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْمَرْأَةِ خِدْمَةُ الْبَيْتِ وَ هُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَأَصْبَغَ كَمَا فِي الْفَتْحِ : ٩/٤١٨ وَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَكَذَا الْجَوْزَجَانِيُّ مِنَ الْحَنَابِلَةِ كَمَا فِي الْاِخْتِيَارَاتِ ص: ١٤٥ وَ طَائِفَةٌ مِنَ السَّلَفِ وَ الْخَلَفِ كَمَا فِي الزَّادِ: ٤/٤٦ وَلَمْ نَجِدْ لِمَنْ قَالَ بِعَدَمِ الْوُجُوْبِ دَلِيْلًا صَالِحًا »

''ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان کردہ موقف ہی راجح ہے ان شاء اللہ، کہ گھریلو خدمت عورت ہی پر واجب ہے۔ مالک اور اصبغ اسی موقف کے قائل ہیں (جیسا کہ فتح الباری: ۹/418 میں ہے، ابوبکر ابن ابی شیبہ اور حنابلہ میں جوزجانی (الاختیارات ص :145) اور سلف و خلف علماء کی ایک جماعت بھی اسی مذہب کی حامی ہے (زاد المعاد :4/46)۔ نیز عدم وجوب کے قائلین کی ہمیں کوئی ٹھوس دلیل نہیں ملی (جو عورت کے گھریلو خدمات کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہو)۔''

سید سابق رحمہ اللہ کا موقف:

سید سابق رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو راجح اور قرین صواب قرار دیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« وَقَدْ جَرَى عُرْفُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بُلْدَانِهِمْ فِيْ قَدِيْمِ الْأَمْرِ وَ حَدِيْثِهِ بِمَا ذَكَرْنَا، أَلَا تَرَى أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ أَصْحَابِهِ كَانُوْا يَتَكَلَّفُوْنَ الطَّحِيْنَ وَ الْخُبْزَ وَ الطَّبِيْخَ وَ فَرْشَ الْفِرَاشِ، وَ تَقْرِيْبَ الطَّعَامِ وَ أَشْبَاهَ ذٰلِكَ، وَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً امْتَنَعَتْ عَنْ ذٰلِكَ، وَ لَا يَسُوْغُ لَهَا الْاِمْتِنَاعُ، بَلْ كَانُوْا يَضْرِبُوْنَ نِسَائَهُمْ إِذَا قَصَّرْنَ فِيْ ذٰلِكَ، وَ يَأْخُذُوْنَهُنَّ بِالْخِدْمَةِ، فَلَوْلَا أَنَّهَا مُسْتَحِقَّةٌ لَمَا طَالَبُوْهُنَّ، هٰذَا هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيْحُ خِلَافًا لِمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَالِكٌ وَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ

---

❶ آداب الزفاف ص : ۲۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الشَّافِعِيُّ مِنْ عَدَمِ وُجُوْبِ خِدْمَةِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا » ①

’’قدیم و جدید مسلم خطوں میں مسلمانوں کا یہی دستور و رواج رہا کہ عورتیں ہی گھریلو خدمات انجام دیتی آئی ہیں حتیٰ کہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں بھی آٹا پیسنے، روٹی پکانے، سالن بنانے، بستر لگانے، خاوند کو کھانا پیش کرنے اور دیگر ذمہ داریوں کی کلفت و مشقت اٹھایا کرتی تھیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کسی عورت نے ان ذمہ داریوں سے انکار کیا ہو اور کسی عورت کے لیے ان خدمات سے انکار روا بھی نہ تھا بلکہ جب عورتیں ان فرائض میں کوتاہی کرتیں تو وہ انھیں مارا کرتے اور ان سے خدمات لیا کرتے تھے۔ اگر وہ ان خدمات کی ذمہ دار نہ ہوتیں تو مردان سے ان خدمات کو مطالبہ نہ کرتے۔ یہی موقف راجح اور درست ہے، برخلاف اس مذہب کے جس کے قائل مالک، ابوحنیفہ اور شافعی ہیں کہ عورت پر اپنے خاوند کی خدمت کرنا واجب نہیں۔‘‘

۷۔ احسانات کا شکر کرنا:

بیوی پر خاوند کے احسانات بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس کے باوجود عورتوں کی اکثریت ان احسانات کی انکاری اور ناشکری ہے، جو کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ شریعت اسلامیہ نے بیوی کو خاوند کے احسانات کی قدردانی کرنے کی تاکید کی ہے اور احسانات کی ناقدری پر وعید بیان کی ہے۔ نیز جب تک انسان محسن کی قدردانی نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کی قدردانی سے بھی محروم رہتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ، لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ » ②

’’جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا نہیں کرتا۔‘‘

---

❶ فقه السنة : ۲/۲۹۵۔ ❷ صحيح : مسند أحمد : ۷۵۰/۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی چونکہ خاوند کے احسانات کی مرہون ہے، اس لیے اسے ہر وقت اس کے احسانات یاد بھی رکھنے چاہییں، ان کی قدر بھی کرنے چاہیے اور خاوند کو ان کے صلہ میں دائمی راحتیں اور پیہم سکون پہنچانا چاہیے۔ نیز خاوند کے احسانات کی ناقدری کی صورت میں عورت گناہ گار قرار پاتی ہے اور یہ ایسا مہلک گناہ جس کی وجہ سے عورت اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور جنت سے محروم ہو سکتی ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ» [1]

''اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا، جو اپنے خاوند کی قدر دانی نہیں کرتی جب کہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔''

- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ، يَكْفُرْنَ قِيلَ: أَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَ يَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ» [2]

''مجھے جہنم دکھائی گئی تو ناگہاں وہاں اکثریت عورتیں تھیں، یہ کفر (ناشکری) کرتی ہیں۔'' پوچھا گیا کہ ''کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خاوند کی ناشکری اور احسان کی ناقدری کرتی ہیں۔ اگر تو ان پر ساری عمر نیکی کرے، پھر یہ تیری طرف سے کوئی (ناگوار بات) دیکھے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

---

1. صحیح: مستدرك حاكم: ٤/ ١٧٤۔ یہ روایت حکماً مرفوع ہے۔
2. صحیح بخاري: ٢٩۔ صحیح مسلم: ٩٠٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا:

عورت کا یہ شرعی حق ہے کہ خاوند کی موجودگی میں وہ نفلی روزہ رکھنا چاہے تو خاوند کی اجازت سے روزہ رکھے۔ اگر خاوند اسے نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو اسے اس عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ » ①

''عورت جب خاوند حاضر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔''

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ » ②

''کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے، (نہ اس کے لیے حلال ہے کہ) وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں (کسی کو آنے کی) اجازت دے اور وہ خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو خاوند کو اس سے نصف اجر دیا جاتا ہے۔''

فوائد:

ا۔ جب خاوند گھر موجود ہے تو عورت کو نفلی روزہ رکھنے سے قبل اس کی اجازت طلب کرنا ضروری ہے اور اس کی اجازت کی صورت ہی میں وہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ اس کا بلا اجازت نفلی روزہ رکھنا حرام ہے اور عورت کو اس بات کا پابند اس لیے کیا گیا ہے کہ

---

❶ صحیح بخاری: ۵۱۹۲۔ سنن أبی داوٗد: ۲۴۵۸۔

❷ صحیح بخاری: ۵۱۹۵۔ صحیح مسلم: ۱۰۶۲۔ جامع ترمذی: ۷۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کا اصل مقصد عصمت کا تحفظ اور خاوند کو بے راہ روی سے تحفظ دینا ہے۔ لہٰذا خاوند جب بھی عورت کی ضرورت محسوس کرے تو شریعت نے اس کی فوری تعمیل کا بندوبست کر دیا ہے کہ اس کا ذہن بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کی طرف نہ جائے یا تاخیر کی صورت میں زوجین میں نفرت اور دوریاں پیدا نہ ہوں۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو نفلی اور غیر معین مندوب روزے پر محمول کیا گیا ہے اور یہ نہی حرمت کے لیے ہے، اصحاب شافعی نے یہ صراحت بیان کی ہے۔ اس حرمت کا سبب یہ ہے کہ خاوند کو بیوی سے استمتاع کا ہر وقت حق ہے اور اس حق کی ادائیگی فالفور ہے، جسے نفلی اور تاخیری واجب روزے سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ [1]

۸۔ بلا اجازت خرچ نہ کرے:

عورت نے کوئی سامان فروخت کرنا ہے، کسی قسم کا کوئی صدقہ کرنا ہے یا زیور وغیرہ کوئی چیز بیچنی یا صدقہ کرنی ہے تو وہ یہ کام کرنے سے قبل خاوند کی اجازت معلوم کرے۔ یوں عورت پر عائد حق بھی ادا ہو جائے گا، باہمی محبت و مودت بھی بڑھے گی اور عدم اجازت کی صورت میں پیدا ہونے والے تناؤ اور باہمی جھگڑے سے بچا بھی جا سکتا ہے۔

- سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

« لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَا الطَّعَامُ، قَالَ: ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا » [2]

"عورت اپنے خاوند کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔" پوچھا گیا: "یا رسول اللہ! کھانا بھی نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ہمارے اموال میں سے افضل مال ہے۔"

---

1. شرح النووی: ۱۱۵/۷۔
2. حسن: سنن أبي داؤد: ۳۵۶۵۔ جامع ترمذی: ۶۷۰۔ سنن ابن ماجہ: ۲۲۹۵۔ اسماعیل بن عیاش اور شرحبیل بن مسلم خولانی صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

یہ حدیث دلیل ہے کہ خاوند کے مال میں کسی بھی قسم کا تصرف کرنے سے قبل اس سے اجازت لینا ضروری ہے۔ خاوند سے چوری چھپے یا اس سے اجازت کے بغیر کسی قسم کا تصرف کرنے سے خاوند ناراض ہوسکتا اور اعتماد کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے یا نوبت مار کٹائی یا گالم گلوچ تک پہنچ سکتی ہے۔ ان سارے مفاسد سے بچنے کا یہی حل کہ حکم نبوی کی تعمیل کی جائے۔ یہ اس صورت میں ہے جب مالی تصرف اور صدقہ کرنے میں خاوند کی رضامندی معلوم نہ ہو۔ اگر وہ بیوی کے مالی تصرف اور صدقہ وخیرات کے عمل سے مطمئن اور راضی ہے تو بیوی کے مالی تصرف میں کوئی قباحت نہیں۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا، وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ » [1]

''جب عورت اپنے گھر کے اناج سے بغیر خرابی کے خرچ کرے تو اس کے لیے اجر ہے، اس کے خاوند کے لیے بھی اجر ہے بسبب اس کے جو اس نے کمایا ہے اور خزانچی کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے۔''

فوائد:

یہ حدیث دلیل ہے کہ خاوند بیوی کے صدقہ وخیرات کرنے سے اور اس کے مالی تصرف سے راضی ہو تو عورت اسے بتائے بغیر بھی تصرف کرسکتی ہے اور میاں بیوی اس صدقہ وخیرات میں برابر کے شریک ہوں گے۔

ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: کسی بھی شخص کے لیے مال کے مالک کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا جائز نہیں، لیکن بیوی کا چونکہ خاوند کے مال میں حق ہے اور وہ اس کے گھر کی

[1] صحيح بخاري: ١٤٤١- صحيح مسلم: ١٠٢٤- سنن أبي داؤد: ١٦٨٥- سنن ابن ماجه: ٢٢٩٤-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتظمہ ہے تو وہ اس کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے، بشرطیکہ اس میں مالی ضیاع اور اسراف نہ ہو۔ نیز وہ خاوند کے مال سے اتنا ہی خرچ کر سکتی جتنا عرف میں رواج ہے اور اسے یہ یقین ہو کہ اس کا یہ تصرف خاوند کے لیے تکلیف کا باعث نہیں اور وہ اس کے اس عمل سے خوش ہے۔ ①

۹۔ خاوند کو ناراض نہ کرے:

عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاوند کی رضامندی کی تلاش میں رہے اور ایسی عادات، طریقے اور اسلوب اختیار نہ کرے، جو خاوند کی طبیعت پہ گراں اور اس کی تکلیف کا باعث ہوں۔ یہ عمل کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے قابل مذمت تو ہی ہے اس سے خاوند کی جنتی بیویاں بھی تکلیف محسوس کرتیں اور اس کی اس بدمزاجی سے نالاں ہوتی ہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ، وَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا » ①

”جو عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے برباد کرے اسے تکلیف نہ دے۔ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔“

۱۰۔ بناؤ سنگھار کرنا:

خاوند کے لیے بناؤ سنگھار کرنا، زیب وزینت اختیار کرنا، شوخ لباس پہننا، بننا سنورنا عورت کی ذمہ داری ہے۔ زیب وزینت اختیار کرنے اور بناؤ سنگھار کے مسئلہ میں عورت کو بالکل کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور اس بارے میں ملامت گروں کی ملامت کی پروا نہیں کرنی

❶ شرح ابن بطال: ٣/ ٤٢٦۔

❷ حسن: طبرانی کبیر: ٢٢٤۔ صفة الجنة لأبی نعیم أصبهانی: ٨٦۔ حلیة الاولیاء لأبی نعیم: ٥٢٢٠۔ اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت میں صدوق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ کیونکہ خاوند کو سکون پہنچانا، اسے خوش کرنا اور اس کی نظر میں خوبصورت بن کر اس کی راحت وتسکین کا باعث بننا عورت کی ذمہ داری ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر وہ خاوند کا دل بھی جیت سکتی ہے اور شرعی حکم کی تعمیل کی صورت میں اجر وثواب کا مستحق بھی قرار پاسکتی ہے۔ یہ ہمارا معاشرتی المیہ ہے کہ مذہبی تربیت کے فقدان کی وجہ سے کنواری اور شادی شدہ عورتوں کی بے پردگی، تقریبات میں کھلے چہرے، کھلے بازو، کھلے گریبان، غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے میک اپ سے اٹی عورتیں معیوب قرار نہیں پاتیں، لیکن اگر بیوی خاوند کو خوش کرنے اور بھلی لگنے کی خاطر خوبصورت لباس پہن لے، معمولی بناؤ سنگھار کر لے تو گھر کی عورتیں اور محلے والیاں اسے معتوب ومعیوب ٹھہراتیں اور ایسی عورت پر بے شرم و بے حیا ہونے کے آوازے کسے جاتے ہیں۔ یہ شرعی تعلیمات سے جہالت اور دین سے بیزاری کا نتیجہ ہے۔ جب کہ عورت کے بنیادی فرائض میں سے یہ فریضہ بھی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے لیے زیب وزینت اختیار کرے اور بناؤ سنگھار اور اچھے لباس کے ذریعے اس خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ خاوند کی فرماں بردار اور شرعی اعتبار سے بہترین عورت کے یہی محاسن واوصاف ہیں۔

- نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہترین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلَّتِیْ تَسُرُّہٗ إِذَا نَظَرَ إِلَیْهَا، وَتُطِیْعُهٗ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْمَا یَکْرَهُ فِیْ نَفْسِهَا، وَلَا فِیْ مَالِهٖ » [1]

”(بہترین عورت وہ ہے) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے، جب وہ حکم دے اس کی اطاعت کرے اور اپنی ذات اور اس کے مال میں جو وہ ناپسند کرتا ہے اس کی مخالفت نہ کرے۔“

یہ حدیث دلیل ہے کہ عورت زیب وزینت سے آراستہ اور اچھے لباس میں ملبوس ہو تبھی تو خاوند کو بھائے گی اور اس کی قلبی تسکین کا باعث ہوگی۔ پراگندہ اور میلے کچیلے کپڑے

---

1. حسن: مسند أحمد: ٢/ ٤٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیب تن کرنے والی عورت سے تو خاوند کی طبیعت بگڑتی ہے اور ایسی عورت خاوند کے لیے دل آزاری کا باعث ہے، بلکہ بعض خاوند بیویوں سے اس لیے نفرت کرنے لگتے اور ان سے دوری اختیار کر لیتے ہیں کہ وہ زیب و زینت سے کوتاہ اور اچھا لباس پہننے سے عاری ہوتی ہیں۔

انتباہ:

عورت خاوند کے لیے ہر طرح کی زیبائش اور خوبصورتی اختیار کر سکتی ہے، البتہ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے ان طریقوں سے بچنا ضروری ہے، جن کی شریعت میں حرمت بیان ہوئی ہے۔ نیز گھر کے عام افراد کے سامنے معمولی سے کریم پاؤڈر استعمال کیے جائیں جو گھر کے افراد کے سامنے موزوں اور مناسب ہوں۔ زوجین کی خلوت میں بیوی تیز میک اپ اور ہر طرح کی تیاری کر لے۔ اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۱۔ خاوند کی وفات پر سوگ:

خاوند کی وفات پر عورت کے لیے سوگ کرنا لازم ہے۔ اگر خاوند کی وفات کے وقت وہ حاملہ ہو تو سوگ کی مدت وضع حمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق : ٤]

''اور جو حمل والیاں ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔''

اور اگر غیر حاملہ ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ [البقرہ : ٢٣٤]

''اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنے آپ کو چار مہینے اور دس راتیں انتظار میں رکھیں۔''

یاد رکھیں! عورت دوران عدت خوبصورتی اور زیبائش کا کوئی سامان نہیں کر سکتی اور نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوخ اور بھڑکیلا لباس پہن سکتی ہے۔ دوران عدت سرخی پاؤڈر اور کسی بھی قسم کی خوشبو اور کریم استعمال کرنا، سرمہ وغیرہ لگانا اور کسی بھی قسم کی زیب و زینت کرنا حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند پر بیوی کے حقوق

جس طرح بیوی پر خاوند کے حقوق ہیں اسی طرح خاوند پر بیوی کے کچھ حقوق و فرائض اور واجبات ہیں، جن کی ادائیگی خاوند کے ذمہ ہے۔ اسے ان حقوق میں کوتاہی، کاہلی اور بے اعتنائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ قصداً انھیں فراموش کرنا چاہیے۔ اس سے وہ بارگاہ الٰہی میں بھی سرخرو ہوگا، بیوی کا دل بھی جیتے گا اور ان حقوق کی تکمیل کی صورت میں باہمی الفتیں استحکام پذیر ہوں گی، تعلقات میں دوام آئے گا، گھر پر نور اور پر رونق ہوں گے۔ میاں بیوی کے مثالی تعلقات کی بدولت نونہالوں میں خوداعتمادی اور اچھے اخلاق پروان چڑھیں گے اور ایسے ہی مہذب و اخلاق یافتہ خاندان معاشرے میں امن و سلامتی کا ضامن ہوں گے۔ خاوند پر درج ذیل حقوق عائد ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی کا اسے اہتمام کرنا چاہیے۔

ا۔ حق مہر دینا:

عورت کو زوجیت میں لانے اور ازدواجی تعلقات کی بحالی پر واجبات نکاح میں سے ایک فریضہ بیوی کو حق مہر ادا کرنا ہے۔ حق مہر بیوی کا حق ہے اور زوجین کی باہمی رضامندی سے اس کا تقرر ہوتا ہے۔ کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ حق مہر کی کوئی شرعی حد مقرر نہیں، یہ خاوند کی مالی حیثیت اور بیوی کے خاندان کی عورتوں کے حق مہر کو مدنظر رکھتے ہو حق مہر کی تعیین کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حق مہر کے مقرر ہونے اور عورت کو ادائیگی کے بعد یہ عورت کی ملکیت قرار پاتا ہے۔ اب وہ اس مال کی مالکہ ہے، جیسے چاہے ذاتی تصرف میں لا سکتی ہے۔ نہ خاوند اس سے زبردستی واپس لے سکتا ہے، نہ اس پر دباؤ ڈال سکتا ہے اور نہ عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے والدین اور اقربا حق مہر کا مطالبہ یا تقاضا کر سکتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ ہی نے عورت کو یہ شرف واکرام بخشا ہے ورنہ دور جاہلیت میں عورت پر دیگر مظالم کی طرح ایک ظلم یہ تھا کہ حق مہر کی رقم اولیا یا اقربا ڈکار جاتے تھے۔ اسلام نے اس کی اس محرومی کا ازالہ کیا اور اس کی تعظیم اور تسکین قلبی کی خاطر اسے یہ حق عطا کیا۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ حق مہر کی فرضیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا﴾ [النساء: ٤]

''اور عورتوں کو ان کے حق مہر خوش دلی سے دو، پھر اگر وہ اس میں سے کوئی چیز تمھارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہو جائیں تو اسے کھالو، اس حال میں کہ مزے دار اور خوش گوار ہے۔''

- فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا﴾ [النساء: ٢٤]

''اور تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں جو ان (شادی شدہ عورتوں) کے سوا ہیں کہ اپنے مالوں کے بدلے طلب کرو، اس حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو، نہ کہ بدکاری کرنے والے۔ پھر وہ جن سے تم ان عورتوں میں سے فائدہ اٹھاؤ پس انھیں ان کے مہر دو، جو مقرر شدہ ہوں اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جس پر تم مقرر کر لینے کے بعد آپس میں راضی ہو جاؤ، بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَانۡکِحُوۡهُنَّ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنَّ وَ اٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ﴾ [النساء : ۲۵]

''پس تم ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور انھیں ان کے حق مہر اچھے طریقے سے دو۔''

فوائد:

۱۔ ان آیات میں حق مہر کی فرضیت کا بیان ہے، جس کی ادائیگی خاوند پر ازبس ضروری ہے اور حق مہر کی ادائیگی کی صورت ہی میں وہ اس فرضیت سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔

۲۔ حق مہر عورت کی ملکیت ہے اور اسے حق مہر پر مکمل اختیار ہے۔ خاوند کا اسے اس حق سے زبردستی یا بہلا پھسلا کر محروم کرنا قطعاً ناجائز ہے اور اس فعل شنیع کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

۳۔ عورت اپنی خوش دلی سے خاوند کو سارا حق مہر واپس کرے یا کچھ عنایت کرے اس میں چنداں حرج نہیں۔ عورت کی مرضی سے حق مہر استعمال کرنے کا جواز ہے اور عورت کی دلی رضامندی کے بغیر خاوند کا حق مہر میں بالکل تصرف جائز نہیں۔

۴۔ ہمارے معاشرے میں جو رواج ہے کہ عورت کا حق مہر خاوند کو واپس نہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے اور عورت حق مہر کی واپسی کو عظمت اور عافیت سمجھتی ہے یہ شرعی تعلیمات سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ حق مہر کو زیر ملکیت رکھنے پر نہ اسے مطعون کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے برا فعل اور بری عادت قرار دیا جاسکتا ہے۔

۵۔ خاوند کا عورت سے حق مہر کی واپسی کا مطالبہ کرنا یا اسے زبردستی محروم کرنے کی کوشش کرنا حرام ہے اور اس فعل بد کی شناعت بیان کی گئی ہے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّکَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّ اٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰىهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَیۡـًٔا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۲۰﴾ وَ کَیۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ وَ قَدۡ اَفۡضٰی بَعۡضُکُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ وَّ اَخَذۡنَ مِنۡکُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا﴾

[النساء : ۲۰، ۲۱]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر تم کسی بیوی کی جگہ اور بیوی بدل کر لانے کا ارادہ کرو اور تم کسی کو ایک خزانہ دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح گناہ کر کے لو گے۔ اور تم اسے کیسے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔"

لہٰذا نہ طلاق کے ارادے سے اور نہ کسی اور مقصد کے تحت عورت سے حق مہر ہتھیایا جا سکتا ہے۔ یہ اس کی ملکیت اور شرعی حق ہے، اسی کے پاس ہی رہنے دیا جائے الا کہ بلاجبر واکراہ احسان کرے تو درست ہے۔

۲۔ رہائش دینا:

شادی کے بعد بیوی کی رہائش خاوند کے ذمہ ہے۔ چنانچہ مالی وسعت کے مطابق وہ بیوی کی رہائش کا اہتمام کرنے کا پابند ہے۔

٭ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ﴾ [الطلاق: ٦]

"انھیں رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو، اپنی طاقت کے مطابق۔"

بیوی کو رہائش مہیا کرنا واجب ہے، جب مطلقہ بیوی کی رہائش خاوند کے ذمہ ہے تو زیر نکاح بیوی کو رہائش کی فراہمی بالاولیٰ واجب ہوگی۔ رہائش کی فراہمی میں خاوند کی مالی حیثیت معتبر ہے، اگر وہ مالدار ہے تو اچھی رہائش کا بندوبست کرے، اگر درمیانہ درجے کا ہے تو یہ حیثیت معتبر ہے اور اگر غریب و نادار ہے تو اس کی حیثیت کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳۔ خوراک اور لباس مہیا کرنا:

بیوی اور بچوں کو خوراک اور لباس مہیا کرنا خاوند پر واجب ہے اور اسے اس فریضہ میں کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ اکثر گھریلو جھگڑوں کی بنیاد خاوند کا بیوی اور بچوں کو ان بنیادی ضروریات سے محروم کرنا بنتا ہے۔ عورت کو ضروریات زندگی سے محروم کرنا ہی فسادات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوطول دینا اور باہمی تنازعات کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا خاوند ان ذمہ داریوں کا ادراک کرے اور نان ونفقہ اور لباس کے معاملہ میں بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرے۔ یوں بیوی کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ شرعی احکام کی تعمیل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی اور رحمتیں اور برکتیں بھی شامل حال ہوتی ہیں۔

اہل خانہ کی خوراک اور لباس کی فرضیت کے بارے میں شرعی دلائل درج ذیل ہیں۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ [النساء: ٣٤]

”مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔“

یہ آیت دلیل ہے کہ نان ونفقہ اور لباس کا ذمہ دار شوہر ہے اور ان ضروریات کی فراہمی خاوند پر لازم ہے۔

- فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرہ: ٢٣٣]

”اور وہ مرد جس کا بچہ ہے، اس کے ذمے معروف طریقے کے مطابق ان (عورتوں) کا کھانا اور ان کا کپڑا ہے۔ کسی شخص کو تکلیف نہیں دی جاتی مگر جو اس کی گنجائش ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: بچے کے والد پر ماؤں کو معروف طریقے سے بغیر اسراف اور بخل کے خرچہ دینا اور لباس فراہم کرنا ہے، جیسے ان عورتوں کے درجہ کی عورتوں کو خوراک اور لباس فراہم کرنا دستور و رواج ہے، خاوند کی مالی استعداد، مالی خوش حالی، توسط اور فقر کو دیکھتے ہوئے (خرچ اور لباس مقرر کیا جائے گا)۔ جیسا کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا﴾ [الطلاق: ۷]

''لازم ہے کہ وسعت والا اپنی وسعت میں سے خرچ کرے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہو تو وہ اسی سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کی جو اسے دیا ہے، عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کرے گا۔'' ①

- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حاضرین کو بیویوں کے حقوق کے متعلق نصیحت فرمائی:

« وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ » ②

''اور انھیں (بیویوں کو) معروف طریقے سے کھلانا اور لباس پہنانا تمھارے ذمہ ہے۔''

فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ بیوی کو خوراک اور لباس مہیا کرنا خاوند پر واجب ہے اور یہ وجوب بالا جماع ثابت ہے۔ ③

- سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

« اَلَا وَ حَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَ طَعَامِهِنَّ » ④

''خبردار! تم پر بیویوں کے حقوق یہ ہیں کہ تم انھیں اچھا لباس اور اچھی خوراک مہیا کرو۔''

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ٦٣٤۔

❷ صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔

❸ شرح النووی: ۸/ ۱۸٤۔

❹ حسن: جامع ترمذی: ۱۱٦٣۔ سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: ''یارسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَ لَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » ①

''جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔''

فوائد:

امام خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ خطاب ہر شوہر کو عام ہے کہ بیوی کو اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق کھلانا اور لباس پہنانا خاوند پر واجب ہے۔ علقمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ خاوند کی کمال مردانگی یہ ہے کہ وہ جب کھائے بیوی کو بھی کھلائے اور جب پہنے بیوی کو بھی پہنائے۔ نیز اس حدیث میں اشارہ ہے کہ طعام ولباس میں خاوند کا حق بیوی سے مقدم ہے (یعنی وہ خوراک ولباس کا آغاز اپنی ذات سے کرے، پھر یہ سہولیات بیوی کو مہیا کرے۔) ②

اہل خانہ پر خرچ کرنے کی فضیلت:

بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور بیوی بچوں کو خوراک، لباس اور دیگر سہولیات فراہم کرنا بے تحاشا اجر وثواب کا باعث، گھریلو ناچاقی اور شرعی احکام کی حکم عدولی سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے۔

۱۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ » ③

''جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال سے نوازے تو وہ خرچ کرنے کا آغاز اپنی ذات سے اور اپنے گھر والوں سے کرے۔''

① حسن: سنن أبي داود: ۲۱٤۲۔ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۰۔
② عون المعبود: ۱۷٦/٦، ۱۷۷۔ ③ صحيح مسلم: ۱۸۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً » ①

''جب مسلمان شخص طلب ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ » ②

''افضل دینار جو انسان خرچ کرتا ہے وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، وہ دینار جو انسان اللہ کی راہ میں (وقف کردہ) سواری پر خرچ کرے اور وہ دینار جو وہ راہ جہاد میں اپنے رفقاء پر خرچ کرے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حدیث کے راوی ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس شخص سے زیادہ اجر وثواب کا مستحق کون ہوسکتا ہے، جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کی اولاد کو مانگنے سے عفیف بنادے اور انھیں غنی کردے۔''

اہل خانہ پر خرچ کرنا فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے افضل:

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِيْنٍ، وَ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا

❶ صحيح بخاری : ٥٣٥١۔ صحيح مسلم: ١٠٠٢۔

❷ صحيح مسلم : ٩٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَجْرًا الَّذِی أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ » [1]

''وہ دینار جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ دینار جو تم سواری پر خرچ کرو، وہ دینار جو تم مسکین پر خرچ کرو اور وہ دینار جو تم اپنے اہل پر خرچ کرو، ان میں سے زیادہ اجر و ثواب والا وہ دینار ہے، جو تم نے اپنے اہل پر خرچ کیا ہے۔''

بخیل خاوند سے خفیہ خرچ لینا:

بیوی کی ضروریات خاوند کی ذمہ داری ہے، لیکن اگر خاوند بخیل اور کنجوس ہو بیوی بچوں کے اخراجات مکمل کرنے میں کوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے تو بیوی اپنی اور بچوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے خاوند سے چوری چھپے اس کے مال سے اپنی اور بچوں کی ضروریات پوری کرسکتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ابو سفیان انتہائی کنجوس آدمی ہے۔ وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو، سوائے اس کے جو میں اس سے اس کی لاعلمی میں لیتی ہوں۔'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« خُذِی مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ » [2]

''معروف طریقے سے اتنا لے جو تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔''

لہٰذا اگر خاوند بیوی کے اخراجات پورے نہیں کررہا تو بیوی اس کے مال سے اسے بتائے بغیر اپنی ضروریات پوری کرسکتی ہے، یہ چوری اور گناہ کے زمرہ میں نہیں آتا بشرطیکہ یہ ضروری اخراجات تک موقوف ہو۔

بیوی بچوں کو خوراک و لباس سے محروم کرنا:

خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی اور بچوں کو نان و نفقہ اور لباس مہیا کرے، کیونکہ اہل خانہ کے اخراجات پورے کرنا جہاں شرعی احکام کی تعمیل ہے، وہاں یہ اہل خانہ سے محبت و مودت کا سبب اور گھریلو لڑائی جھگڑوں اور باہمی ناچاقیوں سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے۔ اس

[1] صحیح مسلم: ۹۹۵۔

[2] صحیح بخاری: ٥٣٦٤۔ صحیح مسلم: ١٧١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریضہ سے کوتاہی یا تعطلی کی صورت میں جہاں خاوند احکام شریعت کی حکم عدولی سے گناہ گار اور اپنی آخرت کی بربادی کا سامان کرتا ہے، وہاں وہ بیوی کو نافرمان اور بدزبان بناتا، پرسکون گھر اور محبت بھرے تعلقات میں نفرتیں بونے کا سبب بنتا اور بچوں کے بگاڑ کا ذریعہ بنتا ہے۔

لہٰذا محض زر پالنے، کنجوسی اور بخل یا کسی معاشقہ میں گرفتاری کے سبب بیوی بچوں کو ضروریات سے محروم نہیں کرنا چاہیے، یہ گناہ کبیرہ اور ہنستے بستے گھروں کی بربادی کا باعث ہے۔

• سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ » [1]

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ان کی خوراک روک دے جن کا وہ مالک ہے۔''

۴۔ دینی امور کی تعلیم دینا:

بیوی کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنا اور اسلامی عقائد، عبادات اور معاملات سے روشناس کرانا خاوند کی ذمہ داری ہے اور بحیثیت سرپرست خاوند پر یہ حق ہے کہ وہ بیوی کو دینی تعلیمات سے آگاہی کے ساتھ اسے کتاب وسنت کا پابند اور احکام شرعیہ کا عامل بنائے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ [التحريم: ٦]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، اس پر سخت دل، بہت مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں جو حکم

---

[1] صحيح مسلم: ٩٩٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے جاتے ہیں۔''

خاوند بحیثیت سرپرست اہل خانہ کو دینی تعلیمات سکھانے کا پابند ہے، بیوی کی دینی تعلیم اور احکام شرعیہ کی پابندی ہی سے مسلمان خاندان تشکیل پا سکتا ہے۔ سو بیویوں کی دینی احکام سے بے اعتنائی اور محرومی کو معمولی نہ سمجھیں، کیونکہ جہاں اہل خانہ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صورت میں خاوند دنیا و آخرت میں سرخرو ٹھہرے گا، وہاں اہل خانہ کی تعلیمی و تربیتی کوتاہی اور غفلت کی صورت میں روز قیامت اسے ہزیمت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

« كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ » ①

''تم سب نگران ہو اور تم سب سے اس کی مسئولیت کا سوال ہوگا۔ حاکم رعایا کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی، آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، بیوی اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کی باز پرس ہوگی اور خادم اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال ہوگا۔''

سو خاوند اپنی ذمہ داری کا احساس کرے اور بیوی کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بالکل سستی نہ کرے۔

① صحیح بخاری : ۸۹۳۔ صحیح مسلم : ۱۸۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ لغزشیں معاف کرنا:

عورت میں فطرتاً کچھ کمزوریاں اور نقائص ہیں، پوری کوشش کے باوجود عورت کا سو فیصد خاوند کے معیار پر پورا اترنا ناممکن ہے۔ عورت کی اسی فطرتی کمزویوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ نے عورت کی لغزشوں اور غیر ارادی خطاؤں سے صرف نظر کرنے اور درگزر کرنے کی تاکید کی ہے، لہٰذا خاوند پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ بیوی کی کسی کمزوری اور لغزش کو ہدف تنقید نہ بنائے، اس کی صورت، چال ڈھال، کھانے پینے کے انداز، انداز گفتگو، آواز کے بدھے پن یا گلے کی اونچ نیچ اور دیگر تخلیقی و بشری کمزوریوں پر اسے نفرت کا نشانہ نہ بنائے، ان بشری و فطری کمزوریوں پر اسے مذاق و استہزا کا نشانہ نہ بنائے اور اس سے ذلت و رسوائی اور بے توقیری کا سلوک نہ کرے۔ بلکہ ان کمزوریوں کو دور کرنے اور اصلاح احوال کی کوشش کرے۔ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے اور ان کمزوریوں کی تشہیر نہ کرے۔ کیونکہ بیوی کے نقائص و عیوب اور لغزشوں اور خطاؤں کے برعکس اس کے اوصاف حمیدہ اور خدمات کا تناسب کہیں زیادہ ہے۔ بیویوں سے حسن معاشرت، حسن سلوک کے شرعی احکام کی پیروی کریں، ان شرعی نصیحتوں کو ملحوظ رکھیں کہ عورتوں کی معمولی لغزش یا فطرتی کجی کو سر پر سوار نہ کریں، بلکہ ان سے صرف نظر اور درگزر کرنے کا معاملہ کریں، یوں خاوند بیوی کے معاملہ میں راحت و تسکین حاصل کرسکتا اور مطمئن و پرسکون رہ سکتا ہے۔ ورنہ عورت کی ہر بدمزاجی، تخلیقی و بشری لغزش اور خدمات میں کمی کوتاہی پر گہری نظر خاوند کو ہمیشہ بے کل اور مضطرب رکھتی ہے، وہ چڑچڑے پن کا شکار ہوتا، گھر میں معمولی باتوں پر ناچاقی، بدکلامی اور لڑائی جھگڑے طول پکڑتے ہیں۔ اگر بیوی فرماں بردار اور حوصلے والی ہو تو وہ خاوند کی چیرہ دستیوں اور بدزبانی پر صبر سے معاملے کو بگڑنے سے بچائے گی، لیکن اگر وہ بھی جوشیلی، تیز مزاج اور زبان دراز ہے تو گھر کا سکون تج جاتا اور گھر جہنم کدہ بن جاتا ہے۔ ایسا بے لگام جوڑا خود تو بے سکونی اور پریشانی کا شکار ہوتا ہی ہے۔ یہ اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بھی درد سر بنا رہتا ہے۔ یوں معاشرے میں بے توقیر و ذلیل ہونے سے بہتر ہے کہ خاوند بیوی سے حسن معاشرت اختیار کرے اور اس کی خامیوں کے بجائے اس کی خوبیوں کو ملحوظ رکھے۔ کتاب وسنت میں ان لغزشوں سے صرف نظر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ [النساء: ١٩]

''(بیویوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

فوائد:

امام رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں: ''(بیوی کی ناپسندیدہ عادات یا بدصورتی کی صورت میں اس سے نبھا کرنی کے صورت میں بہت بھلائی مل سکتی ہے، مفسرین نے اس کی دو توجیہات بیان کی ہیں) کبھی تو اس نبھا سے خیر کثیر اولاد کی صورت میں حاصل ہوتی ہے، جس سے ناپسندیدگی محبت میں اور نفرت رغبت میں بدل جاتی ہے۔ یا کبھی خاوند بیوی سے مصاحبت ناپسند کرتا ہے، لیکن اس ناپسندیدگی کو طلب ثواب کی نیت سے برداشت کرتا ہے، ناپسندیدگی کے باوجود اس پر خرچ کرتا اور احسان کرتا ہے تو وہ آخرت میں بے تحاشا ثواب اور دنیا میں اچھی تعریف کا مستحق قرار پاتا ہے۔''[1]

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»[2]

''مومن خاوند مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو وہ کسی دوسری عادت سے خوش ہو جائے گا۔''

---

1. تفسیر الرازی: ١٠/ ١٣۔
2. صحیح مسلم: ١٤٦٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خاوند (بیوی کی معمولی لغزش یا ناپسندیدہ عادت سے) اتنا شدید متنفر نہ ہو کہ اسے طلاق دینے پر آمادہ ہو جائے، اسے یہ زیبا نہیں بلکہ وہ اس کی اچھائی کے پیش نظر اس کی برائی معاف کرے اور اس کی جو عادات اسے پسند ہیں ان کے پیش نظر اس کی ناپسندیدہ عادات سے چشم پوشی کرے۔''[1]

٦۔ حق زوجگی ادا کرنا:

بیوی کو پاک دامن بنانا اور اس کا ازدواجی حق دینا خاوند پر واجب ہے۔ اس لیے خاوند کو جنسی حق کی ادائیگی میں بے پروائی نہیں برتنی چاہیے اور کسی ضد اور عناد میں یا شوقیہ طور اسے اس حق سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ شادی کے مقاصد میں سے اہم مقصد جنسی تسکین کا حصول اور زوجین کو پاک دامن بنانا ہے۔ پھر اس تعلق کی محرومی سے نفرتیں جنم لیتیں، تنازعات پیدا ہوتے، تعلقات میں تناؤ پیدا ہوتا اور برداشت سے زیادہ تاخیر عورت کو غلط راستے پر ڈال سکتی ہے۔ سو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ اس حساس معاملہ کو قابو میں رکھے اور اس مسئلے کو سنگینی تک نہ لے جائے۔ عورت کو جنسی حق دینا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اسے یہ ذمہ داری نبھانا چاہیے۔ فرمان نبوی ہے:

((وَ إِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا))[2]

''اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔''

فوائد:

خاوند پر جنسی حق کی ادائیگی واجب ہے اور کسی شرعی یا غیر شرعی مشغولیت کی وجہ سے

---

1. تفسیر قرطبی: ٥/ ٩٨۔
2. صحیح بخاری: ٥١٩٩۔ صحیح مسلم: ١١٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کو اس حق سے محروم کرنا ناجائز ہے۔

- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَ يَجِبُ عَلَى الزَّوْجِ وَطْءُ امْرَأَتِهِ بِقَدْرِ كِفَايَتِهَا مَا لَمْ يُنْهِكْ بَدَنَهُ أَوْ تَشْغَلْهُ عَنْ مَعِيْشَتِهِ غَيْرَ مُقَدَّرٍ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ كَالْأَمَةِ » [1]

''خاوند پر بیوی سے اس کی ضرورت کے مطابق مباشرت کرنا واجب ہے، بشرطیکہ عمل مباشرت سے جسمانی طور پر لاغر اور معیشت سے مشغول نہ کرے۔ اس میں باندی کی طرح چار ماہ کا وقت متعین نہیں کیا جائے گا۔''

۷۔ خوبصورتی اختیار کرنا:

جس طرح بیوی کا خاوند کے لیے بننا سنورنا اور بناؤ سنگھار اختیار کرنا لازم ہے، بعینہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کے لیے بنے سنورے اور خوبصورتی اختیار کرے۔ اچھا لباس پہنے، جسمانی صفائی کا انتظام کرے اور عطریات و خوشبویات کا التزام کرے۔ اس سے بیوی کے دل میں محبت بڑھتی، قلبی میلان ہوتا، ہم آہنگی پیدا ہوتی اور تعلقات میں قربت بڑھتی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ [البقرہ : ۲۲۸]

''اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے۔''

- اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَتَزَيَّنَ لِلْمَرْأَةِ، كَمَا أُحِبُّ أَنْ تَتَزَيَّنَ لِيَ الْمَرْأَةُ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ » [2]

---

1. الفتاوی الکبری لابن تیمیہ : ۵/ ۴۸۱۔
2. صحیح : مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۹۲۶۳۔ تفسیر طبری : ۴ل ۵۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بے شک میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیوی کے لیے ایسے خوبصورتی اختیار کروں جیسے مجھے یہ پسند ہے کہ وہ میرے لیے بنے سنورے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے۔“ [البقرة : ٢٢٨]

ان دلائل کی روشنی میں خاوندوں کو یہ روش ترک کرنی چاہیے کہ صرف عورتیں ہی زیبائش اختیار کریں بلکہ مرد حضرات کو بھی زیبائش اختیار کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ جیسے خاوند کی خواہش ہوتی ہے کہ بیوی صاف ستھری اور خوبصورت دکھائی دے، عورت کی بھی یہ آرزو ہوتی ہے کہ خاوند صاف ستھرا اور خوبصورت دکھائی دے۔ اس سے جسمانی دوریاں ناپید ہوتیں اور قربت کے راستے واہ ہوتے ہیں۔ اس عمل سے محبتیں پروان چڑھتیں اور نفرتیں ختم ہوتی ہیں۔ ورنہ یہی معمولی کوتاہیاں نفرتوں اور دوریوں کو جنم دیتیں اور خوبصورتی اور زیبائش سے عاری فرد کے بارے میں نفرت و بغض پیدا ہوتا اور بے زاری و دوازاری تک نوبت جا پہنچتی ہے۔

۸۔ حسن ظن رکھنا:

خاوند پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ بیوی کے بارے میں حسن ظن رکھے، اس کی زندگی کے خفیہ معاملات کے متعلق ٹوہ میں نہ رہے اور زندگی کے مخفی گوشوں اور خلوت کے رازوں سے پردہ ہٹانے کی خاطر اس کی جاسوسی نہ کرے اور نہ کسی کو اس معاملہ میں شامل کرے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا۟﴾ [الحجرات : ١٢]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا » ①

''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے،ٹوہ نہ لگاؤ، نہ جاسوسی کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ باہمی کینہ رکھو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔''

فوائد:

یہاں ظن سے مراد ایسی تہمت ہے جس کا کوئی سبب نہ ہو۔مثلاً اگر خاوند بیوی کے بارے میں کوئی غلط تصور کر لے یا اس کے تعلقات مشکوک سمجھے حالانکہ حقیقت میں ایسے نہ ہو پھر اس کی جاسوسی کرنے لگے تو شیطان ان تصورات کو حقیقت کا رنگ دے کر اسے ہر پل بے چین رکھتا اور عورت کے کردار کو داغدار کرنے کے سو بہانے اس کے تصورات میں انڈیلتا ہے۔ کتاب و سنت کے دلائل نے ایسی بدگمانیوں کو ناجائز قرار دے کر میاں بیوی کے تعلقات میں پیدا ہونے والے خطرات کا قبل از وقت ازالہ کر دیا ہے، نیز بیوی کے بارے میں غلط تعلقات کی سراغ رسانی سے بالخصوص شریعت نے منع کر دیا۔

• سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا » ②

''جب تم میں سے کوئی شخص لمبا عرصہ گھر سے باہر رہے تو وہ اہل خانہ کے پاس رات کے وقت نہ آئے۔''

• سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

---

① صحيح بخاری : ٦٠٦٤ـ صحيح مسلم : ٢٥٦٣]

② صحيح بخاری: ٥٢٤٤ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا يَتَخَوَّنُهُمْ، أَوْ يَلْتَمِسُ عَثَرَاتِهِمْ »[1]

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ خاوند رات کے وقت اہل خانہ کے پاس آئے جب کہ وہ ان کی خیانت و غلطی پکڑے یا ان کی لغزشیں تلاش کرے۔''

فوائد:

۱۔ زیادہ عرصہ گھر سے باہر رہنے والے خاوند کے رات کے وقت گھر میں نہ آنے کے دو مفہوم ہیں۔ ا۔ دیر کے بعد گھر لوٹتا ہو تو بغیر اطلاع کے اچانک گھر نہیں آنا چاہیے کیونکہ عورت کی پراگندہ حالت دیکھ کر خاوند کے دل میں نفرت پیدا ہوسکتی اور تعلقات میں خلل واقع ہوسکتا ہے۔ البتہ خاوند اطلاع کر کے دن اور رات کے کسی بھی حصے میں گھر آ سکتا ہے کیونکہ اطلاع کی صورت میں بیوی بناؤ سنگھار کر لے گی اور پراگندگی کا ازالہ ہوجائے گا۔ جس سے خاوند کے متنفر ہونے کا خدشہ زائل ہوجاتا ہے۔ ۲۔ یہاں اچانک گھر آنے کی پابندی کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ خاوند کا بیوی کے خفیہ راز معلوم کرنے اور اس کے بیرونی تعلقات کی ٹوہ لینے کی خاطر رات کو اطلاع دیے بغیر اچانک گھر آنا ممنوع ہے۔ کیونکہ اس ارادے سے آنے والے خاوند کا ذہن اس آمد سے قبل عورت کے بارے میں خراب ہو چکا ہوتا ہے اور معمولی سی بدگمانی اور خدشات اس نفرت کو بھڑکا سکتے اور تعلقات میں تناؤ اور باہمی جدائی کا باعث بن سکتے ہیں اور اگر عورت کو خاوند کے ان عزائم کا علم ہوجائے تو وہ اپنے بارے میں پائی جانے والے شکوک و شبہات سے بگڑ سکتی اور غیرت میں آ کر خاوند سے جدائی اختیار کر سکتی ہے۔

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ بیوی کی خیانتوں اور لغزشوں پر اطلاع پانے کے لیے خاوند کا گھر میں رات کے وقت اچانک آنا ممنوع

[1] صحیح مسلم: ۷۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے۔

« بَابُ لَا یَطْرُقْ أَهْلَهُ لَیْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَیْبَةَ، مَخَافَةَ أَنْ یُخَوِّنَهُمْ أَوْ یَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ » ①

''اس مسئلہ کا بیان کہ خاوند جب لمبا عرصہ باہر گزارے تو اہل خانہ کی خیانت یا غلطی پکڑنے یا ان کی لغزشیں تلاش کرنے کی غرض سے رات کو گھر نہ آئے۔''

۳۔ شارح صحیح بخاری ابن بطال رحمہ اللہ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں: ''خاوند کا رات کے وقت تنہائی اور لوگوں کی نگرانی کے اختتام کے اوقات میں اہل خانہ کے پاس آنا اہل خانہ کے بارے میں بدظنی کا باعث ہے۔ گویا خاوند نے اس وقت گھر آنے کا قصد اس لیے کیا ہے کہ وہ ان کے غفلت کے اوقات میں انھیں مشکوک حالت میں پائے۔ اس حدیث میں اہل خانہ کی جاسوسی کی ممانعت کا بیان ہے اور خاوند کی غیرت اسے بیوی کی تہمت پر آمادہ نہ کرے، جب وہ اس میں بھلائی اور خیر سے واقف ہو۔ ②

۴۔ امیر صنعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: '' اس حدیث میں اہل خانہ کے خفیہ راز حاصل کرنے سے دوری اختیار کرنے کی ترغیب ہے، ان امور کو اختیار کرنے کی ترغیب ہے جو زوجین کے تعلقات میں محبت پیدا کریں اور ان امور سے بچنے کی تلقین ہے جو اہل خانہ کے بارے میں بدظنی پیدا کریں۔'' ③

www.KitaboSunnat.com

۹۔ تادیباً سزا دینا:

خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ مثالی تعلقات قائم کرے، اسے اپنی استعداد کے مطابق ہر طرح کی سہولیات میسر کرے، اسے عزت احترام دے اور بے پایاں محبتیں نچھاور کرے۔ اس سب کے باوجود اہل خانہ کو یہ احساس بھی ہونا چاہیے کہ کسی دینی و دنیوی غلطی کوتاہی پر ان کی سرزنش ہو سکتی اور کسی بڑی کوتاہی اور نماز اور دینی معاملات میں

❶ شرح ابن بطال: ۳۶۹/۷۔

❷ سبل السلام: ۲۰۶/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سستی اور کوتاہی پر ڈنڈا حرکت میں آ سکتا ہے۔ اہل خانہ پر دباؤ برقرار رکھنے کے لیے خاوند کو درج ذیل نصیحتیں کی گئی ہیں۔

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَلِّقُوْا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ »[1]

''ڈنڈا وہاں لٹکاؤ جہاں سے گھر والے دیکھ پائیں۔''

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَرْفَعِ الْعَصَا عَنْ أَهْلِكَ، وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ »[2]

''اپنے گھر والوں سے ڈنڈا نہ ہٹائیے اور انھیں اللہ کا خوف دلائیے۔''

فوائد:

بیوی کے ساتھ والہانہ محبت کیجیے اور ان سے حسن سلوک اختیار کیجیے، لیکن بے تحاشا محبت شرعی احکام کی کوتاہی، بیوی کے منہ زور بننے اور نافرمان بنانے کا باعث نہ ہو۔ بلکہ خاوند کا بیوی پر یہ دباؤ برقرار رہے کہ خلاف شرعی امور اور نافرمانی کی صورت میں خاوند بگڑ سکتا اور معاملات کے شدید بگاڑ کی صورت میں سخت گرفت کر سکتا ہے اور عورت ہٹ دھرمی اور نافرمانی سے باز نہ آئی تو معاملہ مار تک پہنچ سکتا ہے۔ عورت کے ذہن میں خاوند کے بارے میں یہی تصور معاملات کو درست رکھتا اور بہت سی برائیوں اور بداخلاقیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اگر معاملات محض ڈراوے اور دباؤ سے قابو میں نہ آئیں اور بیوی خاوند کی نافرمانی پر تلی ہو اور شرعی احکام میں کوتاہی کی مرتکب ہو تو خاوند بیوی کو مار کے ذریعہ سدھارے۔ بگڑی بیوی کو مار کر سدھارنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ مار میں درندگی، بے جا تشدد اور وحشیانہ انداز نہ ہو۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

1. حسن: حلية الاولياء: ٣١٢/٣۔ سلسلة الصحيحة: ١٤٤٦۔
2. حسن: طبراني أوسط: ١٩٤٠۔ طبراني صغير: ١١٤۔ حلية الاولياء: ٣١٢/٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا﴾

[النساء : ٣٤]

''اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو، پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت بلند، بہت بڑا ہے۔''

فوائد:

عورت کو فرماں بردار بنانے اور راہ راست پر لانے کی تین صورتیں بیان ہوئی ہیں:

۱۔ نافرمان بیوی کو سدھارنے کے لیے پہلا مرحلہ وعظ و نصیحت، ترغیب و ترہیب، پیار محبت اور ڈراوا ہے۔ اگر وعظ و نصیحت سے سدھر جائے تو مزید زیادتی کی اجازت نہیں۔

۲۔ اگر وعظ و نصیحت اور پیار محبت سے بیوی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی نہ چھوڑے تو ایک ہی بستر میں اس سے علیحدگی اختیار کی جائے اور اس سے بول چال اور جنسی تعلقات منقطع کیے جائیں۔ عورت کو راہ راست پر لانے اور نافرمانی ترک کروانے کا یہ شدید جھٹکا ہے، جس کے بعد کوئی بھی سلیم الفطرت عورت ضد پر قائم نہیں رہتی اور خاوند کے اس رویے پر ضد چھوڑ کر اطاعت و فرماں برداری قبول کر لیتی ہے۔

۳۔ عورت کو سدھارنے کا یہ حربہ بھی کارآمد ثابت نہ ہو تو اسے معمولی مار مارا جائے، جس سے چوٹ نہ لگے اور عورت کی ہڈی پسلی اور جوڑ متاثر نہ ہو۔ یہ معمولی مار عورت کے لیے کسی بجلی گرنے سے کم نہیں ہوتی، بشرطیکہ عورت میں خیر کے پہلو اور سدھرنے کی کوئی رمق ہو۔

عورت کو مارنے میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ چوٹ نہ لگے۔ ۲۔ چہرے پر نہ مارے۔ ۳۔ جانوروں اور غلاموں کی طرح تشدد نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوٹ نہ لگے:

- حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ » [1]

”بیویوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انھیں مارو مگر ایسی مار نہیں جس سے سخت چوٹ لگے۔“

چہرے پر نہ مارے:

بیوی کو ناگزیر حالات میں مارنے کی شرعاً رخصت ہے، لیکن اس کے چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ چہرہ انسانی حسن و جمال کا مظہر ہے اور اکثر حواس مثلاً دیکھنا، سونگھنا، چکھنا اور سننا چہرے ہی میں پائے جاتے ہیں اور چہرے پر مارنے کی صورت میں کسی عضو کے ضائع ہونے یا شکل بگڑنے کا ڈر ہے۔ سو عورت کے ساتھ ایسی زیادتی کسی صورت بھی روا نہیں۔ انھی تحفظات اور چہرے کی تکریم کے پیش نظر عورت کے چہرے سے مارنے سے منع کیا گیا ہے۔ چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز مارنا ممنوع ہے۔

- سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: ”یارسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَ لَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » [2]

”جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔“

---

1. صحیح مسلم: ١٢١٨۔ سنن أبي داوٗد: ١٩٠٥۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤۔
2. صحیح مسلم: ١٢١٨۔ سنن أبي داوٗد: ١٩٠٥۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''یہ حدیث تادیباً مارنے کی صورت میں چہرے پر مارنے سے بچنے کے وجوب کی دلیل ہے۔ (یعنی بیوی کو مارنے کی صورت میں اس کے چہرے پر نہ مارنا واجب ہے۔'') ①

لہٰذا خاوند طیش کی صورت میں اتنا قابو رکھے کہ عورت کے چہرے پر نہ مارے۔ چہرے پر مارنا کبیرہ گناہ ہے اور ایسی مار کے نفرت کے آثار جلدی زائل نہیں ہوتے۔

بے تحاشا نہ مارے:

اگرچہ بگڑی ہوئی بیوی کو مارنے کی اجازت ہے، لیکن مار معمولی ہونی چاہیے، بے جا تشدد، بے تحاشا مار دھاڑ، اور ہڈی پسلی ایک کرنا ناجائز ہے۔ مار سے مراد نفرت کا احساس دلانا ہے، جان سے مارنا یا ادھ موا کرنا نہیں۔

- سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ » ②

''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے پھر وہ دن کے آخر میں اس سے مباشرت کرے گا۔''

فوائد:

مہلب کہتے ہیں: ''عورتوں کو بے تحاشا اور فضول مارنا مکروہ فعل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی غلامی کی وجہ سے مار آزاد شخص کی مار سے زیادہ قرار دی ہے، کیونکہ دونوں کے حالتیں مختلف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مار مباشرت سے محرومی کی صورت میں جائز قرار دی ہے اور خدمت میں کوتاہی کی صورت میں عورت کو مارنے کے وجوب میں اختلاف ہے۔

---

① نیل الاوطار: ٦/٢٥١۔

② صحیح بخاری: ٥٢٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس کی رو سے خدمت میں کوتاہی کی صورت میں بیوی کو مارنا واجب ہے، کیونکہ جب حق مباشرت میں کوتاہی پر مارنا جائز ہے تو خاوند کی ضروری خدمت میں کوتاہی کی صورت میں بھی مارنا جائز ہے۔''[1]

۱۰۔ نہ برا بھلا کہے اور نہ گھر سے نکالے:

شدید ناراضی اور سخت غصے کی حالت میں یا عام معمول میں عورت کی شکل وصورت، جسمانی ساخت اور اعضاء کے نقائص نکالنا ممنوع افعال ہیں۔ ایک تو عورت کے عیوب و نقائص نکالنا اور اسے بدصورت و کالی کلوٹی اور بے ڈھبی کہنا شرعاً ممنوع ہے، دوسرا اس سے عورت کے دل میں نفرت پیدا ہوتی اور وہ ذہنی تشویش کے ساتھ خاوند سے بے زار و بدظن ہونا شروع ہو جاتی ہے، خاوند کے اس اذیت ناک رویے سے وہ کافی دور ہو جاتی اور دلی محبت اچاٹ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا خاوند کو بیوی کی عزت و تکریم کرتے ہوئے یہ نفرت آمیز رویہ ترک کرنا چاہیے۔ نیز جب کبھی حالات کشیدہ ہوں اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آ پہنچے تو لڑائی جھگڑے اور شدید ناچاقی کے باوجود عورت کو گھر سے نہیں نکالنا چاہیے۔ ایک تو یہ شرعی پابندی ہے، دوسرا روٹھی بیوی جب میکے جائے گی تو یہ مرحلہ عورت کے لیے اتنا اذیت ناک ہوتا ہے کہ عورت کا اس وحشیانہ سلوک کو تمام عمر بھولنا ناممکن ہوتا ہے کہ اس سانحہ کے بعد حالات کا معمول پر آنا اور پہلے جیسی محبت اور چاہت کا پیدا ہونا مشکل ہو جاتا ہے، دوسرا عورت کے والدین اور اقربا کے لیے یہ بدسلوکی کسی قیامت سے کم نہیں ہوتی اور وہ اپنی اس بے توقیری سے سخت رنجیدہ ہوتے اور اشتعال میں آتے ہیں۔ پھر خاوند کی مزید بے اعتنائی اور وحشیانہ طرزِ عمل پیمان نکاح کے خاتمے اور آباد گھر کی بربادی کا سبب بن سکتا ہے۔ انھی خدشات کے پیشِ نظر شریعت نے ان نازیبا زیادتیوں سے منع کر دیا ہے۔

- سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: ''یارسول اللہ! ہماری

[1] شرح ابن بطال: ۳۲۶/۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » [1]

''جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔''

فوائد:

۱۔ بیوی سے توہین آمیز سلوک روا رکھنا اور اس کی شکل و صورت، جسمانی اعضاء کی ناہمواری اور چال ڈھال میں نقائص نکالنا ممنوع ہے۔ اس سے دلوں میں نفرتیں پیدا ہوتیں اور تعلقات میں تناؤ آتا ہے۔

۲۔ ناراضی اور باہمی لڑائی کی صورت میں عورت کو مار کر گھر سے بھگانا اور میکے کی راہ دکھانا ناجائز عمل ہے۔ اس سے اشتعال بڑھتا اور تعلقات میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے، جو باہمی بغض ونفرت اور گھروں کی بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔ لہٰذا خاوند کو ان ممنوعہ افعال سے گریز کرنا چاہیے۔

غور طلب بات:

یہی بات ہے اگر میاں بیوی حقیقی معنوں میں اپنے مشترک ومنفرد حقوق کی ادائیگی کا عزم کریں اور اپنے ذمہ عائد حقوق وفرائض کی ادائیگی کریں تو باہمی رشتوں میں استحکام آتا، محبتوں میں استقلال اور رویوں میں شائستگی آتی ہے۔ گھر خوش حالی اور سکون واطمینان کا گہوارہ بن جاتا اور باہمی رشتے محبتوں اور سرشاریوں کے لازوال تعلقات میں ڈھل جاتے ہیں۔ باہمی نفرتوں اور عداوتوں کا خاتمہ ہوتا اور رنجشیں اور کدورتیں سر نہیں اٹھا سکتیں، نہ نوبت عارضی و مستقل جدائی تک پہنچتی ہے، نہ دونوں فریق یا کوئی ایک فریق اضطراب و پریشانی سے

[1] حسن: سنن أبي داود: ۲۱٤۲۔ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا حق ہوتا ہے اور نہ تعلقات اس نہج تک جاسکتے ہیں کہ باہمی ہمدردی کا احساس ناپید ہو جائے۔ لہٰذا حقیقی محبتیں حاصل کرنے، دائمی رفاقتیں پانے، وفا کے رشتوں کو برقرار رکھنے اور دائمی الفتوں کو قائم رکھنے کے لیے لازم ہے کہ زن وشو شریعت اسلامیہ کے سچے پیروکار بن جائیں اور اپنے فرائض وواجبات کو صحیح معنوں میں تسلیم کرنے کے بعد ان کی تکمیل کریں۔ باہمی تعلقات کی استواری آپ کی سوچ سے کہیں زیادہ میسر آئی گی اور رحمتوں وبرکتوں کے نزول کے ایسے دائمی سلسلے شروع ہوں گے کہ آپ کے گھر میں پیار ومحبت کے پھول مہکیں گے، دائمی رفاقتوں کی روح پرور خوشبوئیں آپ کے ذہن کو معطر رکھیں گی، غلط فہمیاں سر نہ اٹھا پائیں گی اور نفرتوں، کدورتوں، ذاتی عناد اور بدگمانیوں کو سر اٹھانے اور قلوب واذہان میں پنپنے کا موقع نہیں ملے گا۔ مستقبل کے خدشات جو میاں بیوی کو بے کل ومضطرب رکھتے اور فریق ثانی کے متعلق غلط تصورات پیدا ہونے والے تمام خدشات وخطرات کا قلع قمع ہوجائے گا اور بے پایاں محبتیں، پیار ومحبت کے پروان چڑھتے رشتے، لاڈ وپیار کی مہکتی مجلسیں اور محبتوں میں رچی بسی صبحیں اور شامیں قلوب واذہان میں باہمی محبتوں کے بیج بوتیں اور پیار ومحبت کے لازوال رشتوں کو مزید دوام واستحکام بخشتی ہیں۔

خدارا! فلموں ڈراموں میں فلمائے جانے والے وقتی محبتوں اور سرشاریوں سے سرشار جوڑوں کو آئیڈیل بنانے اور ان کے اطوار اپنانے کے بجائے شریعت اسلامیہ کو رول ماڈل بناؤ اور کتاب وسنت کی تعلیمات کو عملی زندگی میں داخل کرو۔ پیمان نکاح سمیت ہر معاملے میں شادمانی وذہن سکون پاؤ گے اور رشتہ ازدواج سے منسلک وفاؤں کی حدیں اس دنیا سے تجاوز کر کے وفاؤں کا سلسلہ اخروی زندگی تک قائم ودائم رہے گا۔ تعلقات میں استحکام اور مضبوطی تب آئے گی جب زوجین باہمی حقوق وفرائض کی ادائیگی کریں، ان حقوق میں کوتاہی کو گناہ سمجھیں۔ فریق ثانی کو خوش کرنا اور اسے آرام وسکون پہنچانا، اس کی تعظیم وتکریم کرنا اور اپنی حیثیت منوانے کے بجائے اس کی حیثیت تسلیم کرنا اور اپنے ذمہ عائد حقوق کو عبادت کا درجہ دینا اپنے اوپر لاگو کرلیں اور کسی ملامت گر کی ملامت اور معاشرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوریوں کی پروا نہ کریں۔ یہی وہ نسخہ کیمیا ہے، جس سے زوجین بھی خوش رہ سکتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی خوش رکھ سکتے ہیں۔

جب شادی شدہ جوڑے کے معاملات سے اللہ تعالیٰ خوش ہو تو ایسے ہی رشتوں میں برکت ہوتی، ان کی خواہشات کی تکمیل ہوتی، محبتوں میں دوام آتا، تعلقات مستحکم ہوتے، وفاؤں میں ثبات آتا اور تعلقات میں پائیداری پیدا ہوتی ہے۔ معاشرے میں عزت واکرام بڑھتا اور دوسروں کے سامنے ذلت و رسوائی سے محروم رہتے ہیں۔ سو میاں بیوی میں سے ہر فریق پر لازم ہے کہ ضدیں پالنے، فریق مخالف کو چت کرنے، رشتہ داروں اور تعلق داروں پر عدم غلامی ثابت کرنے اور اقربا سے یہ سرٹیفکیٹ لینے کہ بیوی اس کے ادنیٰ اشارے پہ کٹھ پتلی بن جاتی یا اسے دباؤ اور پریشر میں رکھا ہے یا مجال ہے وہ ہونہہ کر جائے، یہ سارے سفلی جذبات کی تسکین اور اعتماد کے رشتوں سے محرومی وظلمتوں کی داستانیں ہیں۔ جو فطرتی طور پر نہ کل باعث سکون تھیں نہ آج رشتوں کو دوام اور اعتماد بخش سکتی ہیں۔ پرسکون گھریلو ماحول اور محبتوں سے سرشار رشتے تب ہی کمال کو پہنچ سکتے ہیں جب شرعی حقوق وفرائض کی پابندی ہوگی اور میاں بیوی ان حقوق کو شریعت مان کر ان کی تعمیل کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استحکام نکاح میں سسرال کا کردار

برصغیر پاک و ہند میں بہو کو نوکرانی اور گھریلو ملازمہ سے زیادہ حیثیت نہیں دی جاتی اور اسے ہر وقت زیرِ عتاب رکھنا، معمولی سی غلطی پر ساس نندوں کا چڑھائی کر دینا اور کسی بھی کوتاہی پر اسے رگیدنا ساس نندوں کا دل پسند مشغلہ ہے۔ بیوی کے خلاف خاوند کے کان بھرنا، اسے ذلیل و رسوا کرانا اور ان میں ہم آہنگی پیدا نہ ہونے دینا ایسے ظالمانہ رویے اور بہیمانہ تشدد کے ایسے ایسے وحشیانہ طور طریقے ہیں جن سے بہو کو اکثر بیشتر پالا پڑتا رہتا ہے اور کائنات کی مظلوم ترین انسان نہ کسی سے خود پر روا مظالم سے بچاؤ کی فریاد کر سکتی ہے، نہ کوئی احتجاج اور نہ ساس نندوں کے دل میں کسی قسم کی نرمی پیدا ہوتی ہے۔ جب تک ساس با اختیار اور نندیں زور آور ہیں بہو نہ اپنی سوچ کی زندگی بسر کر سکتی ہے اور نہ اسے کوئی حیثیت دی جاتی ہے۔ گھریلو کاموں کا سارا بوجھ اس مظلومہ کے کندھوں پر ہوتا ہے، جنھیں انجام دینے کے لیے وہ صبح سے رات تک کولہو کے بیل کی طرح جتی رہتی ہے، پھر المیہ یہ ہے کہ اس نوکرانی کو نہ کسی کام کی کوئی داد ملتی ہے، نہ کسی احسان کا کوئی صلہ ملتا ہے اور نہ خاوند ہی کو ان اوصافِ حمیدہ پر بیوی کی قدر دانی کا قائل کیا جاتا ہے۔ ان سارے محاسن اور دن رات کی محنت کے باوجود اس کی کسی خامی کوتاہی کو ڈھونڈ کر اس پر زبان درازی کرنا اور جارحانہ تنقید کرنا ساس اور نندیں اپنا حق سمجھتی ہیں۔ خاوند کو اس کے خلاف اکسانا، سسر اور دیوروں کو اس کے خلاف محاذ آرائی پر آمادہ رکھنا اور بنتِ حوا سے جانوروں جیسا سلوک کرنا ہم مسلمانوں کا مزاج اور تہذیب کے نام پر گھناؤنا جرم ہے۔ چونکہ ہندوؤں کے ساتھ ہمارے اکابر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگیوں کا کافی عرصہ گزرا ہے، اس عرصے میں ہم ہندوؤں پر اسلامی تہذیب و ثقافت کے اثرات چھوڑنے کے بجائے ان سے بہت سے رسوم و رواج اور زندگی کے طور طریقے سیکھ کر اپنی عملی زندگی میں داخل کر چکے اور ان ظالمانہ طور طریقوں کو نسل در نسل منتقل کرتے آرہے ہیں۔ ہمارا گھریلو نظام اور ساس بہو، نند بھابھی کے رشتوں میں بدگمانیاں اور ناچاقیاں اسی ہندو اور سکھ تہذیب کا شاخسانہ ہیں، جن کی وجہ سے گھر میں حقیقی سکون میسر ہی نہیں آتا، خاوند بیوی میں پیار محبت کی حقیقی چاشنی فروغ ہی نہیں پاتی اور رشتوں میں دائمی اور بے لوث محبتیں پروان نہیں چڑھتیں۔

گھر کے بگاڑ اور رشتوں کے عدم استحکام میں ساس، نندوں اور دیور جیٹھوں کا بہو اور بھابھی کے بارے میں منفی ذہن، دباؤ میں رکھنے کی سفلی سوچ اور اس سے جانوروں جیسا وحشیانہ سلوک روا رکھنے کا تصور، بہت مہلک اسباب ہیں۔ اگر ان رشتوں میں اسلامی طرز عمل شامل ہو، ہر رشتے کو اس کے بنیادی حقوق دیے جائیں، بحیثیت مسلمان بہو سے حسن سلوک سے پیش آیا جائے اور اسے گھریلو ملازمہ کے بجائے بہو اور بھابھی جیسے محترم رشتے کا مقام دیا جائے تو گھریلو ناچاقیوں اور پریشانیوں کا کافی حد تک مداوا ہو جاتا اور حسد و بغض اور باہمی نفرتوں کے سلسلے اختتام پذیر ہو سکتے ہیں۔

بہو کو گھر کا فرد سمجھنا، اسے قدر کی نگاہ سے دیکھنا، اس سے حسن سلوک کرنا، ساس نندوں کا بہو پر ظلم و بربریت کے بجائے اسے اپنائیت دینا اور ساس کا بہو سے بیٹیوں جیسا سلوک کرنا، نندوں کا بھابھی سے بہنوں جیسا رشتہ قائم کرنا یہ مطلوب شریعت اور گھریلو استحکام اور رشتوں کی پائیداری کا سبب ہے۔

ذیل میں سسرالی رشتہ داروں کی کچھ ذمہ داریاں ہیں، جن پر عمل پیرا ہو کر ساس سسر، نندیں، دیور جیٹھ اور خاوند بیوی سکھی زندگی بسر کر سکتے اور باہمی نفرتوں اور ناچاقیوں کے بجائے پیار و محبت کے رشتوں میں دوام آتا، باہمی محبتیں پروان چڑھتیں اور گھریلو خوش حالی نصیب ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ بہو کو تسلیم کرنا اور اکرام انسانیت سے نوازنا:

ساس سسر، دیور نندوں اور خاوند کے دیگر رشتہ داروں کا حق ہے کہ وہ خاوند کی طرح اس کی بیوی کو بھی عزت دیں، اسے اپنائیت دیں، پیار و محبت اور تعظیم و تکریم کا اظہار کریں کیونکہ گھر کے دیگر افراد کی طرح وہ بھی اس گھر کی باقاعدہ فرد اور رکن ہے۔ چنانچہ دیگر افراد کی طرح اس سے بھی حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور اس پر مکمل اعتماد کرنا چاہیے۔ اعتماد سازی اور باہمی الفتوں کے ماحول میں بہو بھی عزت و اکرام سے پیش آتی اور گھریلو ماحول میں ہم آہنگی اور پیار و محبت کا رشتہ بحال رہتا ہے۔

بہو کے گھر کی باقاعدہ فرد اور خاندان کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے اسے قبول کرنا، تحقیر و تذلیل سے بچانا اور بے جا مظالم سے گریز کرنا تو خاندان کا حق ہے ہی اسلام تو عام مسلمان کی تعظیم و تکریم کا داعی اور حسن سلوک کا ضامن ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَاتَنَاجَشُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَدَابَرُوْا، وَلَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَايَظْلِمُهُ وَ لَايَخْذُلُهُ، وَ لَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ » [1]

''باہمی حسد نہ کرو، ارادہ خرید کے بغیر مقابلے میں بولی نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی نہ کرو، تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے

[1] صحیح مسلم: ٢٥٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آپ ﷺ یہ بات کرتے ہوئے) اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے تھے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔''

پھر کسی بھی مسلمان کے سچا اور کھرا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ بہو اور بھابھی بھی بحیثیت مسلمان اس سلوک کی مستحق ہے کہ ساس سسر اور دیور نندیں اپنی زبان کی کاٹ اور ہاتھوں سے اسے اذیت نہ دیں۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ » [1]

''حقیقی مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصل مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو ترک کردے۔''

چنانچہ سسرالی رشتہ داروں کو شرعی تعلیمات سے رہنمائی لینے چاہیے۔ غیر اسلامی معاشرتی رواج اور اثرات قبول کر قریبی رشتہ داروں کی زندگی میں زہر گھول کر گھریلو ماحول میں تلخی پیدا کر کے اپنا نقصان کرنا اور شرعی احکام سے انحراف کر کے اپنی عاقبت برباد کرنا سراسر خسارے کا سودا ہے۔

۲۔ رشتے کی قدر کرنا:

ہمارے ہاں گھریلو تناؤ اور باہمی غیر ہم آہنگی کا بہت بڑا سبب بہو کی ناقدری اور اسے اس کے جائز حق سے محروم کرنا ہے۔ ساس مرتے دم تک اس کی قدر دانی کی معترف نہیں ہوتی۔ بہو میں لاکھ خوبیاں ہوں ساس کو اس کی تعریف برداشت نہیں ہوتی اور وہ نجی وغیہ نجی

---

[1] صحیح بخاری: ۱۰۔ صحیح مسلم: ۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلوں میں بہو سے شکایت کناں رہتی اور اس کی خامیوں کا ڈھونڈورا پیٹتی رہتی ہے۔ ساس بہو کی تذلیل وتحقیر کو پسند کرتی اور نندوں دیوروں کو ہم نوا بنا کر خود کو مظلوم اور بہو کو ظالم ثابت کرنا ساس کی زندگی کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ یہ سارے منفی رویے اور اقدام بہو کو ساس سے دور کر دیتے، نندوں کا حریف بنا دیتے اور مقابلے میں ان مقدس رشتوں کی ناقدری کا سبب بنتے ہیں۔ رشتوں کی تعظیم و تقدیس کی پامالی کا بہت بڑا سبب ساس بہو اور نندوں کی ایک دوسرے کے خلاف منفی سوچ ہے۔

ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل کرنے اور فریق مخالف کو نیچا دکھانے کے بجائے ایک دوسرے کی قدر کریں، ساس بہو سے بیٹیوں جیسے سلوک کرے تو بہو ساس کو ماں کا مقام دے۔ نندیں بھابھی کو دشمن نمبر ایک سمجھنے کے بجائے اس سے بہنوں جیسا رویہ اختیار کریں تو بھابھی نندوں سے بہنوں جیسا سلوک کرے گی۔ رشتوں کی باہمی قدر دانی سے رشتوں میں استحکام آتا، خاندانی نظام میں پائیداری آتی، مفت کی ذہنی تشویش اور بے سبب پریشانیوں سے نجات ملتی، گھروں میں خوش حالی اور فرحت کا دور دورہ ہوتا اور محبتوں و مودتوں سے رچے بسے رشتے گھریلو شادمانی کا باعث بنتے ہیں۔

۳۔ بیٹیوں جیسا سلوک کرنا:

بہو کو اپنائیت دینے اور اسے اپنا ہم نوا بنانے کا بہترین گر یہ ہے کہ ساس اور سسر اسے حقیقی بیٹی کے برابر مقام دیں اور اس سے بیٹی جیسا سلوک کریں تو بہو ساس سسر کی قدر دان بن جاتی، انھیں ہر طرح کا آرام و سکون پہنچانے پر جت جاتی اور ان کی ہر طرح سے خدمت کرتی ہے۔ سو بہو کو رام کرنے اور اس سے اچھا سلوک کرنے سے بہو بیٹے کے رشتہ ازدواج میں پائیداری ممکن ہے۔ ساس سسر کا یہ مثبت رویہ بہو بیٹے کے ہاں ان کی عظمت کا باعث بنتا ہے۔ یوں نہ بیٹا نافرمان ہوتا اور نہ بہو سرکشی اختیار کرتی ہے۔ والدین کے اس طرز عمل سے بہو اور بیٹا ان سے دور بھاگ کر کسی گوشۂ عافیت میں پناہ لینے اور اپنی پرسکون زندگی کے حصول کے لیے والدین سے کنارہ کشی نہیں کرتے۔ بلکہ ان اوصاف کے حامل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین کے ساتھ رہنے اور انھیں اپنائیت دینے کو ترجیح دیتے ہیں۔

۴۔ خدمات پر داد دینا:

ساس سسر اور نندیں بہو کی خدمات کا اعتراف کریں اور اسے کسی اچھے اخلاق و کردار پر پذیرائی بخشیں تو اس سے بے شمار خدمات لے سکتے ہیں۔ اس طرز عمل سے باہمی محبتوں کو فروغ ملتا اور رشتوں میں استحکام آتا ہے۔ سو ساس سسر اور نندیں بہو کی خدمات پر اس کی قدر دانی کریں، اس کا شکریہ ادا کریں اور کھانا بنانے، کپڑے دھونے، گھر کی تزئین و آرائش پر اس کی تعریف کر دیا کریں اور اچھی خدمات پر داد دے دیا کریں۔ بہو کو ان رشتوں سے خدمات کا اعتراف ہی مقصود ہوتا ہے اور خدمات کی داد وصولی پر وہ ان کی اسیر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا معمولی سی وسعت قلبی سے ساس سسر بہو سے بے تحاشا خدمات لے سکتے اور اسے اپنی گرویدہ بنا سکتے ہیں۔ ادھر بہو بھی ساس سسر کی خدمات اور ان سے حسن سلوک پر بہت زیادہ اجر و ثواب کما سکتی اور بے تحاشا دعائیں لے سکتی ہے۔

بہو کی خدمات کا اعتراف اور اسے داد وصول کرنے کے متعلق سیدنا ابراہیم علیہ السلام واقعہ ساس سسر کے لیے ایک روشن مثال ہے کہ اچھی اور نیک بہو کی قدر کرنی چاہیے اور ایسے انمول نگینے معاشرتی رواج کی بھینٹ نہیں چڑھانے چاہییں۔ واقعہ کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے والد کے کہنے پر پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد قبیلہ بنو جرہم کی ایک عورت سے شادی کر لی اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کافی عرصہ مکہ تشریف نہ لائے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ وہ ان کے پاس آئے لیکن سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کیا: ''وہ ہماری خوراک کا انتظام کرنے باہر نکلے ہیں۔'' انھوں نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور گھریلو حالات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: ''اللہ کا شکر ہے، ہم بہت بہتر اور نہایت خوش حال ہیں۔'' پھر انھوں نے پوچھا کہ ''تمھاری خوراک کیا ہے؟'' اس نے بتایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ”ہماری خوراک گوشت ہے۔“ انھوں نے پوچھا کہ ”تمھارا مشروب کیا ہے؟“ اس نے بتایا: ”ہمارا مشروب پانی ہے۔“ اس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: ”اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت فرما۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان (اسماعیل علیہ السلام) کے پاس کوئی اور اناج نہ تھا، اگر ان کے پاس کوئی اور اناج ہوتا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”مکہ کے علاوہ کسی اور شہر میں صرف گوشت اور پانی پر اکتفا کرنے والے کو یہ خوراک راس نہیں آتی (یعنی صرف مکہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرنا طبیعت کے لیے سازگار ہے اور یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا فیضان ہے) پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ”جب تمھارے شوہر آئیں تو انھیں سلام کہنا اور انھیں حکم دینا کہ وہ اپنی گھر کی دہلیز قائم رکھیں۔“ چنانچہ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو اپنی بیوی سے پوچھا: ”کیا تمھارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟“ اس نے عرض کیا: ”جی ہاں! ہمارے پاس ایک انتہائی پاک سیرت وخوش صورت بزرگ تشریف لائے تھے۔“ اس نے ان کے بارے میں نہایت شاندار توصیفی کلمات کہے، انھوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ وہ روزگار کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔“ پھر انھوں نے مجھے ہماری گزر اوقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے انھیں بتایا کہ ہم بہت آسودہ حال ہیں۔“ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: ”کیا انھوں نے تجھے کوئی نصیحت کی تھی؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں! وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور وہ تمھیں حکم دے گئے ہیں کہ اپنی دہلیز کو قائم رکھو۔“ یہ سن کر انھوں نے کہا: ”وہ میرے ابو جان تھے، تم گھر کی دہلیز ہو اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھے اپنی زوجیت میں رکھوں۔“ [1]

فوائد:

۱۔ صابرہ وشاکرہ عورت کی قدر کرنی چاہیے اور صبر وشکر کی پیکر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدردان بیوی خاوند کی دلی راحت اور عزت افزائی کا باعث ہے۔ ایسی عورت خاوند کی

[1] صحیح بخاری: ۳۳۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشانی اور ذہنی اذیت کا سامان نہیں کرتی اور جیسا اور جتنا میسر ہو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی اور خاوند کی قدر کرتی ہے۔ جس سے خاوند بہت سی گھریلو پریشانیوں سے بچتا اور گھر کا ماحول آلودہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی زندگی کے راز کو پا لینے میں عورت کی تکریم، گھریلو خوش حالی اور خوشیوں بھری زندگی گزارنے کا راز پنہاں ہے۔

۴۔ اچھی اور نیک سیرت عورت کی خود بھی قدر کرنی چاہیے، اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور بیٹے کو بھی ایسی بیوی سے رشتہ مستحکم کرنے اور زوجیت میں بحال رکھنے کا پابند کرنا چاہیے۔

۵۔ کوتاہیوں پر درگزر کرنا:

ساس سسر اور نندیں دیور بہو سے شفقت کا مظاہرہ کریں۔ بالخصوص ساس سسر کو بہو سے انتہائی شفقت و ہمدردی سے پیش آنا چاہیے اور اگر کبھی بہو سے کوئی کام خراب ہو، کوئی کوتاہی ہو جائے، کوئی نقصان ہو جائے یا کسی کام میں تاخیر ہو تو اسے لعن طعن کرنے، موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے لتاڑنے اور غلطی کوتاہی پر خاوند کو بیوی کے خلاف اشتعال دلانے کے بجائے اسے غلطی سے آگاہ کریں، کوتاہی پر اسے اچھے انداز میں سمجھائیں اور عفو و درگزر سے کام لیں۔ ساس سسر کا بہو سے یہ رویہ اسے ان کے قریب کر دیتا اور اس کے دل میں ان کی محبت گھر کر جاتی ہے۔ وہ اس احسان اور حسن سلوک پر ہمیشہ ان سے بہتر سلوک کرے گی، ان کی بے لوث خدمت کرنے میں فخر محسوس کرے گی اور ان کے بارے میں ہمیشہ خیر خواہی اور حسن سلوک کے جذبے سے سرشار رہے گی۔

چنانچہ ساس سسر جس طرح بیٹیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں، ان کی کوتاہیوں اور خامیوں کو کھلے دل سے برداشت کرتے اور ان سے ہونے والے نقصان سے صرف نظر کرتے ہوئے انھیں ملامت نہیں کرتے، بہو کے ساتھ بھی یہ رویہ اختیار کریں تو ساس بہو میں کھنچاؤ اور تناؤ پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور باہمی جھگڑوں اور گھریلو ناچاقیوں کے سلسلے ہی شروع نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے بلکہ اس طرز عمل سے باہمی محبتیں بڑھتیں اور تعلقات میں استحکام آتا ہے۔ سو گھریلو جھگڑوں سے بچنے اور رشتوں میں پائیداری کی خاطر ساس سسر اور نندوں کو بہو کے بارے میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اس کی غلطیوں کوتاہیوں کو ہدف تنقید بنا کر اسے ذلیل کرنے کے مواقع تلاش نہیں کرنے چاہییں۔ عفو و درگزر سے معاملات چلا کر گھریلو ماحول کو خوش گوار بنایا جاسکتا اور حالات کو درست سمت پر چلایا جاسکتا ہے۔

پھر غلطیوں کوتاہیوں سے درگزر کرنا اہل ایمان کے اوصاف بیان ہوئے ہیں، لہٰذا ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہو کر آپ اجر وثواب بھی حاصل کر سکتے، خود پرسکون رہ سکتے اور گھر کے دیگر افراد کو سکون دے سکتے ہیں۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیزگار لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران : ۱۳۴]

''جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

- دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ [الشوریٰ : ۳۷]

''اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں۔''

ساس سسر یہ اوصاف اپنا کر گھریلو ماحول کو خوش گوار بھی رکھ سکتے ہیں اور اخروی زندگی میں بلند درجات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۔ بیٹی بہو میں توازن و مساوات:

بحیثیت ساس اور سسر بہو اور بیٹیوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں، ان کے ساتھ پیار و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت، حسن سلوک، گھریلو کاموں کی تقسیم میں مساوات برتیں اور بہو کے برعکس بیٹیوں کی بے جا طرف داری نہ کریں۔ بیٹیوں کی بے جا طرف داری، ان سے والہانہ محبت اور بے تحاشا پیار بہو کو احساس کمتری اور حسد و بغض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس کے نتائج انتہائی خطرناک اور بھیانک ہوتے ہیں۔ لہٰذا ساس صاحبہ گھریلو کاموں کی ترتیب اس انداز سے مرتب کرے کہ اس میں بہو بیٹی سمیت تمام گھر کے افراد کے کاموں میں توازن اور یکسانیت ہو، صورت حال ایسی نہ ہو کہ بہو کو نوکروں کی طرح دن رات کاموں میں مصروف رکھا جائے اور بیٹیاں شہزادیوں کی طرح آرڈر دیں، فرمائشیں کریں اور بہو کو ان کی خادمہ بنا دیا جائے۔ ہمارے معاشرے میں بہوؤں کے ساتھ یہ انتہائی ناروا سلوک برتا جاتا ہے جس سے ساس بہو اور بھابھی نندوں میں نفرتیں بڑھتیں اور تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں۔ عورتیں تو ویسے ہی مردوں کے مقابلے میں تھڑ دلی اور کم وسعت والی ہوتی ہیں، یک طرفہ محبت کی وجہ سے تو سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حسد و بغض کا شکار ہو گئے تھے اور والد کی بے التفاتی اور کم توجہی کی وجہ سے سیدنا یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے جیسے انتہائی جرم کے مرتکب ہو گئے تھے۔ محبت اور حسن سلوک میں عدم توازن کی وجہ سے نبی کے بچے بگڑ کر والد کی عزت و تکریم اور بھائی کے حقوق فراموش کر بیٹھے تو بہوئیں تو عام معاشرے کی عام فرد اور عام والدین کی اولاد ہوتی ہیں وہ ساس سسر کی عدم مساوات اور بیٹیوں کی طرف داری کو کیسے ہضم کر سکتیں اور ایسے ناروا مظالم کی صورت میں ساس سسر اور نندوں کو حقیقی اپنائیت کیسے دے سکتی ہیں؟ لہٰذا معاملے کی انتہا دیکھنا اور گھریلو فسادات کو ہوا دینے سے بہتر ہے کہ ساس سسر بہو سے عدل و انصاف کریں اور بہو کے رشتے کو اپنی نفسانی اور سفلی خواہشات کی تسکین کے لیے پامال نہ کریں۔ کام بانٹ کر دیں کہ بہو خود کو غیر اور اوپرا خیال نہ کرے۔ اسے ساس سسر کی منصفانہ تقسیم دکھائی دے گی اور اپنائیت ملے گی تو وہ ضرور ساس سسر کی دل سے قدر کرے گی، انھیں اکرام و احترام سے نوازے گی اور حد سے زیادہ خدمت کر کے دلی فرحت محسوس کرے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بہو بیٹیوں میں عدم توازن اور امتیازی سلوک بہو کی نظروں سے ساس سسر کی قدر و منزلت گرا دیتا اور امتیازی سلوک سے دل برداشتہ بہو بدتمیز اور نافرمان ہو جاتی ہے۔ سو ایسے بھیانک نتائج سے بچنے اور بہو کو بگاڑنے سے بچنے کے لیے ساس سسر اور نندیں اسے اپنائیت دیں، اس سے منصفانہ سلوک کریں اور گھریلو کاموں میں متوازی نظام ترتیب دینے سے باہمی محبتیں بڑھتیں تعلقات میں استحکام آتا اور رشتوں میں خود اعتمادی کو فروغ ملتا ہے۔ بہو بیٹیوں سے یکساں سلوک اور کاموں کی منصفانہ و عادلانہ تقسیم جہاں گھر کے سکون کا باعث اور تعلقات کی پائیداری اور دنیاوی فرحت کا باعث ہے وہاں ایسے نظام مرتب کرنے والے ساس سسر اور گھر کے سرپرست روز قیامت بھی کامیاب و کامران ٹھہریں گے اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ، الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا » ①

''بلاشبہ انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک رحمٰن عزوجل کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، وہ جو اپنے فیصلے میں، اپنے گھر والوں میں اور اپنی رعایا میں عدل کرتے ہیں۔''

چنانچہ ساس سسر کو بہو بیٹیوں میں عدل وانصاف اور مساوی سلوک کرنا چاہیے اور یہ مقام و مرتبہ وہی سرپرست حاصل کر سکتے ہیں جو بہو بیٹیوں کے حقوق و فرائض میں منصفانہ اور مساوی سلوک کریں۔

① صحیح مسلم: ۱۸۲۷۔ سنن نسائی: ۵۳۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتوں کے استحکام میں میکے والوں کا کردار

خاوند بیوی کے تعلقات کے استحکام اور پائیداری میں بیوی کے میکے والوں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ میکے والوں کو شادی کے دوام اور پختگی کے بارے میں اپنے کردار و فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ رہتے ہوئے بچی کی تربیت اور شادی کے بعد کے مراحل میں جاندار کردار ادا کر کے اس رشتہ نکاح کے استحکام اور نکاح سے قائم ہونے والے رشتوں کی قدر کرنی چاہیے تاکہ رشتوں میں الفت و محبت بڑھے اور باہمی اعتماد سازی کو فروغ ملے۔

ذیل میں میکے والوں کی کچھ ذمہ داریوں کا بیان ہے، جن پر عمل کر کے ان کی قدر بھی بڑھے گی، ان کی بیٹی خوش حال و باعزت زندگی گزارے گی اور والدین بھی اولاد کی طرف سے سکھی زندگی گزاریں گے۔

ا۔ بچیوں کی اسلامی تربیت کرنا:

شادی کے استحکام میں بچی کی اسلامی تربیت اور شرعی احکام، اخلاق و آداب سے واقفیت اور عملی مشق کا بہت اہم کردار ہے۔ لہٰذا والدین کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو دینی تعلیم، شرعی اخلاق و آداب اور اسلامی حقوق و فرائض سے روشناس کرائیں۔ ان پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور بچیوں کی بھی پابند بنائیں۔ اس عملی تربیت سے بہت سے مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے۔ شادی کے بعد چونکہ اس کی ہر کوشش خاوند کو راضی کرنے اور اسے راحت پہنچانے پر مرکوز ہوتی ہے اور وہ اعلیٰ اخلاق اور بہترین حسن سلوک سے خاوند اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رشتہ داروں سے مصالحت کے لیے کوشاں رہتی اور رشتوں کے تقدس و تعظیم کے پیش نظر باہمی ہمدردی کا جذبہ رکھتی ہے، اس سے باہمی چپقلش اور بغض و عناد کا ماحول ہی نہیں بنتا، یوں گھریلو خوش حالی میسر آتی اور ایسے کردار کی حامل عورت خاوند اور سسرال والوں کی بھی عزیز اور محترم ہوتی ہے، وہ بھی دل و جان سے اس کی قدر کرتے اور ہر حال میں اسے بسانے کو ترجیح دیتے ہیں۔عورت کا مثبت کردار اور خاوند اور سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک اور شاندار طرز زندگی میکے والوں کی تعظیم و تکریم کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ عورت کی دینی تربیت کے اثرات دونوں خاندانوں کی عزت اور راحت کا سبب بنتے ہیں جس سے رشتہ ازدواج میں گزرتے وقت کے ساتھ مزید پختگی آتی اور باہمی اعتماد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یوں رشتے مستحکم ہوتے اور گھریلو شادمانیوں اور خوشیوں میں بے تحاشا اضافہ ہوتا ہے۔ سو ایسے کردار اپنانا اور دینی تربیت کا خاص اہتمام دونوں خاندانوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہے۔

۲۔ خاوند کی عزت و احترام کی اہمیت اجاگر کرنا:

میکے والوں کو خود بھی داماد کی عزت و احترام کرنا چاہیے اور اپنی بیٹی کو بھی خاوند کی خدمت، اطاعت اور اچھے سلوک کی تاکید کرنی چاہیے اور اسے خاوند کی اطاعت و فرماں برداری کا پابند بنانا چاہیے۔ یوں خاوند اپنے سسرال کے مثبت رویے اور بیوی کے حسن سلوک سے لازمی بیوی سے اچھا سلوک کرے گا اور اسے عزت و احترام سے نوازے گا۔ نیز بیوی کے حسن کردار سے وہ سسرال والوں کا بھی قدر دان ہوگا اور ان سے بھی ادب و احترام کا رویہ اختیار کرے گا۔

لیکن ہمارا معاشرتی المیہ یہ ہے کہ لڑکی کے میکے والے اسے خاوند کی عدم اطاعت اور اس کے دباؤ میں نہ آنے پر ابھارتے ہیں اور ان کی اپنی بھی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کا داماد ساس سسر کے دباؤ میں رہے اور بہنوئی سالوں سالیوں کا قصیدہ خواں اور ان کے احسانات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مرہون رہ کر دباؤ میں رہے۔ بچی کو بے تحاشا جہیز دینے اور دیگر سہولیات فراہم کرنے کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ اس کے شوہر کو مال اور سہولیات کے دباؤ میں رکھا جائے۔ یہ سوچ ہی رشتوں کا تقدس پامال کرتی اور دو خاندانوں کے تعلقات میں توازن اور مساوات قائم نہیں ہونے دیتی۔ اس سوچ اور فکر کو ختم کر کے رشتوں کے حقیقی اور جائز مقام سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے اور ہر رشتے کو اس کے اصل مقام و مرتبہ سے نوازنا چاہیے۔ رشتوں کے مقام و مرتبہ میں توازن اور مساوی طرز عمل رشتوں کی تعظیم و تکریم اور تقدس و احترام میں اضافے کا سبب بنتا ہے اور یوں رشتوں میں حقیقی پائیداری پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ لڑکی کے میکے والوں کو خود بھی اپنے داماد سے اچھا سلوک کرنا چاہیے، اسے اپنائیت اور احترام دینا چاہیے اور لڑکی کو بھی خاوند کی عزت و قدر دانی پر ابھارنا چاہیے۔ پھر جہاں لڑکی اپنے اختیارات سے تجاوز کرے اور بلاوجہ خاوند کی پریشانی کے اسباب پیدا کرے وہاں میکے والوں کو لڑکی کی اصلاح کرنی چاہیے اور بچی سے خاص تعلق کی وجہ سے اشتعال میں آنے اور اسے خاوند کی نافرمانی پر اڑے رہنے، اپنی ضد پر قائم رہنے اور یہ تاثر دینے کہ ابھی ہم زندہ ہیں گھبرانا نہیں تیرے شوہر کو عبرت ناک سبق سکھا دیں گے، یہ خود ذلیل ہو کر معافی مانگے تب صلح کی نوبت آئے گی۔ یہ سارے عوامل اور طرز عمل شیطانی سوچ کے مظہر اور سفلی جذبات کی تسکین کا تسلسل ہیں۔ ان منفی رویوں کے بجائے انصاف اور اصلاح کا پہلو یہ ہے کہ جہاں بیٹی کی زیادتی اور ہٹ دھرمی ہو وہاں داماد اور بہنوئی سے بدتمیزی اور برا رویہ اختیار کرنے کے بجائے بیٹی کی اصلاح کرنی چاہیے اور اسے ضد، ہٹ دھرمی اور خاوند سے نافرمانی کا رویہ ترک کرنے پر زور دینا چاہیے اور اسے اس کی زیادتی اور کوتاہی پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور بیٹی کے ناروا سلوک پر داماد اور بہنوئی سے معذرت کرنا اور اس کی حمایت کرنا شادی شدہ جوڑے کے رشتہ بحالی اور تعلقات کی بہتری کے لحاظ سے از حد مفید ہے۔ شرعی تعلیمات سے بھی یہی سبق ملتا ہے۔ چنانچہ میکے والوں کو اپنی بچی کے ناروا سلوک اور خاوند سے ذلت آمیز رویے پر بچی کی طرف داری نہیں کرنی چاہیے اور داماد کے خلاف خم ٹھونک کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان میں نہیں اترنا چاہیے بلکہ بچی کے غلط رویے اور زیادتی پر داماد کی حمایت اور بچی کو غلط روش ترک کرنے پر مجبور کرنا چاہیے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلبی کے خواہاں تھے، انھوں نے لوگوں کو آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے پایا، کسی کو اجازت نہیں مل رہی تھی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت ملی اور وہ اندر چلے گئے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے انھوں نے اجازت طلب کی تو انھیں بھی اجازت مل گئی۔ وہ بھی اندر داخل ہوئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو خاموش اور پریشان بیٹھے پایا جب کہ آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے گرد جمع تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اس دوران میں نے سوچا) میں ضرور ایسی بات کہوں گا کہ میں نبی ﷺ کو ہنسا دوں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اگر آپ دیکھیں کہ بنت خارجہ (عمر کی بیوی) مجھ سے خرچ کا مطالبہ کرے تو میں اٹھ کر اس کی گردن پر تھپڑ دے ماروں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے اور فرمایا: ''یہ عورتیں جو میرے گرد تم دیکھ رہے ہو، مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔'' (یہ سن کر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اٹھے اور اس کی گردن پر تھپڑ مارنے لگے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف اٹھے اور اس کی گردن پر تھپڑ مارنے لگے۔ یہ دونوں کہنے لگے: ''تم رسول اللہ ﷺ سے وہ مانگ رہی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔'' انھوں (ازواج مطہرات) نے کہا: ''اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ سے کبھی بھی اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے۔''[1]
- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم قریشی لوگ بیویوں پر غالب تھے، پھر جب ہم انصار کے پاس آئے تو یہ لوگ ان کی بیویاں ان پر غالب تھیں۔ سو ہماری بیویاں انصار کی عورتوں کی روش اختیار کرنے لگیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھ سے تکرار کی۔ میں نے اس کا جواب دینا ناپسند کیا تو

[1] صحیح مسلم: ۱۴۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: ''میری تکرار سے آپ نالاں کیوں ہیں؟ اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں بھی آپ ﷺ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کئی ایک تو آپ ﷺ سے سارا دن ناراض رہتی ہیں حتیٰ کہ رات تک ناراض رہتی ہیں۔ اس بات نے مجھے پریشان کر دیا اور میں نے اسے کہا: ''جس عورت نے یہ کام کیا وہ یقیناً نامراد ٹھہری۔''

پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے، گھر سے روانہ ہوا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا: ''حفصہ! کیا تم نبی ﷺ سے سارا دن ناراض رہتی ہو حتیٰ کہ رات گزر جاتی ہے؟'' انھوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: ''یقیناً تو نامراد و ناکام ٹھہری، کیا تو اس بات سے بے خوف ہے کہ رسول کی ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے تو تو ہلاک ہو جائے گی؟ تو نبی ﷺ سے زیادہ مطالبہ نہ کیا کر، نہ آپ ﷺ سے تکرار کر، نہ آپ ﷺ سے ترک تعلق کر، جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مطالبہ کیا کر اور تجھے یہ چیز دھوکے میں نہ رکھے کہ تیری سوکن (عائشہ) تجھ سے زیادہ خوب صورت اور نبی ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔''[1]

فوائد:

۱۔ والدین کو بچی کی غلطی پر اس کا حمایتی بننے اور اسے اپنی غلطی پر ضد کرنے اور اس پر جمے رہنے کی بلہ شیری دینا ازدواجی رشتوں میں خرابیاں پیدا کرتا اور داماد کو سسرالی رشتوں سے متنفر کرتا ہے۔ بلکہ بچی کی غلطی، زیادتی پر اس کی اصلاح کرنی چاہیے اور اسے اپنے شوہر کی بات ماننے، اسے تنگ نہ کرنے اور اس کے مطالبات اپنے ذمے لینے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے گھریلو حالات کشیدہ نہ ہوں اور خاوند بیوی میں جھگڑے اور ناراضی طول نہ پکڑے۔

۲۔ والدین کو بچی اور داماد کی کشیدگی کا علم ہو تو فوراً اس کشیدگی کا ازالہ کرنا چاہیے اور بچی کو حتی الوسع مطالبات ترک کرنے اور خاوند کو زچ کرنے والا رویہ ترک کرنے پر مجبور

---

❶ صحیح بخاری: ۵۱۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں سستی، بے پروائی اور ہچکچاہٹ معاملے کو پیچیدہ بنا سکتی اور کشیدگی میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے۔ لہٰذا بچی کو گھر بلا کر یا اس کے گھر جا کر اصلاح کی فی الفور کوششیں شروع کر دینی چاہییں اور اس میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ والدین کا یہ کردار بچی کے گھر کے استحکام، اس کے سسرالی رشتہ داروں میں میکے والوں کی عزت اور داماد کے ہاں اعتماد میں اضافے کا سبب بنے گا اور تعلقات میں مزید بہتری اور نکھار پیدا ہوگا۔ جو تمام رشتہ داروں میں باہمی اعتماد اور سکون کا باعث ہے۔

۴۔ ساس سسر اور دیور نندوں سے حسن سلوک کا کہنا:

والدین اور اس کے اقرباء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچی کو شادی سے پہلے اور شادی کے بعد ساس سسر اور دیور نندوں سے حسن سلوک کی تاکید کریں اور اسے نصیحت کریں کہ وہ ساس سسر سے والدین جیسا اور دیور نندوں سے بہن بھائیوں جیسا رویہ اختیار کرے۔ والدین کی بچی کو یہ نصیحتیں اس کے لیے سسرال میں خوش حالی اور ازدواجی استحکام کا باعث بنتی ہیں۔ والدین کی تربیت کے اثرات اسے ساس اور نندوں سے محاذ آرائی سے محفوظ رکھیں گے، معمولی کوتاہیوں اور کسی طرف سے تعلقات میں اتار چڑھاؤ پر معاملات قابو میں رہیں گی اور ساس سسر یا دیور نندوں کا کبھی کبھار نامناسب رویہ اسے کشیدگی پر آمادہ نہیں کرے گا۔ لیکن ہوتا یوں ہے کہ شادی سے پہلے ہی اسے ساس سسر اور دیور نندوں کے رشتے دشمن نمبر ایک کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں اور اسے یہ تصور دیا جاتا ہے کہ سسرالی رشتے کبھی خیر خواہ اور باوفا نہیں ہوتے۔ اس لیے موقع پانے پر ان سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر لینا یا شادی کے آغاز ہی میں خاوند کو اسیر بنا کر اپنی پوزیشن مستحکم کر لینا اور ساس اور نندوں کا زور ختم کر کے ہی تمھیں گھر میں قرار نصیب ہو سکتا ہے۔ نیز طاقت ور ساس اور نندیں بہو کی زندگی میں زہر گھولتی رہتی ہیں، اس لیے ہر ممکن طریقے سے انھیں زیر کرنے کی کوشش کرنا تب ہی پر سکون زندگی میسر آ سکتی ہے۔ یہ بری تربیت کے اثرات بد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچی کو سسرالی رشتوں کے قریب نہیں ہونے دیتے اور ان میں ہم آہنگی اور قربت پیدا ہی نہیں ہونے دیتے۔ وہ ساس اور نندوں کی ہر بات اور رویے کو منفی انداز سے سوچتی اور ہر بات کے پیچھے کسی منصوبے کے سراغ کی کوشش میں رہتی ہے۔ یہ نامناسب رویے ہیں والدین کو جنھیں ترک کرنا چاہیے۔ وہ مطالبے، فرمائشیں اور حسن سلوک کی تعمیل جو اپنی بہو سے چاہتے ہیں یہ سارے اوصاف انھیں اپنی بیٹی میں پیدا کرنے چاہییں تاکہ جن کی یہ بہو بنے انھیں وہ مشکلات کا سامنا نہ کرنے پڑے جن مشکلات اور بہو کی شکایات سے یہ دو چار ہیں۔

۴۔ جھگڑے کی صورت میں صلح کرانا:

بیٹی اور داماد میں ناراضی، تعلقات میں کشیدگی اور باہمی ناچاقی کی صورت میں میکے والوں کو مثبت کردار ادا کرنا چاہیے، انھیں اپنے گھر میں بلا کر صلح کی کوشش کرنی چاہیے یا خود بیٹی کے گھر جا کر انھیں منانے کی کوشش کی جائے۔ میکے والوں کا یہ مثبت کردار تعلقات کے استحکام اور زن وشو کے درمیان باہمی ہم آہنگی کا باعث بنتا ہے۔ میکے والوں کا بیٹی اور داماد کے معاملات میں مثبت دخل اندازی سے ایک تو بیٹی کافی حد تک خاوند سے ہر ممکن سمجھوتے کی کوشش کرتی ہے اور اس کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اس کے کسی منفی رویے اور بدسلوکی کی شکایت والدین تک نہ پہنچے، کیونکہ والدین اس کی سرزنش کریں گے اور اسے اس برے رویے پر ملامت کریں گے۔ والدین کی سرزنش کا ڈر ہی اسے خاوند کے خلاف باقاعدہ محاذ آرائی سے روک دیتا اور بڑے مفاسد سے بچا لیتا۔ دوسری طرف جب داماد یہ سمجھتا ہے کہ بیوی کی زیادتیوں کی صورت میں سسرال والے اس کے ہم نوا ہیں اور اس کی حمایت کریں گے تو وہ بیوی اور سسرال والوں سے نفرت کے بجائے ان سے خوش گوار تعلقات قائم کرتا ہے اور یوں یہ گھرانہ خوش حال اور پرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی یہی ہے تو میکے والوں کو بھی یہ طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر پر نہ پایا تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تیرا چچا زاد کہاں ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ''میرے اور ان کے درمیان کچھ ناچاقی ہو گئی، وہ مجھ سے ناراض ہو کر گھر سے نکل گئے ہیں اور انھوں نے میرے ہاں قیلولہ نہیں کیا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ ''دیکھیے وہ کہاں ہیں؟'' وہ شخص آیا اور عرض کی: ''یارسول اللہ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے پاس) آئے جب کہ وہ لیٹے ہوئے تھے، ان کی ایک جانب سے چادر گری ہوئی تھی اور ان کے جسم کو مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مٹی ہٹانے لگے اور فرمانے لگے: ''ابوتراب (مٹی والے) اٹھیے، ابوتراب (مٹی والے) اٹھیے۔''[1]

فوائد:

۱۔ والدین کو بچی کے خاوند سے ناراضی کی اطلاع پر ان میں صلح کی کوشش کرنی چاہیے، داماد کو مطمئن کر کے بیوی سے ناراضی ختم کرانی چاہیے اور ناچاقی ختم کرنے کے لیے داماد کا ترلا منت بھی کرنا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ باہمی تنازعات کی صورت میں میکے والوں کا بچی ہی کی حمایت کرنا خواہ جھگڑے میں کردار اسی کا ہے، نامناسب رویہ ہے۔ اس سے جہاں بچی کو اپنے منفی کردار پر اڑے رہنے کی حوصلہ افزائی ملتی اور اس کی بد دماغی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے جہاں ساس سسر اور خاوند کی نافرمانی پر اس کی ضد قائم رہتی ہے، وہاں میکے والوں کے منفی رویے اور بچی کی زیادتیوں پر اس کی طرف داری داماد اور اس کے رشتہ داروں کو لڑکی کے میکے والوں سے متنفر کر دیتی اور مستقبل میں ان رشتوں سے ہم آہنگی اور اعتماد سازی کو ہمیشہ نقصان پہنچتا اور باہمی نفرتیں ان کو دوبارہ شیر وشکر نہیں ہونے دیتیں۔ چنانچہ میکے والوں کو اپنے رویے تبدیل کرنے چاہییں۔ اگر وہ بچی کا داماد اور ان کے

---

[1] صحیح بخاری: ٤٤١۔ صحیح مسلم: ٢٤٠٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر والوں سے کوئی تنازعہ دیکھیں یا سنیں تو انھیں داماد، بہنوئی کو اعتماد میں لینے اور نچی کو ناچاقی ترک کرنے پر قائل کرنا چاہیے۔ اس مثبت کردار سے میکے والوں کی عزت میں اضافہ کے ساتھ داماد اور بیٹی میں جاری چپقلشیں بھی ناپید ہو جائیں گی جو تمام رشتوں کی دلی راحت اور سکون کا باعث ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے بگاڑ میں خاوند کی کوتاہیاں

گزشتہ صفحات میں بیان کردہ خاوند پر عائد ذمہ داریوں کی ادائیگی اور حقوق کی تعمیل ہی گھر کی آبادکاری اور زوجین کے مضبوط تعلقات کی اساس ہے۔ بیان کردہ حقوق کی ادائیگی ہی سے گھر حسین گلشن کا روپ دھارتے اور چاہتوں اور محبتوں کے خوبصورت رشتوں میں گندھتے ہیں۔ لیکن ذیل میں خاوند کی بے اعتدالیوں، ان کوتاہیوں اور فاش غلطیوں کا بیان ضروری ہے، جو عورت کو متنفر کرنے، خاوند سے بیزاری، غلط تعلقات کے تصورات پیدا کرنے اور گھر کو وحشت گاہ بنانے کا باعث ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ خاوند اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی کے ساتھ آئندہ کوتاہیوں اور خطاؤں کا ازالہ کر لے تو حتی الامکان عورت کو باغی و سرکش اور انتہائی نفرت کے مقام پر پہنچانے سے بچا جا سکتا ہے، خاوند بیوی سے ہر وہ مطالبہ منوا سکتا ہے جو اس کے تصورات میں ہو اور شریف النفس اور خاوند کی محبت کی طلب گار بیوی خاوند کی توقعات پر ضرور پورا اترے گی۔

ا۔ بیوی کو حقیر جاننا:

ہمارے اکثر معاشرتی، خاندانی اور گھریلو رسوم و رواج ہندوانہ مذہب کے مرہون ہیں اور المیہ یہ ہے کہ الگ اسلامی ملک کے قیام کے، مذہبی تحریکوں کی محنتوں اور کوششوں کے باوجود ہم ہندوانہ رسوم و رواج سے جان نہیں چھڑا سکے اور اسلامی ملک اور اس کے باسیوں میں یہ رسوم ورواج پوری آب و تاب سے قائم و دائم اور جاری ساری ہیں۔ ان رسموں رواجوں میں سے ایک معاشرتی رسم اور رواج خاوند کا بیوی کی تذلیل کرنا، اپنے والدین، بہن بھائیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خاندان کے لوگوں کے سامنے اس کی عزت پامال کرنا، اس کے عیوب و نقائص کی تشہیر کرنا اور اقربا سے داد وصول کرنا، بیوی کے خاندان کے لوگوں کے بارے میں برے کلمات کہنا اور انھیں کم تر خیال کرنا، بھائیوں اور بہنوں کو بیوی کی بے عزتی اور بے توقیری کرنے کی شہہ دینا اور اپنی بے عزتی اور تذلیل پر بیوی زبان کھولے تو اسے کمینے خاندان کی اور غیر مہذب و بدتمیز قرار دینا اور تمام گھر والوں کا اس کے خلاف باقاعدہ محاذ بنانا۔ شریعت کی نظر میں یہ سارے ظالمانہ طریقے ناجائز و حرام ہیں۔

خاوند اور بیوی تو یک جان و دو قالب ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کی عزت و ناموس کے محافظ ہیں ہی اسلام تو کسی عام مسلمان کی تذلیل و توہین برداشت نہیں کرتا۔ خاوند اور اس کے رشتہ داروں کو اتنے مقدس رشتے کی پامالی اور بے توقیری کی کہاں اجازت دیتا ہے۔ نیز اس بے توقیری اور توہین وتذلیل پر عورت خاوند اور اس کے گھر والوں سے کتنی محبت کر سکتی اور ان کی کیسے ہمدرد بن سکتی ہے؟ اس کا نتیجہ آپ بیوی کے خود کفیل بننے پر دیکھ لیتے ہیں کہ وہ اختیارات کی مالکہ اور گھر میں تھوڑی سی مضبوط ہونے پر ساس اور نندوں کا جینا حرام کر دیتی، ماضی کے مظالم کا چن چن کا بدلہ لیتی ہے اور ماضی کا منہ زور خاوند بھی بیوی کے سامنے بھیگی بلی بنتا اور اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے بیوی کے ناروا سلوک پر خاموش تماشائی بنا رہتا ہے۔ یہ مکافات عمل ہی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ماضی کی بااختیار ساس مستقبل میں بے اختیاری اور بہو کے جبر و ظلم کا شکوہ کرتی پھرتی ہے اور منہ زور اور گھر کی سیاہ و سفید کی مالک نندیں بھابھی کے اختیارات کے دور میں والدین اور بھائیوں کے گھر جانے کو ترستیں اور بھابھی کے مظالم پر احتجاج کناں نظر آتی ہیں۔

خاوند الگ سے اپنی مجبوریوں کا رونا روتا اور بے بسی کی تصویر بنا پھرتا ہے۔ ان ساری معاشرتی اور گھریلو ناہمواریوں کا سبب شرعی تعلیمات سے انحراف اور بیوی اور بہو کو جائز عزت و احترام اور جائز مقام سے محروم کرنا ہے۔ یہی اخلاقی بگاڑ بعض اوقات خاندانوں کے بگاڑ اور شادی شدہ جوڑے کے تعلقات میں دوری اور خلع و طلاق کا باعث بنتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا دنیوی واخروی عافیت اسی میں ہے کہ بیوی کو مظالم کا تختہ مشق نہ بنایا جائے، بلکہ وہ خاوند کی زندگی کی ہم سفر اور اس کا جیون ساتھی ہونے کے ناتے عزت و وقار کی مستحق ہے، وہ خود بھی اس کی عزت افزائی کرے اور اعزاء واقارب سے بھی اس کی عزت کروائے۔ اس عمل سے وہ دنیا میں کامیاب و کامران شوہر ثابت ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی و کامرانی اس کا مقدر ٹھہرے گی۔ ورنہ بیوی کو مظالم کا تختہ مشق بنانے، اس سے جانوروں جیسا وحشیانہ سلوک کرنے اور اسے زباں بندی کی تاحیات سزا دینا ناروا جرائم ہیں، جو خاوند، ساس اور نندوں دیوروں کے لیے ہلاکت خیز ہیں اور دنیوی واخروی نقصانات اور تباہی کے پیش خیمہ ہیں، کیونکہ بیوی اور بہو بھابھی کی تحقیر و تذلیل کا باعث خاندانی گھمنڈ، خود پسندی اور نخوت وتکبر ہے، جو شریعت کی نظر میں ناجائز و حرام ہیں۔ اس لیے خاوند سمیت اس کے رشتہ داروں کی عظمت و رفعت اس حوا کی بیٹی کی تذلیل و تحقیر اور اسے بے جا ظلم کی چکی میں پیسنے میں نہیں، بلکہ عافیت وعظمت اس مظلومہ کی عزت و توقیر اور اسے انسانی و اسلامی حق دینے میں ہے۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان بیوی اور بہو کی عزت و ناموس کو پامال کرنا، اس کی تحقیر کرنا اور اس کم تر اور ذلیل سمجھنا حرام ہے۔

۲۔ اسلامی رشتہ کی اہمیت نہ ماننا:

اسلام کی نظر میں تمام مسلمان مقام و مرتبہ کے لحاظ سے برابر ہیں اور دولت دنیا اور خاندانی حسب ونسب کے اعتبار سے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں، لہٰذا کسی خاندانی شرف اور مال وحشمت کی وجہ سے دوسرے مسلمان کی تحقیر و تذلیل درست نہیں۔

◈ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الحجرات: ١٠]

"مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

مسلمانوں کو باہمی اخوت میں منسلک کرنے کا مطلب ان کی عزت و ناموس کو محفوظ کرنا ہے، چونکہ بیوی اور بہو بھی مسلمان ہے اور بحیثیت مسلمان اس کی تعظیم و توقیر اور عزت افزائی خاوند اور سسرالی رشتہ داروں پر لازم ہے اور اخوت اسلامی کے ثابت ہونے پر اس کی تذلیل و تحقیر ممنوع ہے۔

۳۔ عزت و ناموس کا احترام نہ کرنا:

بحیثیت مسلمان بیوی اور بہو کی عزت و تکریم بھی اتنی اہم ہے جتنی عام مسلمان کی، لہٰذا خاوند اور سسرالی رشتہ دار بنت حوا کی تذلیل و تحقیر کر کے انتہائی مہلک گناہ کے مرتکب نہ ہوں اور اس مظلوم کو انتقام پر برانگیختہ نہ کریں۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَ الْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ» ①

"حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصل مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو ترک کردے۔"

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) منیٰ میں ارشاد فرمایا: "کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی: "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ یہ حرمت والا دن ہے۔" کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟" انھوں نے عرض کیا: "اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ حرمت والا شہر (مکہ) ہے۔" کیا تمھیں معلوم ہے کہ" یہ کون سا مہینا ہے؟" انھوں نے کہا: "اللہ اور

① صحیح بخاری: ۱۰۔ صحیح مسلم: ۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حرمت والا مہینا (ذوالحجہ) ہے۔'' (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا »[1]

''بے شک اللہ نے تمھارے خون، تمھارے اموال اور تمھاری عزتیں تمھارے اس دن، تمھارے اس مہینے اور تمھارے اس شہر کی طرح تم پر حرام کی ہیں۔''

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَاتَحَاسَدُوْا، وَلَاتَنَاجَشُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَدَابَرُوْا، وَلَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَايَخْذُلُهُ، وَلَايَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ »[1]

''باہمی حسد نہ کرو، ارادہ خرید کے بغیر مقابلے میں بولی نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی نہ کرو، تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ (آپ ﷺ یہ بات کرتے ہوئے) اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے تھے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔''

1. صحيح بخاري: ٦٠٤٣۔
2. صحيح مسلم: ٢٥٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی تضحیک و توہین کرنا اور اسے کم تر و ذلیل سمجھنا یہ وہ اسباب ہیں، جنھیں ترک کرنے سے خاوند اور اس کے اقربا اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بھی بچ پائیں گے، اس کے ساتھ بیوی سے تعلقات میں استحکام بھی آئے گا اور بیوی نہ صرف خاوند کی فرماں بردار بنے گی بلکہ وہ ساس سسر اور نندوں دیوروں سے بھی اچھا سلوک اور ان کی عزت و احترام کرے گی۔

فوائد:

بیوی اور بہو بھی مسلمان ہے اور جیسے دوسرے مسلمانوں کی عزت پامال کرنا، انھیں ذلیل و خوار کرنا اور ذلیل و حقیر سمجھنا حرام ہے۔ بیوی اور بہو بھابھی پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا ہے اور اس کی عزت و ناموس کی حفاظت خاوند سمیت سسرالی رشتہ داروں پر عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا ذاتی انائیں، خود غرضیاں اور ضدیں پال کر کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیجیے اور شرعی حرمتوں کو پامال کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہ لیں۔ چنانچہ خاوند نہ خود بیوی کی تذلیل، تحقیر کرے اور نہ والدین اور بہن بھائیوں کو اس حرام فعل کا ارتکاب کرنے دے۔ اسی میں خاوند سمیت اہل خانہ کی خیر و عافیت ہے، کیونکہ بیوی اور بہو پر ناروا ظلم حرام ہے اور مظالم ڈھانے والوں کو روز قیامت ان مظالم کا بدلہ دینے سمیت کئی ظلمتوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۴۔ ظلم کرنا:

ظلم انتہائی قبیح اور بدترین فعل ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ناروا اور بلاوجہ مظالم کی تمام صورتیں حرام قرار دی ہیں اور مظالم کا ہولناک انجام بیان کیا ہے۔

- سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

«يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِيْ، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوْا» [1]

---

[1] صحیح مسلم: ۲۵۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کیا ہے اور اسے تمھارے درمیان حرام ٹھہرایا ہے، سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔''

• سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَ اسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ » ①

''ظلم سے اجتناب کرو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوگا اور حرص سے بھری ہوئی کنجوسی سے بچو، کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اس (حرص سے بھری کنجوسی نے) انھیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور حرام چیزیں حلال کریں۔''

ظلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام فعل ہے اور یہی مظالم جو بیوی یا بہو پر ڈھائے جاتے ہیں روز قیامت ظلم ڈھانے والوں کے لیے کئی اندھیروں کا روپ دھار لیں گے، لہٰذا ضد یں پال کر اور مظلوم عورت کو دبانے اور نیچا دکھانے کے لیے شرعی حدود کو پامال کر کے اپنی آخرت برباد نہ کیجیے۔ پھر مظالم سے باز نہ آنے والوں سے نہ صرف قصاص لیا جائے گا بلکہ ظالم کی نیکیاں چھین کر مظلوم کو ہبہ کی جائیں گی اور ظالم کو خوب ذلیل و خوار کیا جائے گا۔

• سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ » ②

''روز قیامت حقوق ان کے مستحقین کو ضرور دیے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ کے بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔''

---

❶ صحيح مسلم : ٢٥٧٨۔

❷ صحيح مسلم : ٢٥٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَ تَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَ صِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَ يَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَ أَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطَى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ » [1]

''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ہم میں مفلس وہ ہے، جس کے پاس درہم اور مال اسباب نہ ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ میری امت میں سے مفلس وہ ہے، جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ کے ساتھ آئے گا اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو مارا ہے۔ چنانچہ اس (مظلوم) کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ذمہ مظالم کی ادائیگی سے قبل اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان (مظلوموں) کے گناہ لیے جائیں گے اور اس (ظالم) پر ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

خاوند اور ساس، نندوں کو اتنی وعید اور ان ہلاکت خیز نتائج کے بعد مظالم سے ضرور باز آ جانا چاہیے اور اپنی ہلاکت اور بربادی کا سامان نہیں کرنا چاہیے۔ عافیت مظالم ترک کرنے اور مظلوم بنت حواء سے معافی تلافی ہی میں ہے۔

---

1. صحيح مسلم : ٢٥٨١ـ جامع ترمذي : ٢٤١٨ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم سے چھٹکارے میں عافیت:

خاوند اور ساس نندوں کی بہتری اور عافیت مظالم کا سلسلہ بند کرنے، مظلوم بیوی یا بہو سے معافی تلافی میں اور اس گناہ سے تائب ہونے میں ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَ لَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ» [1]

''جس شخص کا اپنے بھائی پر اس کی عزت یا کسی اور چیز کے بارے میں کوئی ظلم ہے تو وہ اس سے آج ہی معاف کروالے اس سے پہلے کہ دینار اور درہم نہ رہیں۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ نیکی اس کے ظلم کے حساب سے لی جائے گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے (مظلوم) بھائی سے گناہ لیے جائیں گے اور اس (ظالم) پر لاد دیے جائیں گے۔''

۵۔ مذاق اڑانا:

خاوند اور اس کے گھر والوں کا یہ رویہ بھی انتہائی ناروا ہے کہ خاوند، اس کے بھائی بہنیں اور عزیز رشتہ دار بیوی کا مذاق اڑائیں، اسے طرح طرح کے بے ہودہ القاب اور برے ناموں سے پکاریں اور مذاق اور شغل کی آڑ میں اسے ذلیل و رسوا کرنے کا کوئی موقع ضائع نہ جانے دیں۔ یہ انتہائی گھٹیا فعل اور نازیبا حرکات ہیں۔ لہٰذا نہ تو خاوند خود بیوی کا مذاق اڑائے اور نہ کسی اور کو اپنی عزت سے کھیلنے دے۔ جہاں اسلامی رو سے کسی کا بھی مذاق اڑانا ناجائز و حرام ہے وہاں خاوند اور اس کے اہل خانہ کا عورت سے یہ رویہ اسے خاوند اور

[1] صحيح بخاری: ٢٤٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے گھر والوں سے متنفر کرے گا اور عورت کسی حد تک خاوند اور اس کے اقربا سے بیزار ہو جائے گی۔ نیز وہ بے لوث محبت نچھاور کرنے اور خاوند کو دل و جان سے عزیز رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہے۔ اس صورت حال میں والدین کی عزت برقرار رکھنے کے لیے یا تو خاموشی اور مجبوری کی زندگی بسر کرے گی یا وہ بد زبانی و بدتمیزی پر اتر آئے گی۔ یوں تمام گھر کا سکون تج جاتا اور ناچاقیوں، بدگمانیوں اور باہمی لڑائیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یا پھر وہ خلع یا طلاق پر مجبور ہو جائے گی۔ ان برے نتائج سے بچنے کا حل یہ ہے کہ خاوند سمیت اس کے گھر والے اسلامی تعلیمات بھی سیکھیں اور مذاق و استہزا جیسے افعال بد ترک کرے کہ خود بھی سکون کی زندگی گزاریں اور معصوم بیویوں اور بہوؤں بھابھیوں کو بھی چین کی زندگی گزارنے دیں۔ اس سے تمام گھر کے افراد میں باہمی ہم آہنگی بھی پیدا ہوگی، باہمی محبت بھی پروان چڑھے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بھی بچ جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد وزن میں سے کسی کا بھی مذاق اڑانے اور کسی کی بھی تضحیک کرنے سے منع کیا ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الحجرات: ١١]

''اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں سے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو، ایمان لانے کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں۔''

٦۔ بے جا تنقید کرنا:

بیوی پر بے جا تنقید کرنا اور اس کی سیرت، صورت اور چال ڈھال میں عیب نکالنا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر فطرتی و بشری عیوب کو حرف تنقید بنانا ناجائز اور دلوں کی دوریوں کا باعث ہے۔ پھر ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ ایسی بے تکی تنقید بیوی کے لیے قابل برداشت نہ رہے تو وہ یا تو دل میں خاوند سے نفرت پال لے گی یا پھر تنقید کے جواب میں تنقید کا ایسا دائمی سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ معمولی معمولی باتوں سے تلخیاں بڑھتیں اور نوبت گالم گلوچ اور ہاتھا پائی تک پہنچ جاتی، رشتوں کا احترام و تقدس ناپید ہو جاتا اور فریقین بجائے ایک دوسرے کی راحت کا سامان کرنے کے ایک دوسرے کو لتاڑنے اور ذلیل و رسوا کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یوں باہمی محبتوں اور چاہتوں کے رشتے پاش پاش ہوتے اور نفرتیں، بغض و عناد اور ضدیں بڑتی جاتیں اور گھریلو سکون کو ہمیشہ کے لیے تاراج کر دیتی ہیں۔ لٰہذا خاوند اور بیوی دونوں ہی ایک دوسرے پر بے جا تنقید کرنے اور عیوب اور خامیوں کی تشہیر کے بجائے ایک دوسرے کی صلاحیتیں آشکارا کریں، معمولی کوتاہیوں اور نقائص پر پردہ ڈالیں اور ذاتی خامیاں اور کوتاہیاں اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ یوں زوجین خوشیوں بھری زندگی گزار سکتے اور پرسکون رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ زن و شو کا رشتہ ہی ایسا ہے کہ اگر ایک فریق پریشان و مضطرب ہو تو فریق ثانی تک اس پریشانی اور قلق کے اثرات ضرور پہنچتے ہیں جس سے سکون و اطمینان میسر ہی نہیں آسکتا سو خاوند خوش و خرم رہنا چاہتا ہے تو وہ بیوی کو بھی خوش رکھے، کیونکہ خوش اور مطمئن بیوی ہی اسے بہم سکون پہنچا سکتی اور پرسکون گھر فراہم کر سکتی ہے۔

۷۔ بے جا مارنا:

زن و شو کا رشتہ عزت، احترام اور باہمی محبت و مودت میں گندھا ہے، جس میں جتنی چاہت، پیار، نرمی و ملائمت اور لطف و اکرام بڑھایا جائے گھریلو خوش حالی، عائلی سکون اور رشتوں کے دوام میں اتنی ہی پائیداری واقع ہوتی ہے۔ لیکن جونہی محبت و الفت اور عزت و احترام کی جگہ نفرتیں، رنجشیں اور توہین و تذلیل کا سلسلہ شروع ہو تو تقدس کے رشتہ کی پامالی کے ساتھ ہی باہمی ناچاقیوں کا نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس کے ساتھ نوبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان درازی، گالم گلوچ اور مار کٹائی تک پہنچ جاتی ہے۔ جس سے دلوں میں ایسی کدورتیں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں کہ محبت کی طرف واپسی اور اپنائیت و یگانگت اور عزت و احترام کے سلسلوں کی بحالی ہی ناممکن ہو جاتی اور باہمی کدورتوں اور نفرتوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ یا تو انجام خلع و طلاق تک پہنچ جاتا ہے یا فریقین ایسی ہی تلخ اور نفرتوں بھری شدید کوفت والی اور بے چین زندگی گزارتے ہیں۔

لہٰذا بیوی کو بے جا مارنا، اسے ہر وقت مار کا ڈراوا دینا، بات بات پر ہڈی پسلی ایک کر دینا اور اسے مظالم کے ہدف پر رکھنا انتہائی بری اور گھٹیا عادات ہیں جو گھریلو سکون کی قاتل اور بچوں کی تربیت اور رشتوں کے استحکام کے لیے زہر قاتل ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے بلا وجہ مار پیٹ اور وحشیانہ تشدد سے منع کیا ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ »[1]

”تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ پیٹے پھر وہ دن کے آخر میں اس سے مباشرت کا طالب ہوگا۔“

چنانچہ جب خاوند مار دھاڑ کا عادی اور وحشیانہ تشدد کا رسیا ہوگا تو دن رات پٹنے والی بیوی اسے اپنائیت اور جسم تک خوش دلی سے رسائی کیسے دے گی؟ بیوی سے محبتیں سمیٹنے اور اپنائیت حاصل کرنے کا حل اسے پیار اور محبت سے رام کرنے ہی سے ممکن ہے ورنہ بے جا تشدد اور بے تحاشا مار دھاڑ عورت کو باغی بنا دے گی اور بگڑی بیوی کو راہ راست پر لانا پھر خاوند اور دیگر رشتہ داروں کے بس میں نہیں رہتا۔ کیونکہ عورت کا بگڑنا اور کسی معاملے پر ضد کر لینا یا تو نکاح کے ٹوٹنے پر منتج ہے یا بگڑی عورت گھر کو جہنم کدہ بنا دی گی، جہاں کوئی بھی راحت و سکون نہ پا سکے گا۔ سو خاوند اپنی ان بری عادات سے باز آئے اور گھر کے بگاڑ کا باعث نہ بنے۔

---

[1] صحیح بخاری: ۵۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ گالیاں دینا:

بیوی کو گالیاں دینا، مغلظات بکنا اور بد زبانی کرنا ایسے مفاسد اور بری عادات ہیں جن سے خاوند کے احترام اور تقدس کے رشتے میں کمی واقع ہوتی اور ایسے رویوں سے بیوی کے دل میں نفرت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ اگر ان عادات پر قابو نہ پایا جائے تو ایک مرحلے پر عورت بھی جواب میں احترام کے رشتے کو پامال کرتے ہوئے مغلظات بکنے پر مجبور ہو جاتی اور مقابلے میں ہر طرح کی بد زبانی کا سختی سے جواب دیتی ہے، جس سے باہمی محبت اور پیار کی جگہ مار دھاڑ اور واہیات و مغلظات بکنے کا سلسلہ جاری رہتا، زوجین کے قریبی رشتہ داروں کی عزت و تکریم بھی ختم ہوجاتی اور لڑائیوں کا ایسا طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ تاحیات میاں بیوی نفرت کی آگ میں سلگتے رہتے ہیں یا خلع اور طلاق کی صورت میں تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ ایسی سنگین اور تباہ کن صورت حال سے بچنے کا حل ایسے رویوں سے گریز کرنا ہے، جن سے تعلقات عدم استحکام سے دوچار ہوتے اور دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

پھر اس سے بڑا نقصان یہ ہے کہ گالی خاوند دے یا بیوی یا مقابلے میں یہ غیر اخلاقی رویہ شروع ہو، یہ انتہائی مہلک اور نافرمانی کا کام ہے، جس سے کسی بھی مسلمان کو گریز کرنا چاہیے۔

- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» [1]

''مسلمان کو گالی دینا فسق (نافرمانی) اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

لہٰذا فریق مخالف کو ذلیل و رسوا کرنے اور دلی تسکین کی خاطر نافرمانی کے کام سے گریز کرنا چاہیے کہ کہیں اس نافرمانی سے آپ اپنی عاقبت ہی برباد نہ کرلیں کیونکہ فسق اور نافرمانی کے کام اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

[1] صحيح بخاری: ٦٠٤٤۔ صحیح مسلم: ٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴾ [الحجرات : ۷]

''اور لیکن اللہ نے تمھارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا اور اسے تمھارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمھارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔''

چونکہ گالی دینا عیب جوئی اور الزام تراشی کی صورتیں ہیں اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ان قبیح عادات سے بچنے کی تاکید کی اور ان فسق و نافرمانی کے کاموں کو ظلم قرار دیا۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [الحجرات : ۱۱]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں سے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں کے ساتھ پکارو، ایمان لانے کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے اور جو باز نہ آئیں سو وہی اصل ظالم ہیں۔''

لہٰذا ان نافرمانی کے کاموں سے گریز کرنا چاہیے جہاں بے ہودہ گوئی اور گالیاں بکنے سے دلوں میں دراڑیں آتیں، محبت کے رشتے پامال ہوتے، ہمدردی اور پیار کے جذبات مجروح ہوتے اور نفرت اور بغض وعناد کے ہولناک سلسلے شروع ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فسق آپ کی عاقبت بھی برباد کر دیں گے۔ سو گھریلو سکون اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کا حل ان بری عادات اور بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور برکتیں آپ پر سایہ فگن ہوں گی اور آپ گناہوں والی زندگی سے بھی محفوظ ہوں گے۔

۹۔ بیوی کے خاندان اور والدین پر طعن کرنا:

ساس سسر، سالے سالیاں اور بیوی کے دیگر رشتہ داروں کی تعظیم و تکریم اور ان سے صلہ رحمی خاوند کے فرائض میں شامل ہے۔ لہٰذا خاوند پر لازم ہے کہ وہ سسرالی رشتہ داروں کے بارے میں نرمی اور ہمدردی کا رویہ اختیار کرے اور ان کے متعلق خیر خواہی کے جذبات رکھے۔ یہ کردار جہاں خاوند کی شرعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا باعث ہے وہاں یہ عمل اور کردار بیوی سے ہم آہنگی اور محبت و مودت کا باعث اور اپنے والدین کی عزت و تکریم کا سبب بھی ہوگا۔ بدلے میں بیوی بھی خاوند کے قریبی رشتہ داروں کی عزت کرے گی اور ان کے بارے میں ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات رکھے گی۔ یوں زن و شو کے رشتہ میں استحکام آئے گا، زندگی کی یہ گاڑی خوب صورت اور احسن انداز میں رواں رہے گی، محبت واحترام میں مسلسل اضافہ ہوگا اور اپنوں اور غیروں میں عزت و اکرام بڑھے گا۔

لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ نکاح کے مسائل و معاملات میں ہم شریعت سے ذرا رہنمائی نہیں لیتے اور معاشرتی تہذیب اور خاندانی رسوم سے مجبور ایسے گھناؤنے جرم کرتے ہیں، جن کی وجہ سے گھروں میں سکون، رشتوں میں استحکام اور خاندانوں میں محبتیں پنپنے نہیں پاتیں۔ کسی خاندان میں ایک شادی کے بعد اتنی دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ صدیوں ایسے خاندان سے رشتے نہیں ہوتے اور ایک خاندان کے لوگ رشتوں کے معاملے میں دوسرے خاندان کا نام سن کر کانوں کو ہاتھ لگاتے اور ان کے مظالم سے اتنے دل برداشتہ ہوتے ہیں کہ نسلوں تک کو اس خاندان میں شادی نہ کرنے کی وصیت کر جاتے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے کسی خاندان میں کسی بچے یا بچی کی شادی کے بعد حسن اخلاق، اپنائیت اور اچھے کردار کا ایسا مظاہرہ کیا جائے کہ خاندانوں میں محبت بڑھے، آپس میں لطف و اکرام میں اضافہ ہو اور مزید رشتوں کو دوام ملے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہمارے ہاں برصغیر کی تہذیب اور رشتوں میں بربریت کی ایسی خوفناک چھاپ ہے کہ لڑکی اور لڑکے کی منگنی کے ارادے اور اظہار کے وقت ہی ایک طرف لڑکی کے خاندان کی عورتیں، اس کی سہیلیاں، بہنیں، بھابھیاں، خالائیں اور پھوپھیاں اور دوسری طرف لڑکے کے قریبی عزیز اور یار دوست انھیں یہ تعلیم دینا شروع کرتے ہیں کہ نیچے نہیں لگنا اور اپنے سسرالی رشتہ داروں کو ان کی اوقات میں رکھنا ہے۔ یہ سسرالی رشتہ داروں کو اوقات میں رکھنے کا ایسا ظالمانہ اور بے ہودہ سلسلہ ہے کہ اتنے مقدس رشتوں کی نکاح سے پہلے ہی پامالی اور تذلیل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور فریقین کے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی خامیاں کوتاہیاں بیان کر کے غیبت کا انتہائی خطرناک اور ضرر رساں سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے رشتوں کے عدم استحکام اور تقدس کی پامالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور آخرت کی بربادی جیسے تباہ کن جرائم کے ارتکاب سے ہم گھروں سے راحت وسکون کا خاتمہ کر لیتے اور گناہوں کے نا ختم ہونے والے سلسلے سے منسلک ہو کر دنیا اور آخرت برباد کر لیتے ہیں۔ ایسی غیر شرعی اور غیر اخلاقی تربیت اور تعلیم جہالت کا شاخسانہ اور سفلی جذبات کی تسکین ہے۔ جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ لڑکے اور لڑکی کے ذہن میں سسرالی رشتوں کی اہمیت اور ان کی تعظیم وتکریم کی تعلیم دی جائے، کیونکہ ساس اور سسر کا مقام ومرتبہ حقیقی ماں باپ کی طرح اور سالے اور سالیوں سے صلہ رحمی بہن بھائیوں سے صلہ رحمی کی طرح ہے۔ سو ایسے مقدس ومحترم رشتوں کی توہین وتذلیل کے بجائے ان کی عزت واحترام کرنا چاہیے۔ یوں رشتوں میں استحکام آتا اور گھریلو خوشحالی اور سکون میسر آتا ہے۔

جب کہ سسرالی رشتوں کی توہین وتذلیل سے گھر بھی جہنم کدہ بنتے، رشتوں میں قطع تعلقی بے چینی اور بے سکونی کا باعث بنتی اور انسان ہمیشہ بے کل اور مضطرب رہتا ہے۔ بالخصوص خاوند جب ساس سسر اور سالے سالیوں کی بیوی کے سامنے توہین کرے، انھیں برے القاب سے پکارے اور انھیں گندی گالیاں اور مغلظات بکے تو بیوی کیسی بھی ہو وہ دیگر مظالم تو برداشت کر لیتی ہی، لیکن یہ عورت کی فطرتی کمزوری ہے یا مزاج کی خامی وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین اور بہن بھائیوں کو دی جانے والی گالیاں برداشت نہیں کر پاتی اور عدم برداشت کی صورت میں خاوند کے سامنے زبان کھولنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر خاوند سمجھداری کا مظاہرہ کرے تو معاملے کو یہیں پر ختم کرسکتا اور بیوی کو بد زبانی اور معاملے کو مزید بگڑنے سے بچا سکتا ہے کہ وہ خود بھی بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو گالیاں دینے سے رک جائے اور بیوی کو بھی اس بد زبانی سے روک لے۔

لیکن اگر خاوند نے بیوی کی زبان کھلنے پر بھی بے ہودہ گوئی کا یہ سلسلہ جاری رکھا اور اس ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا تو دشنام طرازی اور گالم گلوچ کا ایسا لا متناہی سلسلہ شروع ہو گا جسے قابو کرنا مشکل ہو جائے گا اور اس دوطرفہ آگ سے گھروں کا سکون تج اور رشتوں کا تقدس بھسم ہو جائے گا۔ گالی گلوچ، زبان درازی، مار دھاڑ اور الزام تراشی کے ایسے سلسلوں کا آغاز ہوتا ہے کہ نہ ذاتی عزت بچتی ہے، نہ گھر محترم رہتا ہے اور نہ خاندان کی آبرو محفوظ رہتی ہے۔ یوں ذاتی جھگڑوں میں میاں بیوی اپنی عزت سمیت دونوں خاندانوں کی عزت و آبرو پامال کر دیتے ہیں اور ایسے جوڑے کی خاندان میں عزت باقی رہتی ہے نہ معاشرے میں اور ایسے والدین اولاد کے لیے بھی عار ثابت ہوتے ہیں۔

لہٰذا ایسے مفاسد اور خرابیوں سے بچنے کا حل یہ ہے کہ میاں بیوی سسرالی رشتوں کی قدر کریں اور انھیں عزت و احترام اور اچھے کلمات سے یاد کریں، کیونکہ ان رشتوں کی اہانت سے جہاں گھریلو جھگڑے پیدا ہوتے اور باہمی کدورتیں جنم لیتی ہیں وہاں والدین کو گالی دینا یا انھیں گالیوں دلوانا بڑے کبیرہ گناہوں سے ہے، جو انسان کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ لہٰذا ایسے مہلک گناہ سے اجتناب برتنا چاہیے اور زندہ یا مردہ والدین کی تذلیل کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبَاهُ، وَ يَسُبُّ أُمَّهُ »(1)

''بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ آدمی کا اپنے والدین پر لعنت کرنا ہے۔'' کہا گیا: ''اے اللہ کے رسول! آدمی اپنے والدین پر لعنت کیسے کر سکتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کسی آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور (وہ کسی کی کو ماں کو گالی دیتا ہے تو) وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

- سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَ هَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَ يَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ »(2)

''آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے ہے۔'' انھوں نے کہا: ''آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

سو خاوند بیوی کے ماں باپ کو گالیاں دے کر نہ خود کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور نہ بیوی سے اس حرام کام کا ارتکاب کرائے۔

۱۰۔ بخیل ہونا:

بیوی بچوں کو خوراک، لباس اور دیگر اسباب مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اسے ان ضروریات کی فراہمی میں بخل اور کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اپنی حیثیت کے

(1) صحیح بخاری: ۵۹۷۳۔ سنن أبی داؤد: ۵۱۴۱۔
(2) صحیح مسلم: ۹۰۔ جامع ترمذی: ۱۹۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق خرچ کرنا چاہیے اور اہل خانہ کی ضروریات بقدر استطاعت پوری کرے۔ ہاتھ روک کے رکھنا اور مالی حیثیت کے باوجود اہل خانہ کو ضروریات زندگی سے محروم رکھنا شرعاً بھی ناجائز ہے اور اس بخل اور کنجوسی کی وجہ سے بیوی بچوں میں سرپرست کے بارے میں منفی خیالات پیدا ہوتے، دلوں میں کدورتیں بڑھتیں اور جھگڑے طول پکڑتے ہیں۔ لہٰذا اس بری عادت سے خود کو دور رکھنا چاہیے اور اہل خانہ کی دل آزاری اور ضروریات سے محرومی جیسے تکلیف دہ مفاسد سے احتراز کرنا چاہیے۔ شرعی لحاظ سے خاوند اہل خانہ کی ضروریات زندگی پوری کرنے کا ذمہ دار ہے سوا سے اپنی ذمہ داری میں کوتاہی نہیں برتنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھی راضی کر لے گا اور بیوی کی ہمدردیاں بھی حاصل کر لے گا۔ جب کہ اس فریضہ میں کوتاہی پر جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہو گا وہاں بیوی کو بھی ناراض کر لے گا اور گھر میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑوں کا موجب بھی بنے گا، جس سے اس کی اپنی اور اہل خانہ کی زندگی اجیرن ہو جائے گی اور گھریلو سکون عنقا ہو جائے گا۔ سو عافیت شرعی احکام کی تعمیل ہی میں ہے۔

کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے بیوی بچوں کو نان ونفقہ دینا اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی پر اسے اجر وثواب سے بھی نوازا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کار خیر میں اسے بخل اور کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ [النساء: ٣٤]

”مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا۔“

مالی خوش حالی کی صورت میں سہولیات کی فراہمی میں اہل خانہ کا پہلا درجہ ہے۔

- سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ »①

”جب اللہ تم میں سے کسی کو مال سے نوازے تو وہ اسے خرچ کرنے کا آغاز اپنی ذات اور اپنے گھر والوں سے کرے۔“

پھر اہل خانہ پر خرچ کرنا بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے بلکہ بیوی بچوں کی ضروریات پر خرچ ہونے والی رقم کا ثواب فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِيْنٍ، وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ »②

”وہ دینار جو تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے، وہ دینار جو تو گردن آزاد کرانے میں خرچ کرے، وہ دینار جو تو کسی مسکین پر خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے۔ ان میں سے زیادہ اجر وثواب والا وہ دینار ہے جو تو نے اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا۔“

بیوی بچوں کو سہولیات مہیا کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا جہاں شرعی فرائض میں شامل، حصول رضائے الٰہی کا باعث اور بیوی بچوں کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، وہاں ان کی ضروریات میں کوتاہی اور بخیلی و کنجوسی کی مذمت بیان ہوئی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴾ [بنی اسرائیل : ۲۹]

”اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے اور نہ اسے کھول دے پورا کھول

① صحیح مسلم : ۱۸۲۲۔
② صحیح مسلم : ۹۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا، ورنہ ملامت کیا ہوا تھکا ہارا ہو کر بیٹھ رہے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ »[1]

”انسان میں بدترین خصلت انتہا درجے کی کنجوسی اور دل نکال دینے والی بزدلی ہے۔“

بخل سے بچاؤ:

بخل سے بچنے کا حل یہ ہے کہ بخیلی کی عادت ترک کر کے خرچ کرنے کی عادت اپنایئے اور فراخی کا مظاہرہ کیجیے۔ عملی طور پر اس کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخیلی سے بچاؤ کی دعا کریں اور درج ذیل وظائف کا اہتمام کیجیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بخیلی سے ضرور نجات دیں گے۔

- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پانچ کلمات کہنے کا حکم دیتے اور بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو معمول بنانے کا حکم دیتے:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ »[2]

”اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں ذلیل ترین عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“

- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ کلمات کہا کرتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ »[3]

---

1. صحیح سنن أبی داود: ۲۵۱۱۔ صحیح ابن حبان: ۳۲۵۰۔ مسند احمد: ۸۰۱۰۔
2. صحیح بخاری: ۶۳۷۰۔ صحیح بخاری: ۶۳۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں فکر و غم، بے بسی و کاہلی، بخل اور بزدلی، قرض کے بوجھ تلے دبنے اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

۱۱۔ فضول خرچ ہونا:

خاوند کی فضول خرچی اور حد سے زیادہ اسراف بھی گھریلو جھگڑوں کا باعث بنتا ہے، اس عادت بد سے میاں بیوی میں ناچاقی بڑھتی اور گھریلو حالات کشیدہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا خاوند کو خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور فضول خرچی سے خود کو اور گھر والوں کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ فضول خرچی اور اسراف کی عادت انسان کو مقروض اور دیوالیہ بنا دیتی ہے اور وہ اپنا مالی بھرم رکھنے کے لیے قرض لے کر یا کسی ناجائز طریقے سے مال ہتھیا کر اپنی ساکھ بحال رکھنے کی کوشش میں بہت زیادہ خسارے میں چلا جاتا اور معاشرے میں بے توقیر ہو جاتا ہے۔ بیوی خاوند اور بچوں کے معاملے میں حساس ہوتی ہے، جب وہ خاوند کی عیاشیاں اور حد سے زیادہ فضول خرچی دیکھتی ہے تو اسے اپنے بچوں اور مستقبل کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ اولاً تو وہ خاوند کی ان حرکات و عادات پر کڑھتی پھر خاوند کی بے اعتدالی اور فضولی خرچی بڑھتی جائے تو نوک جھونک اور باہمی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اگر خاوند اس سے باز نہ آئے تو معاملہ مار کٹائی اور باہمی ناراضیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ جس سے دوریاں بڑھتیں، نفرتوں میں اضافہ ہوتا اور باہمی رنجشیں انتہا کو پہنچنے کی وجہ سے گھریلو سکون ختم ہو جاتا اور تقدس کے رشتوں میں عدم استحکام واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ خاوند کو فضول خرچی اور اسراف کی عادات بد سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے وہ خود بھی آسودہ حال رہے گا، بیوی بچے بھی پرسکون رہیں گے اور وہ قرض اور دیوالیہ پن جیسی مصیبتوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فضول خرچی اور اسراف سے بچنے کا حکم دیا ہے تو وہ ان عادات سے گریز کی وجہ سے حکم الٰہی کی نافرمانی کا مرتکب بھی نہیں ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضول خرچی ناپسندیدہ عمل:

فضول خرچی ناپسندیدہ عمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس عادت بد سے منع کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ [الاعراف : ٣١]

"اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ گزرو، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی:

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور جیسے شیطان اللہ تبارک وتعالیٰ کا نافرمان اور ناشکرا ہے ایسے ہی فضول خرچ میں یہ برائیاں جنم لیتی ہیں کہ جب وہ فضول خرچی اور اسراف کی وجہ سے مقروض یا دیوالیہ ہوتا ہے تو ناشکری اور نافرمانی پر اتر آتا ہے۔ اس مقام فسق پر پہنچنے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی بری عادات پر قابو پالے اور اس نقصان سے بچ جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فضول خرچی کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾

[بنی اسرائیل : ٢٧، ٢٦]

"اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا ناشکرا ہے۔"

پھر فضول خرچی مال کا ضیاع ہے اور مال کے ضیاع سے منع کیا گیا ہے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَ هَاتِ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ » ①

''بے شک اللہ نے تم پر حرام کیا ہے ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا، خود کچھ نہ کرنا اور دوسروں سے کہنا لا اور تمھارے لیے فضول بحث، زیادہ سوال کرنا اور مال ضائع کرنا ناپسند کیا ہے۔''

فضول خرچی کے نقصانات:

فضول خرچی ناجائز و ناپسندیدہ عمل ہے، جس کے ارتکاب سے گھر کا سکون غارت ہوتا، زندگی کا لطف ناپید ہوتا اور مال سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ کیونکہ جو عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اس سے سکون اور برکت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا فضول خرچی سے گھر میں پھوٹ نہ ڈالیں اور مال کا نقصان نہ کریں۔ کیونکہ فضول خرچ اور حد سے زیادہ اسراف کرنے والے کا انجام دیوالیہ پن ہی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ فضول خرچی کرنے والے کا انجام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل : ۲۹]

''اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے اور نہ اسے کھول دے پورا کھول دینا، ورنہ ملامت کیا ہوا تھکا ہارا ہو کر بیٹھ جائے گا۔''

محسور اس جانور کو کہتے ہیں جو چل چل کر تھک چکا ہو اور چلنے سے عاجز ہو۔ فضول خرچ بھی بالآخر خالی ہاتھ ہو کر تھک کر بیٹھ جاتا ہے۔

فضول خرچی اور اسراف سے مقروض اور دیوالیہ ہونے والے لوگ جب مال سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں تو اپنا مالی بھرم رکھنے، زبان کے چٹخارے پورے کرنے، اپنی فضول ضروریات کو پورا رکھنے اور فضول خرچی جاری رکھنے کے لیے قرض پہ قرض لیتے، لوگوں کے اموال

---

① صحیح بخاری: ۲۴۰۸۔ صحیح مسلم: ۵۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصب کرتے، چوریاں کرتے اور کئی دیگر ناجائز وحرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ سارے مفاسد اور جرائم شخصی وقار کو داغدار کرتے اور ذلت و رسوائی کا باعث بنتے ہیں۔ پھر عورت ان صدمات کو برداشت نہیں کر پاتی تو گھریلو جھگڑوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ان سارے بھیانک نتائج سے بچنے کا حل شرعی امور کی اتباع اور فضول خرچی کو ترک کرنا ہے، جس سے خاوند اور اہل خانہ پرسکون و مطمئن زندگی گزار سکتے ہیں۔

۱۴۔ خرچ روکنا:

اہل خانہ کو خوراک، لباس اور ضروریات زندگی مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے خاوند کو ان امور کا ذمہ دار بنایا ہے۔ لہٰذا خاوند کو ان فرائض میں کوتاہی نہیں برتنی چاہیے، بلکہ اپنی بساط کے مطابق بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا چاہیے اور ضد میں آ کر، بیوی بچوں کو سبق سکھانے اور انھیں رگڑا لگانے یا کوئی اور شوق پورا کرنے کی خاطر انھیں خوراک، لباس اور ضروری اخراجات سے محروم نہیں کرنا چاہیے اور ان کا خرچ روک کر انھیں اذیت اور تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ اس ظالمانہ رویے سے ایک تو وہ شرعی فرائض میں کوتاہی پر گناہ گار ہو گا، دوسرا اس وحشیانہ رویے سے بیوی اور بچے بگڑ جائیں گے اور گھروں میں لڑائی جھگڑے اور ناچاقی پیدا ہو کر زن و شو میں بدگمانی اور نفرت بڑھے گی۔ نیز خرچ روکنا اور مالی پابندیاں عائد کرنے سے خرچ سے محروم بیوی کے دل میں خاوند کے بارے میں مثبت جذبات پیدا ہی نہیں ہو سکتے اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر شیطان بیوی کے دل میں خاوند کے بارے میں کئی بدگمانیاں اور برے خیالات انڈیلتا چلا جاتا ہے جس سے خاوند کا تقدس مجروح ہوتا اور معاملہ اعراض، نشوز اور تعلقات کے اختتام تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سارے بگاڑ کا ذمہ دار خاوند قرار پاتا ہے، لہٰذا اسے اللہ سے ڈرتے ہوئے اس ظالمانہ اقدام سے اجتناب کرنا چاہیے اور خرچ روکنے کے جس بھی مقام پر ہے اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اس ظلم و بربریت سے باز آ جانا چاہیے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اسے بیوی کے خرچ اور لباس و ضروریات کی فراہمی کا ذمہ دار مقرر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حاضرین کو بیویوں کے حقوق کے متعلق فرمایا:

« وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ » ①

''اور انھیں معروف طریقے کے مطابق کھلانا اور پہنانا تم (مردوں) کی ذمہ داری ہے۔''

- سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خاوندوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

« أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ » ②

''خبردار! تم پر بیویوں کے حقوق یہ ہیں کہ تم انھیں بہترین لباس اور خوراک مہیا کرو۔''

- سیدنا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » ③

''جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، برا بھلا مت کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔''

بیوی کا خرچ روکنا گناہ کا ارتکاب:

اگر خاوند بیوی بچوں کو خوراک، لباس اور دیگر ضروریات سے محروم رکھے اور ان کا نان نفقہ بند کر دے تو وہ اس جرم کے ارتکاب پر گناہ کا مرتکب ہوگا اور اس غفلت اور ہٹ دھرمی پر روز قیامت اس کی پکڑ بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا زد میں آ کر، بیوی کو عبرت ناک سبق سکھانے

❶ صحیح مسلم: ۱۲۱۸۔ سنن أبي داوٗد: ۱۹۰۵۔ سنن ابن ماجه: ۳۰۷۴۔

❷ حسن: جامع ترمذی: ۱۱۶۳۔ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۱۔ سلیمان بن عمرو بن احوص صدوق راوی ہے۔

❸ حسن: سنن أبي داوٗد: ۲۱۴۲۔ سنن بیهقی: ۷/۴۹۷۔ حکیم بن معاویہ بن حیدہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خاطر یا کسی عورت سے معاشقہ کی صورت میں پہلی بیوی اور بچوں کو بھگانے کے بہانے انھیں خوراک ولباس اور ضروریات زندگی سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ خاوند کے اس ناروا سلوک اور وحشیانہ رویے سے کئی مفاسد، شخصی خرابیاں اور گھریلو تنازعات کھڑے ہو سکتے ہیں اور بیوی بچے باغی اور خود سر ہو سکتے ہیں۔ پھر ممکن ہے غربت وافلاس سے مجبور اور حالات کے ستائے بیوی بچے معاشرے میں اپنی عزت و وقار کھو بیٹھیں اور کسی گھریلو ملازمت اور نوکری چاکری پر مجبور ہو جائیں اور مستقبل کی ترقی کی دوڑ سے پیچھے رہ جائیں اور احساس محرومی کا شکار ہو کر درجہ دوم کے شہری قرار پائیں۔ کیونکہ ایسے حالات سے مجبور عورتیں بچوں کی پرورش اور دال روٹی سے مجبور ہو کر گھروں میں کام کرتیں، کچھ خاوند کے اس بے اعتنائی کے رویے سے دل برداشتہ ہو کر اور فاقے سے مجبور ہو کر بدکاری اور سیاہ کاری کا شعبہ اختیار کر لیتیں اور کچھ اس صدمے کو برداشت نہ کر سکنے پر بچوں سمیت اقدام خودکشی کر لیتی ہیں یا معصوم بچے ہوٹلوں، کارخانوں اور دکانوں میں ملازمت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جہاں پل پل جینا مرنا پڑتا، مالکوں کی جلی کٹی سننا پڑتیں اور تل تل مرنا پڑتا ہے۔ جہاں عزت و وقار کو ہر پل کچلا جاتا اور کئی مظالم کا وقتاً فوقتاً سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان سارے مفاسد کی جڑ گھر کا سرپرست ہے، سوائے ان مظالم سے باز رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے اس رویے سے تائب ہونا چاہیے، کیونکہ خاوند کا یہ ناروا سلوک جہاں بیوی بچوں کی ذلت و رسوائی کا باعث ہے، وہاں یہ ظلم و تشدد کا رویہ خاوند کے لیے مہلک اور تباہ کن ہوگا اور اس گناہ اور ظلم کی پاداش میں وہ آتش جہنم کا سزاوار بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ بیوی بچوں کا نان ونفقہ بند کرنا گناہ اور ظلم ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ»[1]

---

[1] صحيح مسلم : ٩٩٦-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ ان کا (خرچ) روک دے جن کی خوراک کا وہ مالک ہے۔‘‘

۱۳۔ تعلقات منقطع کرنا:

خاوند کا ناراضی کی صورت میں، بغض اور نفرت کی وجہ سے، سزا کے طور، اسے ذلیل و رسوا کرنے یا کسی اور سفلی جذبات کی تسکین کی خاطر یا دینی مدارج کی ترقی کے سبب بیوی سے جنسی و جسمانی تعلقات منقطع کرنا بیوی پر ظلم ہے۔ اس تعلقات کے انقطاع کی وجہ سے دلوں میں دوریاں بڑھتیں، بدگمانیاں پیدا ہوتیں اور خاوند کے بارے میں کئی غلط تصورات و خیالات جنم لیتے ہیں۔ خاوند بیوی میں کشیدگی بڑھتی، دونوں تلخ زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے، پھر اگر خاوند کے معاشقے اور عورتوں سے تعلقات ظاہر ہو جائیں تو باقاعدہ محاذ آرائی کے ساتھ عورت ذہنی مریضہ بن جاتی، کئی مفاسد جنم لیتے اور اگر عورت میں اللہ تعالیٰ کا ڈر خوف اور خاندان اور بچوں کی عزت و وقار کا احساس ختم ہو جائے تو وہ بھی جنسی تسکین کے ناجائز راستے ڈھونڈتی اور غیر مردوں سے تعلقات استوار کرکے اپنی اور خاندان کی ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہے۔ ان سارے شرمناک حالات تک پہنچانے کا سبب خاوند کا بیوی کو جنسی تسکین اور جسمانی حقوق سے محروم کرنا ہے۔ لہٰذا خاوند کو ان شرمناک حرکات سے باز آنا چاہیے اور اپنی اور خاندان کی رسوائی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ کیونکہ دینی و دنیوی کسی بھی مقصد کے تحت بیوی سے تعلقات توڑنا ناجائز ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے عبادات میں مشغولیت کی وجہ سے حقوق زوجیت میں تعطل آنے پر ان کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کوتاہ عملی کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عبادات میں میانہ روی اختیار کرنے کے حکم کے ساتھ بیوی کے حقوق کے سمیت کئی اور حقوق کی ادائیگی کا بھی پابند کیا۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا عَبْدَ اللّٰهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ: بَلَى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَ أَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا »[1]

''اے عبد اللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے ہو؟'' (سیدنا عبد اللہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: ''ضرور، اے اللہ کے رسول۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کیجیے، روزہ رکھیے اور روزہ چھوڑیے بھی، قیام بھی کیجیے اور نیند بھی، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔''

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ خویلہ بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی، میرے پاس آئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پراگندہ حال دیکھا تو مجھ سے پوچھا:

« يَا عَائِشَةُ، مَا أَبَذَّ هَيْئَةَ خُوَيْلَةَ ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، امْرَأَةٌ لَا زَوْجَ لَهَا يَصُوْمُ النَّهَارَ، وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ فَهِيَ كَمَنْ لَا زَوْجَ لَهَا، فَتَرَكَتْ نَفْسَهَا وَأَضَاعَتْهَا، قَالَتْ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فَجَاءَهُ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، أَرَغْبَةٌ عَنْ سُنَّتِي؟فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: فَإِنِّيْ أَنَامُ وَأُصَلِّيْ، وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ »

''سیدہ خویلہ رضی اللہ عنہا کو پراگندہ کس نے بنایا ہے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اس کا خاوند نہیں ہے، وہ (اس کا شوہر) دن کا روزہ رکھتا

---

1 صحیح بخاری: ۵۱۹۹۔ صحیح مسلم: ۱۱۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شب بھر قیام کرتا ہے۔ تو یہ اس عورت کی طرح ہے، جس کا خاوند نہ ہو۔ اس لیے اس نے اپنی ذات کو نظر انداز کر دیا اور خود کو کھو دیا ہے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عثمان! کیا میری سنت سے اعراض چاہتے ہو؟" انھوں نے عرض کی: "بالکل نہیں، اے اللہ کے رسول، بلکہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی کا طلب گار ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے مباشرت بھی کرتا ہوں۔ سو اے عثمان! اللہ تعالیٰ سے ڈر، کیونکہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے۔ لہٰذا روزہ بھی رکھ اور روزہ ترک بھی کر اور نماز کا اہتمام بھی کر اور نیند بھی۔"[1]

فوائد:

۱۔ جنسی تسکین کا حصول زوجین کا بنیادی حق ہے، فریقین کا اس فریضہ سے کوتاہی کرنا یا بالکل ہی لاتعلق ہونا سنگین جرم اور شریعت اسلامیہ سے انحراف ہے۔ لہٰذا زوجین اس ذمہ داری کا احساس کریں اور خاوند یا بیوی فریق ثانی کو اس معاملہ میں پریشان نہ کرے۔

۲۔ جب عبادات میں انہماک کی وجہ سے خاوند بیوی کا ازدواجی حق ترک نہیں کر سکتا تو محض ذاتی ضد، باہمی اختلاف یا کاروبار دنیا میں مشغولیت کی وجہ سے یہ حق کیسے ترک کر سکتا ہے۔ لہٰذا ذاتی انا پالنے اور اختلافات کو طول دینے سے بیوی کو یا بیوی خاوند کو جنسی تعلق سے محروم نہ کرے۔ اگر زوجین میں اس فریضہ میں کوتاہی یا بے اعتنائی

---

1 حسن: مسند أحمد: ٢٦٨٦٧- محمد بن اسحاق بن یسار صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی جاتی ہے تو انھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یہ تعلق بحال کرنا چاہیے اور شریعت کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

۴۔ اس بنیادی حق کی محرومی کی صورت میں متاثرہ فریق میں نفرت کی آگ سلگتی اور بدگمانی کے ایسے جراثیم جنم لیتے ہیں کہ اگر ان کا فوراً تدارک نہ کیا جائے تو اختلافات میں شدت آتی، تعلقات بگڑتے اور نوبت خلع و طلاق تک پہنچ جاتی یا ہمیشہ کی تلخ زندگی ایسے جوڑے کا مقدر بنتی ہے۔ لہٰذا اپنی زندگیوں کو تلخ بنانے کی بجائے، شرعی دلائل سے رہنمائی لیتے ہوئے ازدواجی تعلقات میں استحکام لائیں اور نفرتیں اور ضدیں پالنے کے بجائے باہمی موافقت و مفاہمت سے پرسکون اور راحتوں بھری زندگی گزاریں۔

۱۴۔ گھر والوں کو وقت نہ دینا:

گھر میں بگاڑ اور باہمی تنازعات کا ایک سبب خاوند کا زیادہ وقت گھر سے باہر گزارنا، دوست احباب کے ساتھ یارانے، حقیقی و مصنوعی مصروفیات اور دیگر مشاغل میں بے تکی مصروفیات جن کے سبب خاوند گھر سے باہر رہے اور فراغت کے اوقات بھی بیوی بچوں کے بجائے دیگر لوگوں کے ساتھ گزارے۔ اس سے بیوی احساس کم تری کا شکار اور کئی دیگر خیالات پال کر ڈپریشن کا شکار ہوسکتی ہے۔ پھر خاوند کی گھر سے غیر مانوسیت بچوں کی تربیت پر بھی برے اثرات ڈالتی ہے اور اکیلی عورت سے گھر کے دیگر امور سمیت بچوں کی نگرانی اور تربیت مشکل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عورت بحیثیت ماں نرم دل اور بحیثیت جنس کمزور واقع ہوئی ہے اس لیے بچوں پر والدہ کا ڈر اور رعب کم ہوتا ہے جس سے بچوں کی تربیت میں کمی واقع ہوتی اور ایک ہی فریق کی مسلسل ڈانٹ ڈپٹ سے بچے بے اثر اور بے پروا ہو جاتے ہیں۔ جب کہ باپ کا رعب اور ڈر بچوں پر زیادہ حاوی ہوتا، ماں کے برعکس بچے والد سے زیادہ مرعوب ہوتے ہیں اور میاں بیوی کا تربیت میں ساتھ اور اتحاد بچوں کی تربیت میں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ لہٰذا خاوند بیوی بچوں کو اپنائیت اور انس دے۔ یوں گھر کا ماحول باہمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہنگی کا گہوارا بن جاتا اور باہمی محبتوں کو رفعت اور عروج ملتا ہے اور زیادہ وقت گھر پر رہنا بچوں کی تربیت کے لیے بھی زیادہ موثر ہے۔ پھر گھر کے کئی کام ہوتے ہیں جو خاوند ہی انجام دے سکتا ہے، جس سے بیوی کا دردسر کافی کم ہوتا اور کاموں کی انجام دہی پر وہ خاوند کی شکر گزار ہونے کی صورت میں اسے مزید اپنائیت دیتی اور محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ یوں گھریلو کاموں میں بیوی کا ہاتھ بٹانے سے وہ اجر وثواب کا مستحق بھی قرار پائے گا۔ کیونکہ اہل خانہ کا تعاون سنت نبوی ہے۔

- اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر کیا مشاغل تھے؟'' انھوں نے بیان کیا:

« كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ »[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے کام کاج میں مصروف رہتے پھر جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے چلے جاتے۔''

۱۵۔ اہل خانہ کی تربیت میں کوتاہی:

بیوی بچوں کی دینی واخلاقی تربیت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ یہ دینی فریضہ ہے جس میں خاوند کو بالکل کوتاہی اور سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ بیوی بچوں کو دینی تعلیمات سکھانے سمیت دینی فرائض کی پابندی کروانا گھر کے سرپرست کی ذمہ داری ہے اور اس دینی ذمہ داری پر عمل ہی کی صورت میں وہ اہل خانہ اور خود کو آتش جہنم سے نجات دلا سکتا ہے بصورت دیگر دینی فرائض میں کوتاہی اور بدعملی کی شکل میں سارے ہی جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔ پھر اس ناکامی اور ذلت سے آخرت میں دوچار ہونا پڑے گا۔ نیز بیوی دین دار اور صالح خاتون ہو تو وہ دینی تربیت میں کوتاہ اور دینی فرائض سے بے پروا شوہر سے متنفر ہوتی اور اس کی عملی کوتاہیوں پر کڑھتی رہتی ہے۔ پھر خاوند کی بے اعتنائی اور عدم احساس کی

[1] صحیح بخاری: ۶۰۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں وہ بے زار زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی اور معاملہ تعلقات کی سرد مہری تک پہنچ جاتا ہے اور نکاح کے رشتوں میں جو استحکام اور دوام ہوتا ہے وہ نصیب نہیں ہوتا۔ معاملات بگڑتے جاتے اور تعلقات کشیدہ رہتے ہیں۔ سو خاوند کو بیوی اور بچوں کی تربیت میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں برتنی چاہیے۔ کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے وہ اہل خانہ کی دینی و اخلاقی تربیت کا نگران ہے اور پوری محنت اور جانفشانی سے اسے اہل خانہ کی دینی تربیت کر کے انھیں عذاب جہنم سے نجات دلانا اور جنت کے اعلیٰ و ارفع مقامات تک پہنچانا چاہیے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ [التحریم: ٦]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، اس پر سخت دل، بہت مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں۔''

نیز خاوند گھر والوں کا نگران بھی ہے اور اسے اس ذمہ داری کے بارے میں روز قیامت پوچھا جائے گا۔

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ »

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کا سوال ہوگا۔ حاکم (رعایا کا) نگران ہے اور اسے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگیا، آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور اسے اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کی باز پرس ہوگی، خادم اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اور اسے اس نگرانی کے متعلق سوال ہوگا۔‘‘[1]

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ قوت فیصلہ سے محروم ہونا:

خاوند کا قوت فیصلہ سے متصف ہونا اور اپنے اہل خانہ کے متعلق ذاتی رائے اور اپنی سوچ سے فیصلے کرنا اور رائے قائم کرنا مردانہ محاسن اور عائلی رشتوں میں استحکام کا باعث ہے کیونکہ کان کا کچا، دوسروں کے مشوروں پر بلا سوچے عمل کرنے والا اور کسی سے گھر والوں کی کسی خامی یا خرابی کا سن کر بیوی بچوں کی زندگی اجیرن کرنے والے شوہر کی قدر اور عظمت کم ہو جاتی اور نفرتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا کسی کے کہنے پر یا کسی کے اہل خانہ کے متعلق کان بھرنے پر حقیقت حال معلوم کیے بغیر اودھم نہیں مچانا چاہیے، کسی کے ہاتھوں استعمال ہو کر اپنے گھر کا سکون تج نہیں کرنا چاہیے اور کسی شرارتی کی شرارتوں کا کھیل نہیں بننا چاہیے۔ بلکہ اہل خانہ کے متعلق ذہن صاف رکھیں اور کسی کو تعلقات میں آڑے آنے اور شرارتیں کرنے کا موقع ہی نہ دیں۔ کیونکہ کسی کے ہاتھوں استعمال ہونے والا اور گھر والوں کو اہمیت دیے بغیر غیروں کی رائے کو اہمیت دینے والا بیوی بچوں کو متنفر کر لیتا اور اپنا اور اہل خانہ کا سکون تباہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا اپنے نفع و نقصان کے متعلق ذاتی عقل استعمال کریں اور دوسروں کے ہاتھوں کھلونا نہ بنیں۔ آپ کی یہ فکر اور سوچ اہل خانہ میں آپ کے احترام کا باعث ہوگی، رشتوں میں دوام و استحکام آئے گا اور گھر بگڑنے اور برباد ہونے سے بچ جائیں گے۔

---

[1] صحیح بخاری: ۸۹۳۔ صحیح مسلم: ۱۸۲۹۔ سنن أبی داؤد: ۲۹۲۸۔ جامع ترمذی: ۱۷۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ بیوی کو مخلوط محافل میں لے جانا:

مخلوط محافل اور تقاریب سے اجتناب کرنا بیوی پر لازم ہے اور ایسی مجالس اور تقاریب سے بیوی کو بچانا خاوند کے فرائض میں شامل ہے۔ کیونکہ ایسی مجالس شیطانی حملوں کی آماج گاہیں ہیں۔ شیطان مرد و زن کے اختلاط سے فحاشی و عریانی کی راہیں ہموار کرتا، خواتین و حضرات کے دلوں میں کئی طرح کے خیالات و تصورات انڈیلتا اور مخلوط محافل کی آڑ میں کئی خفیہ و ظاہری یارانوں اور ناجائز تعلقات کی راہیں کھلتی ہیں۔ ان مفاسد کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ نے مرد و زن کے اختلاط اور غیر محرم رشتوں کے کسی بھی قسم کے ملاپ کی راہیں مسدود کردی ہیں۔ پھر پردے کے مضبوط احکام نازل کر کے کسی بھی غیر محرم مرد سے کسی قسم کا تعلق قائم کرنے اور دل میں نرم گوشہ رکھنے سے منع کر دیا ہے۔ خاوند اور بیوی کو ان شرعی احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنے عزت و رفعت میں اضافہ کرنا چاہیے اور عصمت کی مکمل حفاظت کرنی چاہیے۔ روشن خیالی اور تہذیب و ماحول کی مجبوریوں اور خاندانوں کے رسوم و رواج سے مرعوب ہو کر اپنی عزت و غیرت کو داغدار کرنا اور شرعی احکام کی عدم تعمیل کی صورت میں گناہوں میں ملوث ہونا نری حماقت اور خسارے کا سودا ہے۔ کیونکہ کسی بھی غیر محرم عورت کا اجنبی مردوں سے اختلاط اور کھلی گپ شپ ناجائز ہے۔ جب کہ مخلوط مجالس اور تقاریب میں یہی کام ہوتے ہیں۔ سو خاوند اور بیوی کو ان شرعی حدود کا تقدس بحال رکھنا چاہیے اور کسی ذاتی شوق یا مجبوری میں ایسے غیر شرعی کاموں کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ عورت کا اجنبی مردوں سے عدم اختلاط ہی اس کی عصمت کے تحفظ کا ضامن ہے۔ بلکہ شریعت اسلامیہ نے اختلاط کے مفاسد و نقصانات کے پیش نظر ضروری باتوں اور مسائل میں بھی عورت کو پردے میں رہ کر ترش اور سخت رویے میں جواب دینے کی تاکید کی ہے تاکہ اختلاط اور لہجے میں نرمی کی صورت میں کوئی اجنبی مرد غلط تصورات و خیالات پال کر تعلقات بنانے کی جسارت نہ کرے۔ اس لیے عورت کا تحفظ اسی بات میں ہے کہ نہ وہ اجنبی مردوں سے اختلاط کرے اور ضروری باتوں میں سخت اور روکھے انداز سے جواب دے، اس طریقہ کار ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی عصمت و آبرو کی ضمانت ہے۔

مرد وزن کا عدم اختلاط ہی ان کے دلوں کی پاکی اور عصمتوں کے تحفظ کا ضامن ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام کو تعلیم دی کہ انھوں نے ازواج مطہرات سے کسی قسم کا سامان طلب کرنا ہو یا کوئی ضروری بات پوچھنی ہو تو وہ پردے کے پیچھے سے اپنا مطالبہ پیش کریں۔ یہی اصول اجنبی مردوں اور عورتوں کی عصمت کا محافظ اور دلوں کی طہارت کا سبب ہے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب: ٥٣]

''اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

فوائد:

۱۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط ناجائز ہے، مخلوط مجالس اور نشستوں کے کئی مفاسد ہیں کہ اس سے دلوں میں کسی اجنبی مرد یا کسی اجنبی عورت کے بارے میں نرمی اور عشق و محبت کے تصورات پیدا ہو کر باقاعدہ یارانوں اور معاشقوں کے پلید سلسلے شروع ہو سکتے اور معاشرے میں ایسے لوگ اپنی اور خاندانوں کی رسوائی کا باعث بن سکتے ہیں۔ یا کوئی منچلا عفت مآب عورتوں کے لجاجت برے لہجوں سے اپنے دل میں غلط تصورات پال سکتا ہے۔ ان مفاسد کے تحت شریعت اسلامیہ نے اجنبی خواتین و حضرات کے اختلاط اور عورتوں کو مردوں سے خلوت و نرم لہجہ اختیار کرنے سے منع کر دیا تا کہ شیطان ان مواقع سے فائدہ اٹھا کر دین اسلام سے وابستہ لوگوں میں فحاشی و عریانی اور غیر اخلاقی و بدکاری جیسی غلاظتوں کو اسلامی معاشرے میں انڈیل نہ سکے۔ ان شرعی ممانعتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاوند بیوی کو اسلامی ماحول فراہم کرے اور پردے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب میں کسی قسم کی کوئی لچک اور مصلحت کا شکار نہ ہو۔ یہی عزیمت اس کے لیے اور اس کی بیوی کے لیے مفید اور عصمتوں کی محافظ ہے اور ایک دوسرے کے دل میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات اور غلط تعلقات کے قیام کے سدباب کا ٹھوس سامان ہے۔ لہٰذا ان قوانین میں ترمیم وتخفیف کرنے اور انھیں تجربات کی بھٹی میں جھونک کر اپنی ہلاکت اور عصمتوں کی بربادی اور دلوں میں نفرتوں کا سامان نہ کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انسانوں کے مزاجوں اور کمزوریوں سے خوب واقف اور ہماری نسبت ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں۔ انسانی مزاجوں، خامیوں اور کمزوریوں اور شیطانی ترغیبات و اہداف کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے شرعی پردے اور مرد وزن کے عدم اختلاط کے اتنے شاندار اور بے لچک قوانین مقرر کیے ہیں، جن میں سراسر انسانوں کی خیر خواہی، فلاح اور عصمتوں کا تحفظ اور عزت و آبرو کے تقدس کی بحالی ہے۔

اس کے برعکس اگر احکام الٰہی کی تعمیل نہ کی جائے اور شرعی قوانین کو پامال کیا جائے تو زن وشو میں ہر ایک اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وجہ سے گناہ گار ہوگا اس کے ساتھ خاوند کسی اجنبی مرد کی طرف بیوی کا میلان، کھلی گپ شپ اور باہمی قربت کے مظاہرے دیکھے گا تو اگر غیرت وحمیت کے جذبات موجود ہوں تو وہیں کسی تقریب میں بیوی سے جھگڑا شروع ہو جائے گا یا اس کے دل میں ایسی بے حمیت بیوی سے تعلقات استوار رکھنا مشکل ہو جائیں گے، ہنستا بستا گھر ایسے کسی معمولی واقعے کے سبب برباد ہو جاتا ہے اور معاملہ جدائی اور طلاق پہنچ جاتا ہے۔ نیز اگر بیوی خاوند کو کسی عورت کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا دیکھے گی تو بھی معاملہ بگڑ سکتا اور دل کے آئینے میں دراڑ آسکتی ہے، جس کے بعد دوبارہ میاں بیوی میں مثالی تعلقات بنانا ناممکن ہو جاتے ہیں۔ اس لیے عافیت شرعی قوانین کو من وعن تسلیم کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے ہی میں ہے۔

۱۹۔ غیر محرموں سے پردہ نہ کروانا:

دین اسلام عصمت کے تحفظ کا سب سے بڑا ضامن ہے، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جس خفیہ و ظاہری راستے سے عصمت کی پامالی اور بے عصمتی کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اور فحاشی و عریانی اور بے حیائی اور بدکاری کا کوئی عنصر فروغ پا سکتا تھا، اس نے وہ تمام راستے ہی بند کر دیے اور جنسی تسکین کے حلال اسباب کے علاوہ جنسی تسکین کے تمام ذرائع حرام قرار دیے اور ان ذرائع کے حرمت و ممانعت میں کوئی تخفیف اور گنجائش نہیں چھوڑی کہ انسان کسی حیلے کی آڑ میں بے حیائی اور بدکاری کا سہارا لے سکے۔ فحاشی و عریانی اور بے حیائی اور بدکاری کے کلی سد باب کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے داخلی و خارجی تمام اسباب کو حرام قرار دیا اور کسی بھی چور دروازے سے زناکاری کی راہیں واہ کرنے پر پابندی عائد کر دی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ [الانعام : ۱۵۱]

”کہہ دو آؤ میں پڑھوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے (اس نے تاکیدی حکم دیا ہے) کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ خوب احسان کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم ہی تمھیں رزق دیتے اور ان کو بھی اور بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور اس جان کو ناحق قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ۔ یہ تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

- دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [الأعراف : ۳۳]

''کہہ دے میرے رب نے تو صرف بے حیائیوں کو حرام کیا ہے، ان میں سے جو ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ پر وہ کہو جو تم جانتے نہیں۔''

ظاہر اور خفیہ فحاشی وعریانی اور بدکاری کے کاموں کی حرمت اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے۔ کیونکہ فحاشی وعریانی کے کام بے غیرتی و بے حمیتی کے کام ہیں اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ اہل اسلام کو بے غیرتی کے گندے وصف سے متصف دیکھنا نہیں چاہتے۔

- سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو (غیر اخلاقی حالت میں) دیکھ لوں تو اسے سیدھی تلوار کے ساتھ قتل کر دوں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ، وَ مِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَ الْمُنْذِرِيْنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ»

''تم سعد کی غیرت سے متعجب ہو؟ اللہ کی قسم! میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہو اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس نے ظاہر اور خفیہ تمام بے حیائی کے کام حرام قرار دیے ہیں، اللہ سے بڑھ کر کسی کو عذر زیادہ پسند نہیں اسی لیے اس نے خوش خبری دینے اور ڈرانے والے (انبیاء و رسل)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجے (تا کہ کسی کے پاس کوئی پیغام توحید کے نہ پہنچنے کا عذر نہ بچے) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو تعریف زیادہ محبوب نہیں اور اسی وجہ سے (اپنی حمد و ثناء پر) اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔'' ①

ان دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے خاوند اور بیوی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے شرعی پردے کے احکام سے غفلت نہیں برتنی نہیں چاہیے اور فحاشی و عریانی کے کاموں کی راہ ہموار نہیں کرنی چاہیے۔ بیوی کو خود بھی غیر محرم مردوں سے پردہ ترک نہیں کرنا چاہیے اور خاوند کو بھی اپنی جھوٹی ساکھ بحال رکھنے، رشتہ داروں کے طعنوں سے بچنے، دوستوں کو اپنائیت والا ماحول دینے اور خود کو روشن خیال اور وسیع الظرف ثابت کرنے کے لیے بیوی کو غیر محرم رشتہ داروں اور دوستوں سے پردہ ترک کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر عورت مذہبی اور پردے کی عامل ہے تو اس کا پردہ ترک کرنے سے انکار اور خاوند کا بے پردگی پر اصرار تعلقات خراب کر دے گا اور گھریلو ماحول کشیدہ ہو جائے گا۔ پھر فریقین کی ضد اور اصرار معاملات کو مزید بگاڑ دے گا۔ اس لیے خاوند بیوی کو کسی بھی غیر شرعی کام پر مجبور نہ کرے، کیونکہ غیر شرعی کام خاوند اور بیوی دونوں کے لیے نقصان اور فساد کا باعث ہیں۔ کیونکہ رشتے کے تقدس کی بحالی اور عصمتوں کے تحفظ کے حوالے ہی سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورتوں کو غیر محرموں سے پردہ کرنے اور کسی بھی قسم کے تعلقات قائم کرنے سے منع کیا ہے اور عورت کو پردہ ترک کرنے کی اجازت محرم راشتہ داروں تک محدود رکھی ہے۔

• اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا

① صحیح بخاری: ۷۴۱۶۔ صحیح مسلم: ۱۴۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿﴾

[النور : ٣١]

''اور مومن عورتوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے خود ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں کے لیے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوند کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی عورتوں (کے لیے) یا (ان کے لیے) جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہیں یا ان لڑکوں کے لیے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں (زمین پر) نہ ماریں تاکہ ان کی زینت ظاہر ہو جو وہ چھپاتی ہیں اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے ایمان والو! تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

عورت کے یہی محرم رشتہ دار ہیں جن سے پردہ ساقط ہے۔ ان رشتوں کے علاوہ تمام رشتہ دار، دوست احباب اور تعلق داروں سے عورت پردہ کرے گی۔ اگر بیوی پردہ کے مسئلہ میں غفلت کا شکار ہے تو خاوند بحیثیت سرپرست اسے پردہ کے احکام پر مجبور کرے اور اگر وہ پردہ کا اہتمام کرتی ہے تو اس کا تعاون کرے۔ کیونکہ جب دیور جیٹھ جیسے مقدس و محترم رشتوں پر اعتماد نہیں کیا گیا تو دیگر دور کے رشتہ داروں اور اجنبی دوستوں پر اعتماد کیسے کیا جا سکتا اور آنکھیں موند کر کیسے بے فکر ہوا جا سکتا ہے کہ ان کے ساتھ خلوت و اختلاط سے کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ یہ شیطانی تلبیسات ہیں جو غفلت اور خود اعتمادی کی آڑ میں فحاشی و عریانی کو فروغ دے کر انسانوں کو بے توقیر و بے حمیت کرنا چاہتا ہے۔ جب عصمت و آبرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حساسیت کے پیش نظر اللہ اور اس کے رسول نے محرم رشتہ داروں کے علاوہ عورت کو کسی بھی رشتہ دار سے اختلاط، خلوت اور ترک پردہ کی رخصت نہیں دے تو ہمیں اس حساسیت کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ عزتوں کے تحفظ اور عصمتوں کی ضمانت کی یہی صورت ہے۔ ورنہ تباہی ہی تباہی اور کھلی بربادی کی داستانیں ہیں۔

عصمت کے تحفظ اور غلط کاری سے بچاؤ کی خاطر شریعت نے دیور جیٹھ پر بھی بھروسا نہیں کیا اور عورت کی کسی بھی غیر محرم سے خلوت اور بیٹھک کو حرام قرار دیا ہے۔

• سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ ؟ قَالَ: الْحَمْوُ الْمَوْتُ » ①

" (اجنبی) عورت کے پاس جانے سے بچو۔ اس پر ایک انصاری نے عرض کیا: "یارسول اللہ! دیور جیٹھ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" آپ نے فرمایا: "دیور جیٹھ تو موت ہے۔"

• سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ » ②

"کوئی مرد کسی عورت سے خلوت اختیار نہ کرے اور کوئی بھی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔" اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: "یا رسول اللہ! فلاں فلاں غزوے میں میرا نام لکھا گیا ہے جب کہ میری بیوی حج کے لیے گئی ہوئی ہے۔" (اب جہاد پہ جاؤں یا بیوی کو محرم کی سہولت دوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ صحیح بخاری: ۵۲۳۲۔ صحیح مسلم: ۲۱۷۲۔

❷ صحیح بخاری: ۳۰۰۶۔ صحیح مسلم: ۱۳۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔"

یہ ساری پابندیاں عصمت کے تحفظ اور انسانوں کو ذلت و رسوائی سے بچانے کے لیے ہیں۔ لہٰذا میاں بیوی کو ان پابندیوں کا ادراک کرتے ہوئے ان پر ہر صورت عمل کرنا چاہیے۔

۲۰۔ خفیہ یارانے لگانا، چیٹنگ اور موبائل کالز:

اسلام عصمتوں کا امین، عزتوں کا محافظ اور اخلاقی اقدار کا انتہائی حامی و معاون ہے۔ انھی اوصاف کی بحالی، معاشرے میں بے حیائی کے عناصر کے قلع قمع اور فحاشی و عریانی کے سرطان سے انسانوں کو بچانے لیے اتنے ٹھوس اور مضبوط قوانین وضع کیے گئے ہیں کہ ان قوانین کو ان کی روح کے موافق نافذ کرنے اور ان پر من و عن عمل کرنے سے بے حیائی، بدکاری اور فحاشی و عریانی جیسی موذی اور گھٹیا حرکات و عادات معاشرے میں پنپ ہی نہیں پاتیں اور انسان بہت سی قباحتوں، نفرتوں، تنازعات، ذاتی دشمنیوں، قتل و غارت اور بہت سی اخلاقی گراوٹوں اور ذلت و رسوائی سے بچ سکتے ہیں۔ شادی شدہ و غیر شادی تمام افراد کے لیے ظاہر و خفیہ جنسی تعلقات قائم کرنا، خفیہ و علانیہ یارانے پالنا، روشن خیالی کی آڑ میں اجنبی عورتوں کا غیر محرم مردوں سے تعلقات بڑھانا، تعلیم، ملازمت اور کاروباری شراکت کی آڑ میں دوستیاں لگانا، کھلے عام ملاقاتیں کرنا اور خلوت میں دن اور راتیں بسر کرنا یہ سارے انسانیت کش اعمال ہیں، جس سے داغدار ہو کر انسان انسانیت سے محروم ہو جاتے، اللہ تعالیٰ کا ڈر ختم ہو جاتا، شیطان گناہ میں مبتلا کر کے اور کئی پرکشش خیالات و تصورات کے جھانسے میں روحانیت کا گلا گھونٹ کر بے حیائی اور بدکاری میں مبتلا افراد سے دین، للّٰہیت اور تقویٰ و دین داری کا خاتمہ کر دیتا ہے، فکر آخرت اور موت کے ہولناک مناظر آنکھوں سے اوجھل کر کے انھیں بے دینی اور کفر و شرک کے راستے پر چلا کر ان کی عاقبت تباہ کر دیتا ہے۔ پھر اس فحاشی و عریانی کے سبب دلی سکون، قلبی اطمینان، پرسکون و راحت بھری زندگی عنقا ہو جاتی اور معاشرتی انارکی کئی خاندانوں اور رشتوں کا قلع قمع کر دیتی اور اس کے ساتھ کئی زمینی و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانی عذاب اور تباہ کن آفتیں ایسے معاشرے کا مقدر بنتی ہیں۔ بالخصوص بیوی کے لیے یہ خبر اور اطلاع سوہان روح اور بجلی بن کر گرتی ہے جب اسے یہ پتا چلے کہ اس کا خاوند اس کے علاوہ کسی عورت سے معاشقہ چلاتا، خفیہ تعلق رکھتا اور چھپے یارانے پالتا ہے۔ ایسی بیوی خاوند کی راحت اور اطمینان کا سامان کیسے کر سکتی ہے؟ بلکہ بیوی کو خاوند کی خفیہ آشناؤں سے تعلقات کی اطلاع ہی گھر میں اودھم مچا دیتی ہے، پھر بیوی سے یہ ناگہانی صدمہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے کہ نسوانی غیرت تو خاوند کا کسی عورت سے شرعی نکاح برداشت نہیں کر پاتی وہ تو شرعی احکام کی تعمیل میں اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرنا پڑتی ہے اور شرعی فرائض کی انجام دہی میں وہ سوکن کا سوکنا برداشت کرتی ہے۔ عورت کی یہ حساسیت اسے اجنبی عورت سے اپنے خاوند کے تعلقات کیسے ہضم ہونے دی گی؟ لہٰذا خفیہ تعلقات پالنے والے خاوند کو اللہ تعالیٰ سے بھی ڈرنا چاہیے اور بیوی پر اس گھناؤنے ظلم سے بھی باز آنا چاہیے ورنہ ذہنی مریضہ اور صدمے سے دوچار بیوی اس کا سکون غارت کر سکتی، اسے کوئی جانی و مالی نقصان پہنچا سکتی، کوئی غلط قدم اٹھا سکتی یا انتقام میں آکر وہ بھی خفیہ یارانہ اور کسے اجنبی مرد سے غلط تعلقات قائم کر سکتی ہے۔ اس ساری بربادی اور تباہی کا محرک خاوند ہے اس لیے اس شرعی حدود و قیود کی خلاف ورزی اور بیوی کی ناراضی اور بگاڑ سے بچنے کے لیے یہ غیر اخلاقی و غیر شرعی عادات سے گریز کرنا چاہیے اور جنسی تسکین کے حصول کی جتنی رخصت شریعت نے دی ہے اسی تک محدود رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لیے جنسی تسکین کی دو ہی صورتیں جائز قرار دی ہیں۔ ۱۔ بیویاں ۔۲۔ لونڈیاں۔ موجودہ حالات میں لونڈیوں کا سلسلہ تو ختم ہو چکا اب جنسی تسکین کے لیے بیویاں ہی حلال ذریعہ ہیں، اس لیے اپنے تعلقات بیویوں تک محدود رکھنے چاہییں اور کسی عورت کی خوب صورتی، اس کی پرکشش و جاذب نظر شخصیت، جائیداد اور بے تحاشا مال کسی عورت کی طرف راغب نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾

[المؤمنون: ٥، ٦، ٧]

''اور وہی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے علاوہ تلاش کرتے ہیں تو وہی لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔''

بیوی کے علاوہ دیگر عورتوں سے تعلقات استوار کرنا حد سے تجاوز کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو نکاح کے حکم میں نکاح کا اہم مقصد عصمت کی حفاظت اختیار کرنے کی تاکید کی اور زنا کاری اور خفیہ یارانے لگانے سے منع کیا ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَصۡبِرُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ [النساء : ٢٤، ٢٥]

''اور تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں جو ان (حرام رشتوں) کے علاوہ ہیں کہ اپنے مالوں کے بدلے طلب کرو، اس حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو، نہ کہ بدکاری کرنے والے۔ پھر وہ جن سے تم ان عورتوں میں سے فائدہ اٹھاؤ پس انھیں ان کے مہر دو، جو مقرر شدہ ہوں اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جس پر تم مقرر کر لینے کے بعد آپس میں راضی ہو جاؤ، بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور تم میں سے جو مالی لحاظ سے طاقت نہ رکھے کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے تو ان میں جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہوں، تمھاری مومن لونڈیوں سے (نکاح کر لے) اور اللہ تمھارے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے، تمھارا بعض بعض سے ہے۔ تو ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لو اور انھیں ان کے مہر اچھے طریقے سے دو، جب کہ وہ نکاح میں لائی گئی ہوں، بدکاری کرنے والی نہ ہوں اور نہ چھپے یارانے بنانے والی، پھر جب وہ نکاح میں لائی جا چکیں تو اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں پر ہے، یہ اس کے لیے جو تم میں سے گناہ میں پڑنے سے ڈرے اور یہ کہ تم صبر کرو تمھارے لیے بہتر ہے اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

- دوسرے مقام پر مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ‌ ۖ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ‌ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ﴾ [المائدہ : ٥]

''آج تمھارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور ان لوگوں کا کھانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے لیے حلال ہے جنھیں کتاب دی گئی اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور مومن عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، جب تم انھیں ان کے مہر دے دو، اس حال میں کہ تم قید نکاح میں لانے والے ہو، بدکاری کرنے والے نہیں اور نہ چھپی آشنائیں بنانے والے اور جو ایمان سے انکار کرے تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہوگیا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہے۔''

درج بالا دلائل کی رو سے زن وشو میں سے کسی کے لیے بھی خفیہ تعلق قائم کرنا، معاشقے لڑانا اور خفیہ یارانے لگانا حرام ہے۔ لہٰذا مرد کا بیوی کے علاوہ کسی بھی عورت سے یارانہ لگانا، غلط تعلقات قائم کرنا، زنا اور مقدمات زنا کا کوئی بھی حیلہ و وسیلہ استعمال کرنا، موبائل کالز اور انٹرنیٹ کے ذریعے دوستیاں لگانا قطعاً ناجائز ہے اور ایسے ناجائز تعلقات تک بیوی کی رسائی گھر کا ماحول تباہ کر دے گی، تعلقات میں کشیدگی آئے گی اور نہ ختم ہونے والے جھگڑے اور تنازعات فریقین سمیت گھر کے دیگر افراد کو بے کل اور پریشان کر دیں گے۔ معاشرے میں بدنامی اور رسوائی اس کے علاوہ ہے۔ لہٰذا خاوند بیوی تک خود کو محدود رکھے اور ناجائز تعلقات سے اپنا خوشیاں بکھیرتا گھر اور عاقبت برباد نہ کرے۔

۲۱۔ غیر عورتوں کو گھر لانا اور یارانے پالنا:

کچھ اجڈ، حیا سے عاری اور غیرت انسانی سے محروم خاوند بے حیائی اور بے غیرتی کی ایسی خباثتوں کا اظہار کرتے ہیں کہ اسلام سے وابستہ لوگ تو دور کی بات ہے انسانیت بھی ایسی گھٹیا حرکات اور کمینے پن سے بلبلا اٹھتی ہے کہ شوہر گھر میں اجنبی عورتوں سے بیوی اور گھر والوں کی موجودگی میں اجنبی عورتوں سے خلوت میں راتیں یا دن بسر کرتے اور دھونس، سینہ زوری اور ڈھٹائی سے یہ ساری بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ سراسر غیر انسانی اور غیر اخلاقی حرکات ہیں جو روح انسانیت کے سراسر خلاف ہیں۔ بیوی ایسے خاوند کی ان اوچھی حرکات کو یا تو بے حد مجبوری کی صورت میں برداشت کرے گی لیکن دل سے خاوند کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت، قدر اور تقدس ختم ہو جاتا ہے۔ یا گھر میں مستقل تنازعات اور ہر وقت کی لڑائیاں ڈھیرے ڈال لیتی ہیں یا خاوند کا یہ ظالمانہ رویہ انتقاماً بیوی کو بھی اس بری راہ کے انتخاب پر مجبور کر دے گا۔ چنانچہ خاوند اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یہ غیر انسانی رویہ ترک کرے اور اہل خانہ کو اس عذاب الیم سے نجات دلائے۔ ورنہ یا تو بیوی فسخ نکاح کا دعویٰ کر دے گی یا دل کے آئینے میں پڑنے والی دراڑیں کبھی بھی خوشگوار تعلقات اور محبت بھری زندگی نصیب نہ ہونے دیں گی۔ نیز یہ سر عام یارانے اور جنسی درندگی آپ کے خاندان اور اولاد کے لیے تمام عمر عار اور ذلت و رسوائی کا باعث بنی رہیں گی۔ جذبات پر کنٹرول کر کے ان رشتہ داروں کو ناکردہ گناہوں کی ذلت سے بچایا جا سکتا ہے۔ بحیثیت مسلمان کسی مرد کا کسی اجنبی عورت سے خلوت اختیار کرنا، تنہائی میں اسے گھر سے باہر یا گھر بلا کر ملاقاتیں کرنا اور کسی اجنبی عورت کے ہاں خلوت میں راتیں گزارنا یا اسے گھر لا کر بے حیائی کو فروغ دینا قطعاً حرام ہے

- سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: الْحَمْوُ الْمَوْتُ » ①

”(اجنبی) عورت کے پاس جانے سے بچو۔ اس پر ایک انصاری نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! دیور جیٹھ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”دیور جیٹھ تو موت ہے۔“

- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً،قَالَ: اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ » ②

① صحیح بخاری : ٥٢٣٢۔ صحیح مسلم : ٢١٧٢۔

② صحیح بخاری : ٣٠٠٦۔ صحیح مسلم : ١٣٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کوئی مرد کسی عورت سے خلوت اختیار نہ کرے اور کوئی بھی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔'' اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''یا رسول اللہ! فلاں فلاں غزوے میں میرا نام لکھا گیا ہے جب کہ میری بیوی حج کے لیے گئی ہوئی ہے۔'' (اب جہاد پہ جاؤں یا بیوی کو محرم کی سہولت دوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

''جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔''

- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ »[1]

''خبردار! کوئی اجنبی مرد کسی شادی شدہ عورت کے ہاں رات بسر نہ کرے الا کہ وہ اس کا خاوند یہ محرم رشتہ دار ہو۔''

فوائد:

اجنبی مرد کا غیر محرم سے خلوت، تنہائی اور کھلی گپ شپ ناجائز ہے کیونکہ اسی بے باکی کا سہارا لیتے ہوئے شیطان زنا اور بدکاری کے اسباب مہیا کرتا اور ایک دوسرے کی محبت اور عشق میں گرفتار ہو کر بے غیرتی اور بے حیائی کو فروغ دیتا اور نفرتوں کے بیج بو کر باہمی عداوت اور معاشرتی انارکی پھیلاتا ہے۔ نیز اس لت کی رسیا خواتین و حضرات کو ضمیر کا مجرم بنا کر بے دین کرنا اور آخرت میں ناکام و نامراد ٹھہرانا شیطان کا اہم ہدف ہے۔ لہٰذا جنسی لذتوں کے نشے میں اتنا بڑا نقصان کرنا نری حماقت ہے۔ اس لیے اپنے جرائم کی سنگینی اور سخت سزا کے ساتھ اس شیطانی تلبیس کو بھی سمجھنا چاہیے اور جنسی جذبات کے بہاؤ میں بہہ کرے ہمیشہ کی ناکامی اور ذلت و پشیمانی کا سامان نہیں کرنا چاہیے۔

۲۲۔ غیر سنجیدہ پن اور بے تکی ہانکنا:

ایسا خاوند جو اچھی گفتگو سے آشنا، باوقار شخصیت کا مالک اور اخلاقی اقدار و اطوار سے ہم

[1] صحیح مسلم: ۲۱۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہنگ ہو یہ بیوی کے لیے پر کشش اور قابل صد احترام ہے۔ اس لیے معاشرے میں معزز و محترم بننے اور عزت پانے کے لیے انسان کو اعلیٰ اخلاقی قدروں سے متصف ہونا ضروری ہے۔ بیوی بھی ایسے خاوند کی گرویدہ اور اس سے تعلقات پر فخر محسوس کرتی ہے۔ لیکن خاوند کا گفتگو کے سلیقہ اور سنجیدگی سے عاری ہونا، فضول باتوں کا عادی ہونا، سوچ سمجھے بغیر بے تکی کہنے جیسے بے وقار و غیر مہذب رویے کا مالک ہونا اور مذاق کی آڑ میں بیوی کو بے توقیر کرنے والا شوہر جہاں معاشرے میں قدر کھو بیٹھتا ہے، وہاں اس کی غیر مہذب اور تمیز سے عاری گفتگو، زبان درازی اور لچا پن بیوی کے لیے مسلسل دردسر بنا رہتا ہے اور اس کے دل میں ایسے شوہر کی قدر اور عزت و احترام میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کی فضول اور بے تکی گفتگو عورت کو بے زار کر دیتی اور ایسی گھٹیا حرکات پر اسے وہ اپنائیت دے ہی نہیں پاتی جو خاوند کا حق ہے اور محبت میں عروج اور سرشاری کے جذبات دل میں راہ ہی نہ پا سکتے کہ کہیں نہ کہیں اس کا غیر سنجیدہ پن بیوی کی ذہنی اذیت کا سبب بنتا رہتا ہے۔ کبھی بیوی کو مذاق کی آڑ میں گھر والوں اور رشتہ داروں کے سامنے ذلیل کرنا، کبھی اس کی چال کی، کہیں کھانا کھانے کی، کہیں کھانا بنانے کی، کہیں اس کے لباس کی اور کہیں شکل وصورت میں عیب نکالنے اور مختلف نقلیں اتارنا۔ یہ زبانی چٹخارے بیوی کے دل سے خاوند کی محبت ختم کر دیتے. بیوی کو چڑ چڑے پن کا شکار کر دیتے ہیں اور ایک مرحلے پر بیوی خاوند کو ترکی بہ ترکی جواب دینے اور اس کے ساتھ بھی ایسی ہی بدتمیزی کا اظہار شروع کر دیتی ہے۔ معاملہ اس نوبت تک پہنچ جائے تو گھریلو ناچاقیاں، باہمی نفرتیں اور تنازعات گھر کے ماحول سے اپنائیت، محبت، ہم آہنگی اور باہمی احترام کے جذبوں کا خاتمہ کر دیتے، آپس کی کدورتیں اور بغض و عناد سکھ اور راحتیں چھین لیتے ہیں اور زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ ان سارے نقصانات سے بچنے کا حل یہ ہے کہ خاوند اپنی شخصیت میں سنجیدہ پن لائے، اچھی گفتگو اور اچھا اخلاق اختیار کرے، اخلاق میں شائستگی اور رویے میں باوقاری کا عنصر غالب ہو۔ باقی رشتہ داروں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کے ساتھ بیوی سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور اسے عزت،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احترام سے نوازے۔ یہ اوصاف حمیدہ خاوند کو معاشرے میں بھی معزز بنا دیں گے، بیوی بھی ایسے خاوند پر فداکار و جاں نثار ہوگی اور اس کی عزت اور قدر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ یوں باہمی محبتیں پروان چڑھیں گی اور زندگی کی خوشیاں سمیٹنا نصیب ہوں گی۔ کیونکہ فضول اور لغو گفتگو نا جائز، شخصی بے توقیری کا باعث اور نفرتوں میں اضافے کا باعث ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المؤمنون : ۳]

''وہ جو لغو باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔''

- دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ [القصص : ۵۵]

''اور جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔ سلام ہے تم پر ہم جاہلوں سے نہیں ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ خود بھی اچھے اخلاق کا اعلیٰ پیکر تھے اور اپنی امت کو بھی اخلاق حسنہ اختیار کرنے اور اچھی بات کرنے کی تاکید کی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ عادتاً فحش گو تھے نہ تکلفاً اور آپ ﷺ کہا کرتے تھے:

((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)) [1]

''بے شک تمھارے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں اخلاق میں اچھے ہیں۔''

نیز آپ ﷺ نے اچھی بات کرنے کی تاکید کی ورنہ خاموشی بہتر ہے۔

---

[1] صحیح بخاری : ۶۰۳۵۔ صحیح مسلم : ۲۳۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ » ①

''جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے، جس کا اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کی بدزبانی اور غیر مہذب اور بے ہودہ زبان استعمال کرنے سے منع کیا۔

- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْبَذِيْءِ، وَلَا الْفَاحِشِ » ②

''مومن بہت طعنے دینے والا، بہت لعنت کرنے والا، بدزبان اور فحش گو نہیں ہوتا۔''

ان دلائل کی رو سے خاوند اہل خانہ کے ساتھ محتاط زبان استعمال کرے، انھیں عزت و اکرام سے مخاطب کرے اور شائستہ اور مہذب رویہ اختیار کرے۔

۲۳۔ سخت مزاجی اور بے جا غصہ:

خاوند بحیثیت سرپرست اپنی طبیعت میں حلم و بردباری، صبر و برداشت اور حوصلہ پیدا کرے، گھر میں ہونے والے معمولی نقصانات اور غلطیوں پر اشتعال میں نہ آئے، نہ معمولی خطاؤں پر طیش میں آکر بیوی بچوں کو زد و کوب کرے۔ بلکہ اگر بیوی بچوں سے کوئی نقصان ہوا ہے، کسی نے کوئی کام خراب کر دیا ہے یا خلاف عادت کام ہوگیا ہے تو حوصلے

---

❶ صحيح بخاري : ٦٤٧٥ـ صحيح مسلم:٤٧ـ

❷ صحيح : مسند أبي يعلى : ٥٠٨٨ـ مستدرك حاكم : ١/ ١٢ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور برداشت سے کام لیتے ہوئے انھیں پیار ومحبت سے غلطی کا احساس دلائیں۔ یوں شوہر اہل خانہ کے دل جیت لے گا اور باہمی محبت ومروت کو عروج ملے گا۔ نیز یہ عادات حمیدہ گھر کے ماتحت افراد میں بھی سرایت کریں گی یوں معمولی باتوں پر جھگڑے معمول نہیں بنیں گے، نہ معمولی واقعات پر گھر کا سکون تج ہوگا اور نہ تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگی۔ پھر معمولی باتوں پر طیش میں آنے والا، معمولی نقصانات پر بیوی بچوں کی ہڈی پسلی ایک کر دینے والا اور ماں بہن کی بے ہودہ گالیاں بکنے والا غصہ زائل ہونے پر خود ہی پچھتاتا ہے اور کسی کی ہڈی پسلی کے ٹوٹنے اور سر پھٹنے کی صورت میں اسے ہی یہ علاج کا بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پھر گلی محلے میں رسوائی اور اہل خانہ کی ناراضی اور ان کی اخلاقیات پر برے اثرات الگ نقصان ہے۔ ایک عمر کے بعد بچے منہ پھٹ، بدتمیز اور گریبان پر ہاتھ ڈالنے تک پہنچ جائیں گے۔ اگر بیوی بھلی مانس اور شریف خاندان سے ہوئی تو خاوند کے مظالم سہتی رہے گی لیکن اگر وہ بھی تیز طبیعت اور جدید ماحول سے متاثرہ ہوئی تو اینٹ کا جواب پتھر سے دے گی، خاوند کے پلے عزت وغیرہ کچھ نہ چھوڑے گی اور ممکن ہے اس اشتعال انگیزی کی زد میں معاملہ طلاق اور خلع تک پہنچ جائے اور طلاق کی صورت میں فریقین ذلیل وخوار بھی ہوں، خاندان اور محلے میں جگ ہنسائی بھی اور دوبارہ صلح یا نکاح بحالی کے لیے کئی لوگوں کی منت سماجت اور ترلے ایک الگ ذلت کا سامنا کرنے پڑے گا۔

الغرض! غصے اور اشتعال کا سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ سو غصہ تھوکیے اور حلم و بردباری اور عفو و درگزر کا مظاہرہ کیجیے۔ آپ کے اس طریقہ کار سے گھر میں سکون و اطمینان بھی ہوگا، رشتوں میں قربت اور استحکام بڑھے گا اور آپ کی یہ اچھی عادات بیوی بچوں پر بھی مثبت اثرات چھوڑیں گی۔

پھر شریعت اسلامیہ نے عفو و درگزر، حلم و بردباری اختیار کرنے کی تاکید کی ہے اور بے جا غصے اور اشتعال سے گریز کرنے کا حکم دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصہ پر قابو پانے کے فضائل:

کتاب وسنت میں غلطیوں سے درگزر کرنے، غصے پر قابو پانے اور حوصلے سے کام لینے کی تاکید بیان ہوئی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [الاعراف:۱۹۹]

''درگزر اختیار کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کر۔''

- دوسرے مقام پر مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۴]

''جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

- مزید وصف یہ بیان کیا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾

[الشوریٰ: ۳۷]

''اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں۔''

اشتعال میں نہ آئیں، نبوی نصیحت:

بے جا غصہ، سخت اشتعال اور بے تکا جلالی پن سراسر نقصان کا باعث اور نفرتوں کا شاخسانہ ہے، ان سنگین نتائج کے باعث نبی ﷺ نے بے جا غصے اور اشتعال میں آنے سے بار بار منع کیا، جو اشتعال کی ہلاکت خیزی اور انتہائی سنگینی کی طرف اشارہ ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجیے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: لَا تَغْضَبْ »[1]

''غصہ مت کر۔'' اس نے یہ سوال کئی بار دہرایا تو آپ ﷺ نے (یہی) فرمایا کہ غصہ نہ کر۔''

اصل بہادری:

غصہ اور اشتعال کی رو میں بہہ کر سفلی جذبات کی تسکین اور گھر میں اپنے جھوٹی ساکھ بحال کرنے اور بیوی بچوں کو دباؤ میں رکھنے کے لیے مار دھاڑ، گالم گلوچ اور ہڑبونگ مچانا نہ شخصی وقار ہے اور نہ بہادری کا کام۔ یہ شیطانی جذبات کی تسکین اور شرعی تعلیمات سے جہالت کا شاخسانہ ہے۔ اس ساری جھوٹی اور مصنوعی ساکھ کے برعکس اصل بہادری اور دلیری تو غصے اور اشتعال پر قابو پانا اور جذبات سے مغلوب نہ ہونا ہے۔

• سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ »[2]

''مد مقابل کو پچھاڑنے والا اصل طاقت ور نہیں ہے، اصل طاقت ور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے۔''

غصہ دور کرنے کے طریقے

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنا:

اگر غصے اور اشتعال میں ہیں تو غصے کو کنٹرول کرنے اور غصے کے نقصانات سے بچنے کے لیے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھیں تو غصہ کافور ہو جائے گا۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

1. صحيح البخاري: ٦١١٦۔
2. صحيح بخاري: ٦١١٤۔ صحيح مسلم: ٢٦٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾

[الأعراف : ٢٠٠ ، ٢٠١]

''اور اگر کبھی تجھے شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بے شک وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں، جب انھیں شیطان کی طرف سے کوئی (برا) خیال چھو جائے تو ہشیار ہو جاتے ہیں پھر اچانک وہ بصیرت والے ہوتے ہیں۔''

• سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کے پاس بیٹھے تھے کہ دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی اور ایک شخص اپنے ساتھی کو گالیاں دینے لگا، اس کا رنگ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اگر یہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔'' ①

کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں:

شدید غصے اور اشتعال کو دور کرنے کا دوسرا حل یہ ہے کہ آپ کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھ کر بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جائیں اس طریقہ کار سے آپ کا غصہ ضرور ٹھنڈا ہو گا اور اشتعال انگیزی اور غصے کے نقصانات سے محفوظ رہیں گے۔

• سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ » ②

''جب تم میں سے کوئی شخص غصے ہو اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ پھر اگر (اس

① صحیح بخاری : ٦١١٥۔ صحیح مسلم : ٢٦١٠۔

② صحیح : مسند أحمد : ٢١٥/٥۔ سنن أبي داود: ٤٧٨٢۔صحیح ابن حبان: ٥٦٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے سے) غصہ ختم جائے (تو ٹھیک) ورنہ لیٹ جائے۔"

ان نصیحتوں پر عمل کر کے بہت سے نقصانات، گھریلو ناچاقیوں اور باہمی تنازعات اور نفرتوں سے بچا جاسکتا ہے۔

۲۴۔ بدگمانی اور جاسوسی کرنا:

خاوند بیوی سے اپنائیت، حسن معاشرت اور حسن سلوک والا معاملہ اختیار کرے، جب تک بیوی کے غلط تعلقات اور بے حمیتی کے کوئی ٹھوس ثبوت نہ ملیں بیوی کے بارے میں حسن ظن رکھنا، اسے عصمت کے معاملہ میں پاک دامن اور عزت کی محافظ سمجھنا خاوند کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ اسلام بے عیب، باعصمت اور غلط تعلقات سے بے خبر عورتوں پر کسی قسم کی تہمت اور عیب تراشی حرام قرار دیتا ہے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۟ۙ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَىِٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ﴾

[النور: ۲۳ تا ۲۶]

"بے شک جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف اس کی شہادت دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ انھیں ان کا صحیح بدلہ پورا پورا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے، جو ظاہر کرنے والا ہے۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ لوگ اس سے بری کیے ہوئے ہیں جو وہ کہتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ : الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَ أَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ » [1]

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' انھوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا اور بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

بیوی کے متعلق تہمت اور عیب تراشی کے پیچھے بدگمانی، جاسوسی اور خفیہ تعلقات کی ٹوہ جیسے قبیح عوامل ہیں۔ جو سراسر ناجائز اور حد درجہ نقصان دہ ہیں، کیونکہ محض سفلی جذبات کی تسکین، بے ہودہ شوق کی آبیاری اور کسی آوارہ منش دوست کے بے ہودہ مشوروں پر باعصمت اور پاک دامن بیوی سمیت اسلام کسی بھی مسلمان شخص کے خفیہ حالات جانچنے اور اس کی جاسوسی کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ مسلمان کی عزت کی حرمت کے پیش نظر اور فریق مخالف کو ان خفیہ سرگرمیوں اور جاسوسی پر مطلع ہونے پر جو نفرت، حسد، بغض اور باہمی تنازعات کا نقصان ہوگا اس سے بچاؤ کے پیش نظر جاسوسی، خفیہ سرگرمیوں پر نظر اور بدگمانی سے منع کیا گیا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری: ٦٨٥٧۔ صحیح مسلم: ٨٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [الحجرات : ١٢]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے جب کہ وہ مردہ ہو، سو تم اس سے نفرت رکھتے ہو اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَ لَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا » [1]

''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، ٹوہ نہ لگاؤ، جاسوسی نہ کرو، نہ دھوکے سے (خرید وفروخت میں) بولی بڑھاؤ، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے دل میں کینہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔''

یہ احکام تو عام ہیں جن میں بیوی سمیت دیگر مسلمان بھی شامل ہیں کہ کسی مسلمان کے بارے میں برے گمان رکھنا، اس کی کمزوریاں تلاش کرنے کے لیے اس کی ٹوہ میں رہنا، اس کے خفیہ تعلقات اور حساس پہلوؤں سے واقفیت کے لیے جاسوسی جیسے گھٹیا کام کرنا اور حسد بغض اور باہمی نفرتیں پروان چڑھانا شرعاً حرام ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کے متعلق

[1] صحيح بخاری : ٦٠٦٤۔ صحيح مسلم : ٢٥٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص جاسوسی اور ان کی خفیہ معلومات حاصل کرنے سے منع کیا۔

• سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا يَتَخَوَّنُهُمْ، أَوْ يَلْتَمِسُ عَثَرَاتِهِمْ » ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی اپنے اہل کی خیانت اور غلطی پکڑنے کے لیے یا ان کی لغزشیں پکڑنے کے لیے ان کے پاس رات کے وقت آئے۔''

لہٰذا شوہر اس غلط راہ کا انتخاب کر کے خود کو گناہ گار، اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان نہ بنائے، مفت میں خود کو پریشان اور دل میں بیوی کے متعلق غلط وسوسے نہ پالے۔ نیز بیوی خاوند کے اس جاسوسی کے نظام اور خفیہ مانیٹرنگ پر اطلاع پانے پر بگڑ جائے گی اور باہمی اعتماد کو شدید ٹھیس پہنچنے پر اس کا ایسے خاوند سے رہنا مشکل ہو جائے گا۔ سو اپنے ہاتھوں اپنی بے سکونی اور گھر کی بربادی کا سامان نہ کریں۔

۲۵۔ میکے والوں کو شکایات لگانا:

خاوند کا بیوی سے اس کی کسی غلطی، خطا اور نالائقی کا احساس دلائے اور اس کی اس غلطی کو دور اور کسی بری عادت کے بارے میں مطلع کیے بغیر اس کے میکے والوں سے شکایات کرنا، انھیں اس کی کمزوریاں گنوانا اور نقائص بیان کرنا بیوی کے بگاڑ کا سبب ہے۔ کیونکہ عورت اس معاملے میں بڑی حساس واقع ہوئی ہے۔ وہ ہر طرح کا جبر برداشت کر لی گی، خاوند کی جلی کٹی سننا اور سسرال والوں کے ہر طرح کے مظالم سہہ لے گی لیکن اسے کی خامیاں اس کے میکے والوں سے بیان ہوں اور میکے والوں کو اس کی وجہ سے طعنے سننا پڑیں یہ وہ برداشت نہیں کر پاتی۔ لہٰذا خاوند اولاً خود بیوی کی اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اس سے بیوی کا سدھرنا ناممکن ہو تو اچھے اور اصلاح کے انداز سے اپنی ساس، سسر اور ایسے

① صحیح مسلم: ۷۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سسرالی رشتہ دار سے، بیوی جس کی بات مانتی اور حیا کرتی ہے اسے اس کی خامیاں بیان کر کے احسن انداز سے ان کے ازالے کی کوشش کی جائے۔ اصلاح کا یہ طریقہ مؤثر اور مفید بھی ہے اور اس طریقہ کار سے بیوی خاوند کی قدردان بھی ہوگی اور دوبارہ شکایت کا موقع بھی نہ دے گی۔ لیکن اگر شوہر سسرال والوں کے پاس جا کر بیوی کے نقائص اور خامیوں کا طوفان کھڑا کر دے، انھیں اس کی وجہ سے ذلیل و رسوا کرے، گلی محلے کے لوگوں اور برادری کے لوگوں میں عورت کی بری تشہیر کرے تو خاوند کے اس ناروا رویے اور احمقانہ طریقہ کار سے سسرالی رشتہ دار بھی متنفر ہوتے اور بیوی ایسے غیر مہذب واقعے کی اطلاع پانے پر آگ بگولہ ہوتی اور انتقام میں وہ کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہوتی ہے۔ وہ خاوند سے بگڑ کر اس کی توہین و تذلیل کرے گی، اس سے بدزبانی اور لڑائی کرے گی اور جواب میں خاوند کے والدین اور بہن بھائیوں سے توہین آمیز رویہ اختیار کرے گی۔ یوں گھر کا سکون تہس نہس ہو جائے گا اور پرسکون اور باہمی اعتماد میں گندھے رشتوں میں بد اعتمادی اور نفرتیں بڑھیں گی۔ لہٰذا خاوند سمجھداری کا مظاہرہ کرے اور معاملات کو کیسے اور کس انداز سے قابو کرنا ہے ان احساسات کو سمجھ کر اصلاح کے مفید عوامل استعمال میں لائے اور جو رویے گھر کے بگاڑ اور باہمی نفرتوں کو جلا بخشتے ہیں، ان سے گریز کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے بگڑنے میں ذاتی عوامل اور نشوز کی علامات

بیوی کے بگاڑ میں کبھی خارجی عوامل کارفرما ہوتے ہیں کہ وہ خاوند کے مظالم، اس کی زیادتیوں، بری عادات اور بدمزاجی سے بگڑ جاتی اور نوبت اعراض، باہمی تنازعات، گھریلو جھگڑوں اور باہمی ناچاقیوں تک پہنچ جاتی ہے، کبھی ساس سسر، نندیں اور دیور جیٹھ زوجین کے تعلقات میں کشیدگی اور ناچاقی کا باعث بنتے ہیں اور کبھی عورت میں ہی خودسری، علو، احساس برتری، کبر ونخوت اور خاندانی، مالی یا حسن و جمال کے تفوق جیسے بد دماغی کے ایسے عوامل ہوتے ہیں جو بیوی کو خاوند سے دور کر دیتے، باہمی نفرتوں کے اضافے کا باعث بنتے اور معاملات مجردانہ زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے یا نوبت خلع وطلاق تک پہنچ جاتے ہے۔ ذیل میں بیوی کے بگڑنے اور اعراض ونشوز کے ذاتی عوامل کا بیان ملاحظہ کریں۔

خودسری وانا پرستی:

بیوی کا خودسر، انا پرست، متکبر وخودغرض ہونا عائلی لحاظ سے انتہائی نقصان دہ ہے۔ اس عادت بد کی صورت میں یا تو منہ زور بیوی گھر کے سیاہ وسفید کی مالک ہونے اور خاوند کی سرپرستی معطل ہونے کی صورت میں رشتوں کے استحکام میں خلل آتا ہے اور گھریلو معاملات کو چلانے، بچوں کی دینی تربیت اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا شعور اور فہم جو شوہر کو عطا کیا گیا ہے عورت اپنی فطرتی کم عقلی وکم فہمی کی وجہ سے وہ ادراک نہیں رکھتی۔ پھر اگر خاوند بھی اسی مزاج کا ہو تو ہر وقت اٹ کھڑکا جاری رہتا ہے اور ان متکبر زن وشو میں نباہ مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بیوی کو متکبرانہ پن اور تفاخرانہ رویے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے اوصاف بد سے متصف عورت سے خاوند بیزار ہو کر اس سے قطع تعلقی پر مجبور ہو جائے گا اور معاشرے میں عزت و احترام سے دونوں ہی محروم ہو جائیں گے۔ پھر تکبر، غرور، فخر اور خود پسندی شرعاً بھی حرام ہے اس لیے ان اوصاف رذیلہ کے ذریعے اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان نہیں کرنا چاہیے۔

ا۔ تکبر اور کبر و نخوت کی حرمت:

تکبر، خود پسندی، غرور اور فخر و نخوت اسلامی معاشرے میں نفرت، حسد، بغض اور کینہ پروری کا باعث ہیں اس لیے شریعت اسلامیہ نے ان رذائل کو حرام قرار دیا اور ان رذائل سے متصف شخص کا بھیانک انجام بیان کیا ہے۔ نیز بیوی کے لیے خاوند اتنا مقدس و محترم رشتہ ہے کہ سجدہ کی رخصت کی گنجائش ہوتی تو بیوی خاوند کو سجدہ کرتی، بھلا اتنے قابل احترام رشتے کو حقیر، قابل نفرت اور ذلیل سمجھا جا سکتا ہے۔ ایسی عورت اپنی دنیا و آخرت تباہ کرنے پر تلی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اپنی اس انا پرستی کا انجام ملاحظہ کرنا چاہیے کہ وہ کتاب و سنت کے احکام کی حکم عدولی کر کے کتنا بڑا نقصان کر رہی ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَ اقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾ [لقمان: ١٨، ١٩]

”اور لوگوں کے لیے اپنا رخسار نہ پھلا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ کسی اکڑنے والے، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی رکھ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ، بے شک سب آوازوں سے بری گدھوں کی آواز ہے۔“

ایسا انسان جسے کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہوا وہ جنت سے محروم ہوگا تو جس کا دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودماغ کبر ونخوت سے بھرا ہوا اس کی کیفیت کیا ہو گی۔

• سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ » ①

’’جس کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔‘‘ اس پر ایک شخص نے عرض کی: ’’بلا شبہ انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتا خوب صورت ہو۔‘‘ (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بلا شبہ اللہ خوب صورت ہے، وہ خوب صورتی کو پسند کرتا ہے۔ (بلکہ) تکبر حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔‘‘

نیز سرکش، اکھڑ مزاج اور متکبر شخص کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

• سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: بَلَى، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ، قَالُوْا: بَلَى، قَالَ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ » ②

’’کیا میں تمھیں جنتی شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟‘‘ انھوں نے عرض کیا: ’’ضرور! (بتایئے)۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر کمزور اور تواضع اختیار کرنے والا شخص (جنتی ہے)، اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیا میں تمھیں جہنمی شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟‘‘ انھوں نے عرض کیا: ’’ضرور! (بتایئے)۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر سرکش، اکھڑ مزاج، متکبر (جہنمی ہے)۔‘‘

① صحیح مسلم: ۹۱۔

② صحیح بخاری: ٤٩١٨۔ صحیح مسلم: ۲۸۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تکبر کے مرض میں مبتلا لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت ہزیمت و رسوائی اور اس کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ تَعَاظَّمَ فِي نَفْسِهِ ، أَوِ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ » ①

”جو شخص اپنے دل میں بڑا بنا یا اپنی چال میں اکڑ کر چلا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے سے بھرا ہوگا۔“

جب تکبر، باغی پن اور خود پسندی کا انجام اتنا ہلاکت خیز ہے تو زن و شو میں سے ہر فریق کو ان رذائل سے احتراز کرنا چاہیے اور تواضع، عاجزی اور کسر نفسی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اوصاف حمیدہ جہاں رشتوں کے استحکام، باہمی پیار و محبت اور اپنائیت کا باعث ہیں، وہاں یہ اخروی نجات اور بلندی درجات کا ذریعہ بھی ہیں۔

شریعت اسلامیہ نے تواضع اختیار کرنے اور کسی پر فخر کرنے سے منع کیا ہے۔

- سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ » ②

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ تم تواضع اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اختیار کرنا عظمت و رفعت کی علامت قرار دیا۔

- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا

---

① صحیح:مسند احمد : ۱۱۸/۲۔ الادب المفرد:۵۶۷۔ مستدرك حاكم : ۶۰/۱۔

② صحیح مسلم : ۲۸۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ »[1]

"صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، عفو و درگزر سے اللہ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو بھی اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرے اللہ اسے بلند ہی کرتا ہے۔"

لہٰذا بیوی تواضع، انکساری اور کسر نفسی سے خاوند کا دل جیت سکتی اور گھریلو ماحول کو خوش گوار بنا سکتی ہے۔

۲۔ حسن، خاندانی عظمت اور مالداری پر فخر:

خاندانی عظمت، حسن و جمال کا گھمنڈ اور مالداری کا نشہ ایسے مفاخر ہیں جو عورت ان میں مبتلا ہو وہ خاوند، اس کے خاندان، اس کے رشتہ داروں کو حقیر جانتی اور خود کو کوئی خلائی مخلوق سمجھتی ہے۔ جس سے خاوند، اس کا خاندان اور گھر کے افراد ایسی عورت سے زچ ہو کر یا تو تعلقات محدود کر لیتے ہیں یا قطع تعلقی اور اس عورت سے علیحدگی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے اوصاف کی حامل عورت کو چاہیے جہاں اس کی شادی ہوئی ہے وہ تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسی خاوند اور ماحول سے راضی ہو جائے اور اسی ماحول میں خود کو ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کرے۔ خاوند کی اطاعت و فرماں برداری، اس کے گھر والوں سے حسن سلوک اس کے لیے عزت و عظمت کا باعث ہوگا اور یہ ہر دلعزیز ہو کر خاندان والوں میں خوب پذیرائی حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن اپنے حسن و جمال کے نشے میں مخمور رہنا اور دوسروں کی بدصورتی اور بے ڈھبے پن کو ہدف تنقید بنانا، انھیں بات بات پر بدصورتی اور بدشکلی کے طعنے دینا یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں طعن زنی ہے، جس سے وہ گناہ گار بھی ہوگی اور دوسروں کی ذات میں کیڑے نکالنے سے انھیں متنفر بھی کر لے گی۔ اس کا کسی اچھے خاندان سے تعلق پر فخر کرنا اور سسرالی خاندان کو کم تر سمجھنا یہ بھی رشتوں میں نفرت کا باعث ہے کہ خاوند اور اس کا خاندان بیوی کے خاندان کی عظمت کے قصیدے اور اپنی بے توقیری کے نوحے سن سن کر اس

[1] صحیح مسلم: ۲۵۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بے زار ہو جاتے اور معاملہ جان چھڑانے اور بہو کی بے توقیری و تذلیل تک جا پہنچتا ہے۔ اسی طرح بیوی کا مالدار ہونا اور مالدار خاندان سے تعلق اس کی بدمزاجی اور اکڑفوں کا باعث بنتا ہے۔ مالداری کے تفاخر میں مبتلا عورت بھی اپنا نقصان کرتی اور مال کا نشہ اگر خاوند اور اس کے خاندان کی تحقیر کا باعث ہو تو یہ سراسر نقصان اور اپنے گھر کو اجاڑنے کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو حسن و جمال، خاندانی عظمت اور مال سے نوازا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ان نعمتوں کا مثبت استعمال کرے کہ یہ نعمتیں اس کی اخلاقی برتری، رشتوں میں ہم آہنگی اور خاوند کی توقیر کا باعث ہوں۔ اس سے وہ خود بھی پرسکون و باوقار زندگی گزارے گی، نکاح کے رشتہ میں استحکام بھی آئے گا، وہ خاندان میں معزز و محترم بھی قرار پائے گی اور خاوند کی منظورِ نظر بھی ہوگی۔ ورنہ یہ نعمتیں کبر ونخوت کا باعث ہوں تو یہ اپنی ساکھ بھی گنوائے گی، بے توقیر اور ذلیل بھی ہوگی اور گھر کا سکون بھی اجاڑ دے گی۔ یہ بے کل زندگی اس کے لیے، اس کے خاوند اور آل اولاد سمیت اس کے میکے والوں کے لیے بھی عار اور ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ عافیت انعامات الٰہیہ کی قدر دانی اور تواضع و انکساری میں ہے۔

نیز ہمارے ہاں یہ رواج کے لڑکی حسن میں یکتا، بڑے خاندان کی بیٹی اور بے تحاشا مال و جائیداد کی مالک ہو، انتخاب نکاح میں یہ چیزیں بھی بگاڑ کا سبب ہیں۔ کیونکہ انتخاب نکاح میں یہ چیزیں پرکشش اور اہم ہونے کی وجہ سے نکاح میں اہم چیز دین داری، تقویٰ وللٰہیت اور اخلاقی اقدار سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ جس کا انجام رشتوں میں اضطراب، بے چینی، پریشانی اور بے سکونی کی صورت میں ملتا ہے۔ لہٰذا انتخاب نکاح میں آئندہ نبوی نصیحت پر عمل کر کے گھروں کو خوش حال، رشتوں کو لازوال اور پیار و محبت کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِذَاتِ الدِّیْنِ، تَرِبَتْ یَدَاكَ » ①

’’عورت چار اوصاف کے سبب بیاہی جاتی ہے:اپنے مال کی وجہ سے، اپنے حسب ونسب کی وجہ سے، اپنی خوب صورتی کے سبب اور اپنے دین کے وجہ سے۔ چنانچہ تو دین دار عورت کے ساتھ (نکاح کر کے) کامیاب ہو جا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (یعنی تو ہمیشہ سکھی رہے)۔‘‘

نیز دین دار عورت ہی دنیا کا قیمتی ترین اثاثہ ہے لہٰذا نکاح میں ایسی عورت ہی کو ترجیح دینی چاہیے۔

• سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ » ②

’’دنیا فائدے کا سامان ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔‘‘

عورت کے بگڑنے اور نشوز کی علامات

عورت کا بگڑنا اور اعراض ونشوز اس کا خاوند کی نافرمانی کرنا، بلا اجازت گھر سے باہر نکلنا، خاوند کو حق زوجیت سے محروم کرنا اور دیگر غیر شرعی کام کرنا جن میں شوہر کی اطاعت لازم ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نشوز کی تعریف میں لکھتے ہیں:

« هُوَ أَنْ تَنْشُزَ عَنْ زَوْجِهَا فَتَنْفِرُ عَنْهُ بِحَیْثُ لَا تُطِیْعُهُ إِذَا دَعَاهَا لِلْفِرَاشِ أَوْ تَخْرُجُ مِنْ مَنْزِلِهِ بِغَیْرِ إِذْنِهِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِمَّا فِیْهِ امْتِنَاعٌ عَمَّا یَجِبُ عَلَیْهَا مِنْ طَاعَتِهِ » ③

’’آیت کریمہ میں نشوز کا معنی یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند سے بگڑ جائے اور اس قدر متنفر ہو جائے کہ جب وہ اسے ہم بستری کی دعوت دے تو وہ اس کی بات

---

① صحیح بخاری: ۵۰۹۰۔ صحیح مسلم: ۱۴۶۶۔ سنن أبی داوٗد: ۲۰۴۷۔

② صحیح مسلم: ۱۴۶۹۔ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۵۔

③ مجموع الفتاوىٰ لابن تیمیه: ۳۲/۲۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننے سے انکار کر دے، اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے اور اس طرح ان امور سے رک جائے جن میں خاوند کی اطاعت واجب ہے۔''

عورت کے بگڑنے اور نشوز و اعراض کی کچھ علامات ہیں جنھیں سمجھدار خاوند دیکھتے ہی روٹھی بیوی کی اصلاح اور اپنی اور بیوی کی کوتاہیوں کا ازالہ شروع کر دے اور معاملے کو اعراض ونشوز کی انتہا تک نہ پہنچنے دے۔ جہاں بول چال بند اور اصلاح کی صورت گھمبیر ہو جائے۔ بیوی کے اعراض، خاوند سے بے زاری اور ناراضی کی کچھ علامات بیان کی جا رہی ہیں جن کے ازالے اور تدارک میں تاخیر نقصان دہ ہے اور معاملے کو مزید بگاڑ سکتی اور نفرت کی چنگاری کو بھڑکا کر شعلہ جوالہ بنا سکتی ہے۔ وہ علامات درج ذیل ہیں۔

ا۔ اکھڑ مزاجی اور درشتی اختیار کرنا:

جو عورت نرم مزاج، خاوند سے نرم لہجے اور خندہ پیشانی سے پیش آتی، لطف و اکرام کا مظاہرہ کرتی اور خود سپردگی کا رویہ اختیار کرتی ہے، جب اس کے لہجے میں کرختگی، رویے میں درشتی اور تیور بدلے ہوں تو خاوند کو معاملہ مزید بگاڑنے اور بے اعتنائی و بے پروائی کا مظاہرہ کرنے یا مزید روکھا پن اور مقابلے میں سختی کرنے کے بجائے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور بیوی کے سخت لہجے اور بدمزاجی کے اسباب تلاش کر کے ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ لہجے کی سختی، گفتگو میں پھیکا پن اور بے اعتنائی، خاوند سے بے پروائی اور زبان درازی یہ عورت کے بگڑنے اور روٹھنے کی علامات ہیں۔ جن کا جتنی جلدی ازالہ کیا جائے معاملات سنور سکتے ہیں۔ ورنہ خاوند کی مزید سختی اور لاتعلقی عورت کو بگاڑ دے گی اور عورت اشتعال یا ضد میں آ کر گھر اجاڑنے پر تل جاتی، ہر طرح کا نقصان اٹھانے اور ہر حد تک جانے کے لیے تیار ہو جاتی اور معاملہ اعراض، نشوز اور تعلقات کے انقطاع تک پہنچ جاتا ہے اور ایسی صورت حال میں شیطان زن و شو کو اشتعال دلا کر معاملہ فسخ نکاح تک لے جا کر نکاح کے عظیم بندھن میں رخنہ ڈال کر انھیں معاشرے میں بے توقیر کر دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ بناؤ سنگھار اور زینت ترک کرنا:

عورت کا خاوند کے لیے بننا سنورنا، خوب صورت لباس اور بناؤ سنگھار ترک کر دینا یہ اس کے روٹھنے کی علامت ہے۔ خاوند جب بیوی کا ترک زینت کا رویہ دیکھے تو اسے بیوی کی ناراضی اور اس ناروا طرز عمل کا جائزہ لے کر اپنی کوتاہیوں اور بیوی کے ناراضی کے اسباب کا ازالہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ خاوند کے لیے بناؤ سنگھار اور زیبائش ترک کرنا اس کے پیچھے خاوند کے انتہائی بے پروائی یا بیوی کا خاوند سے کسی بات پر سخت متنفر ہونا ہے۔ اب خاوند مزید بھڑکنے اور بیوی کو زدوکوب کرنے کے بجائے معاملے کی حقیقت سمجھے اور اس کا ازالہ کرے۔ یوں بگڑتے معاملات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ گھر اجڑنے اور تعلقات کشیدہ ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں خاوند کی طوطا چشمی، بے پروائی، لا ابالی پن اور حد سے زیادہ بے رخی جلتی پر تیل کا کام کرتی اور عورت مزید صدمے سے دوچار ہو کر خاوند کی نافرمانی سمیت ہر طرح کا تعلق توڑنے اور ہر انجام سے دو چار ہونے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا خاوند کی سمجھداری اور دانشمندی یہ ہے کہ بیوی کو اپنائیت دے کر، اپنی غلطیوں سے معذرت کر کے اور بیوی کی خامیاں دور کر کے بیوی کو منانے اور اسے اعتماد میں لینے کی کوشش کرے۔ خاوند کی ان کوششوں سے بگڑتے حالات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

۳۔ خاوند کی خواہش کا انکار کرنا:

بیوی پر خاوند کے بہت سے حقوق ہیں ان میں سے اہم اور سرفہرست حق خاوند کی اطاعت کرنا، اس کی فرماں برداری کرنا اور اس کے جنسی حقوق ادا کرنا ہیں۔ خاوند بیوی سے جنسی تسکین کا تقاضا کرے تو بیوی کے لیے اس سے انکار قطعاً جائز نہیں۔

- سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ »[1]

”جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس آئے،

---

[1] حسن: جامع ترمذی: ۱۱۶۰۔ السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۹۲۲۔ صحیح ابن حبان: ۴۱۶۵۔ سنن بیہقی: ۷۴۷۷۔ قیس بن طلق صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ تندور پر (روٹیاں پکانے میں مصروف) ہو۔‘‘

یعنی اسے اپنی شدید مصروفیت کو چھوڑ کر خاوند کی حاجت پوری کرنی چاہیے اور حیلے بہانے، ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے اور تاخیری حربے استعمال کر کے خاوند کے دل میں بغض و نفرت کے بیج نہ بوئے جائیں یا یہ تاکیدی حکم اس لیے ہے کہ خاوند کا بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کی طرف خیال ہی نہ جائے۔ یوں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہ پائے گا اور شیطانی وسوسوں اور حملوں کا شکار نہ ہو سکے گا۔ پھر جو عورت خاوند کے بلانے پر اس کی حکم عدولی کرا اور اس کی خواہش پوری نہ کرے تو فرشتے اس پر مسلسل لعنت کرتے اور آسمانوں کا رب بھی اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔ اس لیے خاوند کی جنسی خواہش کی عدم تکمیل کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ عورت کو خاوند کی جنسی تسکین کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے اور اس مسئلہ میں معاشرتی اور خاندانی مجبوریوں کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔ کیونکہ خاوند کی خواہش پوری نہ کرنا عورت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ » ①

’’جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے، پھر وہ اس پر سخت غصہ کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس (عورت) پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔‘‘

اتنے سخت احکام اور اتنی سخت وعید کے باوصف عورت خاوند کی جنسی تسکین اور ہم بستری سے انکار کر دے تو یہ عورت کی ناراضی اور خاوند سے نفرت کی انتہا ہے۔ اس صورت حال میں خاوند معاملے کی حساسیت کا ادراک کرے اور بیوی کو ڈانٹ

① صحیح بخاری: ۳۲۳۷۔ صحیح مسلم: ۱۴۳۶۔ سنن أبي داوٗد: ۲۱۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈپٹ اور زد و کوب کرنے کے بجائے بیوی کے انکار کے اسباب تلاش کرے نہ کہ اشتعال میں آ کر گھر سے نکال دیا، اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا یا طلاق کا اختیار استعمال کرتے ہوئے اس سے ہمیشہ کی جدائی اختیار کر لی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جذبات میں بہہ کر اپنی جھوٹی انا پالنے اور عبرتناک سبق سکھانے جیسے سفلی جذبات کے رو میں بہہ کر عقد نکاح کا تقدس پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسی صورت میں بھی خاوند کو بیوی کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی ترغیب دی جاتی ہے کہ اتنا مقدس رشتہ محض معمولی سے روکھے پن، اشتعال انگیزی اور بے زاری سے ٹوٹنے نہ پائے۔ بلکہ حوصلے اور برداشت سے بیوی کو منانے اور اسے راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا:

نیک ،فرماں بردار اور اطاعت شعار بیوی کا اچانک نافرمانی شروع کر دینا، اپنی من مانی کرنا، فرائض میں کوتاہی برتنا اور بلا اجازت گھر سے باہر جانا، اپنی مرضی سے کسی رشتہ دار کے پاس یا میکے چلے جانا یہ عورت کے اعراض اور بگڑنے کی علامات ہیں۔ خاوند جن کا ازالہ کر کے معاملات کو درست نہج پر لا سکتا اور تعلقات میں تناؤ کو ختم کر سکتا ہے۔ بیوی کی کسی نافرمانی پر اشتعال میں آنا، بھڑک اٹھنا اور عبرت ناک سبق سکھانے جیسے شیطانی جذبات معاملے کو بگاڑ سکتے اور تعلقات میں مزید دوریاں پیدا کر سکتے ہیں۔ معاملے کو بگاڑنے اور تعلقات کو کشیدہ کرنے کے بجائے اللہ تبارک و تعالیٰ بیوی کی اصلاح اور اسے راہ راست پر لانے کی تاکید کرتے ہیں۔ روٹھی اور بگڑی بیوی کی اصلاح کے کیا طریقے ہیں اور اسے نافرمانی اور ہٹ دھرمی چھوڑنے پر کیسے قائل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود اس کی رہنمائی کر کے انسانوں پر بڑا کرم کیا ہے اور رشتوں کو ٹوٹنے سے بچانا کا بہت بڑا حصار قائم کر کے شادی شدہ جوڑوں پر انتہائی احسان کیا ہے۔ ان نسخوں کی وضاحت آئندہ سطور میں ملاحظہ کریں اور شیطانی چالوں اور گھروں کو برباد ہونے سے بچاؤ کا سامان کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روٹھی اور بگڑی بیوی کی اصلاح

اللہ تبارک وتعالیٰ پیمان نکاح کے تقدس اور عظمت کے پیش نظر خاوند اور بیوی میں سے کسی کے متنفر ہونے، بگڑنے، ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے اور نکاح کے فرائض میں کوتاہی یا تعطل کی صورت میں کسی بھی فریق کو فوراً طلاق یا خلع کا حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ پیمان نکاح چونکہ شریعت کی اتباع میں پروان چڑھتا ہے اس لیے اتنا مضبوط بندھن ہوائے نفس اور جوش جذبات میں تحلیل اور ختم کرنے کی رخصت نہیں دی جاتی۔ بیوی کے اعراض، بگڑنے، خاوند کی نافرمانی اور فرائض نکاح کے تعطل کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بگڑی بیوی کی اصلاح کے چار مراحل بیان کیے ہیں۔ خاوند نافرمان اور بگڑی بیوی کی اصلاح کے لیے یہ چار مراحل طے کرے۔ اگر بیوی کے بسنے اور خاوند کی زوجیت میں رہنے کا ارادہ ہوا تو وہ کسی ایک مرحلے پر اپنا اعراض، نشوز، ہٹ دھرمی اور نافرمانی ترک کر دے گی۔ لیکن اگر چاروں حربے استعمال کرنے کی صورت میں وہ سدھرنے کا ارادہ نہیں رکھتی اور اپنی ہٹ دھرمی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے تو خاوند حق طلاق استعمال کر کے ایسے عورت کو فارغ کرسکتا ہے۔

بیوی کو منانے کی صورتیں:

۱۔ وعظ ونصیحت کرنا

۲۔ بستر سے الگ کرنا

۳۔ معمولی مار مارنا

۴۔ بیوی کے اعراض کی صورت میں خاوند بھی بگڑ جائے تو ایک فیصل لڑکے کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک فیصل لڑکی کی طرف سے نامزد کرنا کہ زوجین میں صلح کی کوشش کریں اور عقد نکاح کو توڑنے سے بچائیں۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض اور روٹھی بیوی کی اصلاح کے لیے ان مراحل کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا﴾ [النساء: ۳۴، ۳۵]

”اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو، پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت بلند، بہت بڑا ہے۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا، بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔“

ان فرامین کو ملحوظ رکھتے ہوئی بگڑی اور ناراض بیوی کو منانے اور سدھارنے کی کوشش کی جائے تو برباد ہوتے گھر اور اجڑتے آشیانے کو تحفظ دیا جا سکتا اور شادی شدہ جوڑے کو طلاق اور خلع کے صدمے سے دوچار ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ نکاح توڑنا اور طلاق یا خلع کا آزادانہ استعمال اور عقد نکاح کو کھیل اور ہوائے نفسی بنانے کی شریعت بالکل اجازت نہیں دیتی کہ معمولی سے ناراضی، بے زاری اور کشیدگی کی صورت میں خاوند بلا سوچے طلاق کا پتا استعمال کرے اور بیوی خاوند کی معمولی سی کوتاہی اور بے پروائی پر طلاق کا مطالبہ کرنا شروع کر دے۔ پیمان نکاح کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے طے پاتا ہے، اس لیے نکاح کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحالی میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی لاج رکھنا، گواہوں کی گواہی کی قدر کرنا، خاندان کی عزت کا لحاظ رکھنا اور پیدا ہونے والی اولاد اور اپنی محبتوں اور چاہتوں کی لاج اور قدر یہ ساری چیزیں نکاح سے منتھی ہیں، لہٰذا کسی غیر معمولی اور ناقابل برداشت صورت ہی میں عقد نکاح کو توڑا اور طلاق وخلع کا حق استعمال کیا جا سکتا ہے۔ معمولی ناراضیاں، تھوڑی بہت اونچ نیچ اور حقوق وفرائض میں معمولی کوتاہی سے عقد نکاح کو کھیل بنانا ہرگز ناجائز ہے۔ رشتہ نکاح کی حفاظت اور متنفر وسرکش بیوی کو راہ راست پر لانے اور خاوند کی فرماں بردار بنانے کے لیے یہ چار صورتیں بیان کی گئی ہیں جن پر مرحلہ وار عمل کرنے سے بد مزاج اور بگڑی بیوی کو سدھارا جا سکتا ہے، یہ صورتیں بیوی کی اصلاح میں کافی ممد ومعاون ثابت ہوں گی۔

ا۔ وعظ ونصیحت کرنا:

خاوند سے ناراض، سرکش اور نافرمان بیوی کی اصلاح کا پہلا مرحلہ وعظ ونصیحت، ترغیب وترہیب، جدائی کے نقصانات، ہٹ دھرمی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور خاوند کی بات نہ ماننے کے نقصانات بتانا ہے۔ اگر خاوند کی اپنی کوتاہیاں ہیں تو وہ ان کے ازالے کا یقین دلائے اور بیوی کی زیادتیوں کی صورت میں اسے پیار ومحبت اور اپنائیت سے سمجھانے اور ان کے ازالے پر قائل کرنے کی کوشش کرے۔ خاوند کا یہ طریقہ کار ہی عورت کے کافی خدشات کا ازالہ کر دیتا اور اس کی طرف سے اپنائیت اور بیوی کے طرف سے سرکشی کی صورت میں اعصاب پر قابو رکھنا اور بیوی کو پیار ومحبت سے قائل کرنے کی کوشش ہی عورت پر اچھے اثرات چھوڑتی اور وہ ہٹ دھرمی چھوڑنے پر تیار ہو جاتی ہے۔

اس طریقہ کار کے مفید اور کارآمد ہونے ہی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا یہ پہلا مرحلہ بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ﴾ [النساء : ٣٤]

''اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

ا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

« فَمَتَى ظَهَرَ لَهُ مِنْهَا أَمَارَاتُ النُّشُوْزِ فَلْيَعِظْهَا وَلْيُخَوِّفْهَا عِقَابَ اللّٰهِ فِي عِصْيَانِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ حَقَّ الزَّوْجِ عَلَيْهَا وَطَاعَتَهُ وَحَرَّمَ عَلَيْهَا مَعْصِيَتَهُ لِمَا لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الْفَضْلِ وَالْإِفْضَالِ، وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَلَفْظُهُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ، وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى: وَاللَّاتِي تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ »[1]

''جب خاوند کے لیے بیوی کے اعراض ونشوز کی علامات ظاہر ہوں تو وہ اسے نصیحت کرے اور اپنی نافرمانی پر اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر خاوند کے حقوق اور اطاعت واجب کی ہے اور اس کی نافرمانی کو حرام کیا اس لیے کہ خاوند کو بیوی پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔

- رسول اللہ کا فرمان ہے:

''اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو اپنے خاوند کے لیے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیتا، اس کے اس پر حق عظمت کی وجہ سے۔''

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۶۴۲، ۶۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب خاوند بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔'' صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: ''جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات بسر کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

ان حقوق کی عظمت اور نافرمانی کی وعید کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو۔''

۲۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

((فَعِظُوْهُنَّ، أَيْ ذَكِّرُوْهُنَّ بِمَا أَوْجَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِنَّ مِنَ الطَّاعَةِ وَحُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ وَ رَغِّبُوْهُنَّ وَ رَهِّبُوْهُنَّ إِذَا ظَهَرَ مِنْهُنَّ أَمَارَاتُ النُّشُوْزِ وَ هُوَ أَنْ يَقُوْلَ لَهَا اتَّقِي اللّٰهَ وَخَافِيْهِ فَإِنَّ لِيْ عَلَيْكِ حَقًّا، وَارْجِعِيْ عَمَّا أَنْتِ عَلَيْهِ، وَاعْلَمِيْ أَنَّ طَاعَتِيْ فَرْضٌ عَلَيْكِ وَ نَحْوُ ذٰلِكَ، فَإِنْ أَصَرَّتْ عَلَى ذٰلِكَ هَجَرَهَا فِي الْمَضْجَعِ))[1]

''انھیں ان امور کی نصیحت کرو جو اللہ نے ان پر فرماں برداری اور حسن معاشرت کو واجب کیا ہے، انھیں (ان فرائض کی تعمیل کی) ترغیب دو اور (عدم تعمیل پر) ڈراؤ جب ان میں نافرمانی اور اعراض کی علامات دیکھو۔ یعنی خاوند بیوی سے کہے: اللہ تعالیٰ ڈر اور اس سے خوف کھا کیونکہ میرا تجھ پر حق ہے، ہٹ دھرمی چھوڑ دے اور اس حقیقت کو سمجھ کہ میری اطاعت تجھ پر فرض ہے۔ اس طرح کے مزید فرائض بیان کرے۔ اس کے باوجود اگر وہ اڑی رہے تو اسے اس کے بستر پر چھوڑ دے۔''

یعنی وہ اپنے حقوق و فرائض کا احساس دلا کر، اسے پیار محبت اور اس کی ضروریات میں

[1] فتح البيان في مقاصد القرآن : ۳/ ۱۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافے کا لالچ دے کر، اس مارنے پیٹنے کی دھمکی دے کر، سسرال میں اس کی رسوائی کا ڈراوا دے کر کسی بھی طریقے سے بیوی کو قائل کرنے اور ہٹ دھرمی چھوڑنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

۲۔ بستر سے الگ ہونا:

اگر وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کارآمد نہ ہو اور بیوی اس طریقہ اصلاح سے راضی نہ ہو اور نافرمانی ترک نہ کرے تو اصلاح کا اگلا مرحلہ جو بیوی کے لیے انتہائی اعصاب شکن اور ضرر رساں ہے، اکثر عورتیں جن میں خیر کی رمق اور خاوند کے ساتھ بسنے کی آرزو ہو تو وہ اس طریقے سے اپنی ہٹ دھری چھوڑ کر خاوند کی معصیت ترک کر دیں گی اور اس کی اطاعت اور خوشنودی کے کام شروع کر دیں گی۔ کیونکہ بیوی کے لیے خاوند کی بے رخی، ایک ہی بستر میں بے التفاتی اور بیوی سے بے زاری عورت کے لیے کسی بلائے ناگہانی سے کم نہیں ہوتی اور بیوی خاوند کی اس بے رخی کے سامنے اپنی ضد اور نافرمانی ترک کر دیتی ہے۔ اس مرحلے میں بیوی کی اصلاح کا یہی طریقہ مؤثر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاوند کو یہ حربہ استعمال کرنے کی رخصت دی۔

- فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ﴾

[النساء : ٣٤]

''اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، پس انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان الگ ہو جاؤ۔''

فوائد:

۱۔ حافظ عبدالرحمن ابن جوزی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

« قَالَ الْحَسَنُ: یَعِظُهَا بِلِسَانِهِ، فَإِنْ أَبَتْ، وَ إِلَّا هَجَرَهَا، وَاخْتَلَفُوْا فِی الْمُرَادِ بِالْهَجْرِ فِی الْمَضْجِعِ عَلٰی أَرْبَعَةِ أَقْوَالٍ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَحَدُهَا: أَنَّهُ تَرْكُ الْجِمَاعِ، رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَابْنُ أَبِي طَلْحَةَ، وَالْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ بِهِ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ، وَ مُقَاتِلٌ، وَ الثَّانِيْ: أَنَّهُ تَرْكُ الْكَلَامِ، لَا تَرْكُ الْجِمَاعِ، رَوَاهُ أَبُو الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، وَ بِهِ قَالَ السُّدِّيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَالثَّالِثُ: أَنَّهُ قَوْلُ الْهُجْرِ مِنَ الْكَلَامِ فِي الْمَضَاجِعِ، رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ الْحَسَنِ، وَعِكْرِمَةَ، فَيَكُوْنُ الْمَعْنَى: قُوْلُوْا لَهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ هُجْرًا مِنَ الْقَوْلِ، وَالرَّابِعُ: أَنَّهُ هَجْرُ فِرَاشِهَا، وَمُضَاجَعَتِهَا، رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ، وَالشَّعْبِيِّ، وَمُجَاهِدٍ، وَ النَّخْعِيِّ، وَ مِقْسَمٍ، وَقَتَادَةَ،قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اهْجُرْهَا فِي الْمَضْجَعِ، فَإِنْ أَقْبَلَتْ وَ إِلَّا فَقَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لَكَ أَنْ تَضْرِبَهَا ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ» [1]

''حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: خاوند بگڑی بیوی کو زبانی نصیحت کرے، پھر اگر وہ بات ماننے سے انکار کرے تو اسے بستر پر چھوڑ دے۔بستر پر چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کے اس بارے میں چار مختلف اقوال ہیں۔

اوّل : اس کا مفہوم یہ کے وہ بیوی سے جماع ترک کر دے۔سعید بن جبیر، ابن ابی طلحہ اور عوفی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے اور ابن جبیر اور مقاتل کا بھی یہی موقف ہے۔

دوم : جماع ترک نہ کرے، گفتگو کرنا چھوڑ دے۔ ابو الضحی نے ابن عباس اور خصیف نے عکرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے، سدی اور ثوری کا بھی یہی قول ہے۔

سوم : بستر گاہ میں درشتی اختیار کرے۔ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن بصری اور عکرمہ سے منقول ہے۔ چنانچہ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ تم بستر گاہ میں ان سے درشت رویہ اختیار کرو۔

---

1. زاد المسیر فی علم التفسیر : ٢/ ٣٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہارم: خاوند اس کا بستر اور اس کے ساتھ لیٹنا چھوڑ دے۔ یہ قول حسن بصری، شعبی، مجاہد، نخعی، مقسم اور قتادہ سے مروی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسے بستر میں چھوڑ اگر وہ اس سے سدھر جائے تو ٹھیک ورنہ اللہ تعالیٰ نے اسے معمولی مار مارنے کی اجازت دی ہے۔"

شدید ناراضی کی صورت میں بیوی کے ساتھ وعظ ونصیحت اور بستر ترک کرنے کا معاملہ گھر ہی میں ایک ساتھ رہ کر انجام دینے کا حکم ہے۔ شدید نافرمانی اور ہٹ دھرمی کی صورت میں بھی بیوی کو گھر سے بھگانے کی اجازت نہیں ہے۔

• سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: "یارسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » [1]

"جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔"

۳۔ معمولی مار مارنا:

اگر عورت پر اصلاح کے پچھلے دو طریقے اثر انداز نہ ہوں تو تیسرا طریقہ اسے سزا دینے کا ہے کہ خاوند نافرمانی پر مصر بیوی کو دو چار لگا دے اور معمولی مار مارے جس سے جسم کا کوئی عضو اور ہڈی وغیرہ متاثر نہ ہو۔ یہ حربہ عورت کی اصلاح میں کافی مفید ہے کیونکہ بیوی کے لیے یہ صدمہ کسی سانحے سے کم نہیں کہ جب اسے ٹوٹ کر چاہنے اور بے تحاشا محبت کرنے والا خاوند مارنے پر اتر آئے تو یہ صورت حال بیوی کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے، جس سے وہ اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور نافرمانی چھوڑ کر دوبارہ سے خوش گوار تعلقات کی استواری کی

---

1. حسن: سنن أبي داوٗد: ۲۱٤۲۔ سنن ابن ماجه: ۱۸۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہاں ہوتی ہے اور خاوند سے پہلی سے مودت ومحبت کی طلب گار۔ عورت کی ہٹ دھرمی چھڑوانے کا یہ طریقہ بھی مؤثر ہے اس لیے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیوی کو سدھارنے کے لیے مارنے کی رخصت دی ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾

[النساء : ٣٤]

''اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، پس انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو۔''

فوائد:

جب بیوی پر وعظ ونصیحت اور گفتگو ترک کرنا فائدہ مند نہ ہو تو اسے معمولی مار مارنا کہ جسم پر اس کے نشان نہ پڑیں، ہڈی پسلی نہ ٹوٹے اور نہ کوئی عضو تلف ہو، اتنی مار مارنے کی رخصت ہے۔ بے تحاشا پیٹنا اور وحشیانہ تشدد کرنا جس سے کوئی ہڈی ٹوٹے، کوئی جوڑ کھسک جائے یا کوئی عضو تلف ہو اس قدر وحشیانہ وظالمانہ تشدد کی رخصت نہیں ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

« أَيْ إِذَا لَمْ يَرْتَدِعْنَ بِالْمَوْعِظَةِ وَلَا بِالْهِجْرَانِ، فَلَكُمْ أَنْ تَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ »[1]

''یعنی جب وہ وعظ وپندار اور قطع تعلقی سے باز نہ آئیں تو تمھیں انھیں معمولی مار مارنے کی رخصت ہے۔''

❁ تاریخ انسانی کے جامع اور عظیم ترین خطبہ حج میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر خاوندوں کا یہ حق بیان کیا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ » ①

''بیویوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص نہ بیٹھنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انھیں مارو مگر بے تحاشا مار نہیں۔''

❁ معمولی مار کی وضاحت کے طور پر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فقہاء کے درج ذیل اقوال نقل کیے ہیں:

« قَالَ الْحَسَنُ الْبَصرِيُّ: يَعْنِي غَيْرَ مُؤَثِّرٍ وَ قَالَ الْفُقَهَاءُ: هُوَ أَنْ لَا يَكْسِرَ فِيهَا عُضْوًا وَلَا يُؤَثِّرَ فِيهَا شَيْئًا » ②

''حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسی مار ہو جو نشان نہ چھوڑے اور فقہاء بیان کرتے ہیں کہ وہ کوئی عضو نہ توڑے اور اس پر کوئی نشان کا اثر نہ چھوڑے۔''

فرماں برداری کی صورت میں زیادتی نہ کی جائے:

اگر عورت کسی مرحلہ پر اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور نافرمانی کی روش چھوڑ دے اور اپنی انانیت ترک کر کے اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو جائے تو ضد چھوڑنے اور تائب ہونے کی صورت میں عورت سے کسی قسم کی زیادتی روا نہیں۔ نہ اسے سابقہ غلطیوں پر کوسنا اور دشنام دینا درست ہے، نہ اس سے اعراض اور قطع تعلقی درست اور نہ اسے ماضی کی غلطیوں پر جن سے وہ تائب ہو چکی ہے زد و کوب کرنا اور مارنا درست ہے اور نہ سابقہ زیادتیوں کی وجہ سے اسے طلاق دینا یا خلع لینے پر مجبور کرنا درست ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾

[النساء : ٣٤]

''پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ

❶ صحيح مسلم: ١٢١٨۔ سنن أبي داود: ١٩٠٥۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤۔

❷ تفسير ابن كثير: ٢/ ٢٥٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت بلند، بہت بڑا ہے۔"

فوائد:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جب عورت مباح امور جن کا خاوند اس سے مطالبہ کرتا ہے، میں اس کی اطاعت کرے تو اس کے بعد اس عورت پر زیادتی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، نہ اسے مارنا جائز ہے اور نہ اس سے بستر سے علیحدگی درست ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا) میں شوہروں کے لیے دھمکی ہے جو بلا سبب بیویوں پر زیادتی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بلند، بہت بڑا ان عورتوں کا معاون ہے، جو ان عورتوں پر ظلم اور زیادتی کرے گا اللہ ان سے انتقام لے گا۔[1]

لہٰذا عورتوں کے اپنی سابقہ روش چھوڑنے اور دوبارہ فرماں بردار ہونے کی صورت میں خاوند کسی قسم کی زیادتی کا ارتکاب نہیں کرسکتا، نہ ماضی کی غلطیوں کو دل میں رکھ کر اسے وقتاً فوقتاً لعن طعن کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے ماضی کے گناہوں کی عار دلانا جائز ہے۔

۴۔ منصف مقرر کرنا:

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو منانے کی کوششوں میں ناکامی پر خاوند بھی بگڑ جائے اور بیوی سے علیحدہ ہونے کا پختہ ارادہ کرلے یا خاوند بیوی کو چھوڑنے اور بیوی خاوند کی زوجیت سے نکلنے کا اصرار کرے تو اس صورت حال میں ایسے جوڑے کو ان کے رحم وکرم اور اپنی من مانیوں پر نہیں چھوڑا جائے گا کہ وہ از خود طلاق وخلع یا تعلقات منقطع کرنے کا فیصلہ کرلیں۔ نکاح کا رشتہ نہایت قابل احترام ہے اس کی یوں پامالی ناقابل برداشت ہے کہ ایک جذباتی جوڑا اٹھے اور آناً فاناً خلع وطلاق کے ذریعے جدائی اختیار کرلے۔ بلکہ جب زن وشو ایک دوسرے سے متنفر ہو جائیں اور جدائی کے سائے منڈلانے لگیں تو لڑکے اور لڑکی کے خاندان سمیت علاقے کے معزز عمائدین اور حکومتی افراد کو اصلاح احوال اور ان کی ناچاقی ختم کرانے کے

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۵۸، ۲۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے حرکت میں آنا چاہیے، کشیدگی کے اسباب ومحرکات تلاش کر کے ان کا ازالہ کرنا چاہیے اور میاں بیوی کے اعتراضات و اشکالات کا ازالہ کر کے انھیں پیمان نکاح کو قائم رکھنے پر قائل کرنا چاہیے۔ اگر خاندان اور علاقائی عمائدین اس کوشش میں مخلص ہوں اور فریقین کو راضی کرنے اور تنازعات کے خاتمے میں یکسو ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی محنتوں کوثمر آور کریں گے اور ان کی کوششوں سے رشتہ نکاح بحال ہو جائے گا۔ یوں شادی شدہ جوڑا اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور ناچاقی چھوڑ کر نئے سرے سے پیار ومحبت اور باہمی چاہتوں میں زندگی گزارنا شروع کر دے گا، پنچوں کی مخلصانہ کوششوں سے برباد ہوتا گھر اور ذلیل ہوتا جوڑا تباہی و بربادی اور جگ ہنسائی سے محفوظ رہے گا اور خاندانوں میں باہمی نفرتیں، حسد وبغض اور کدورتیں نہیں بڑھیں گی۔

جب زوجین باہمی نفرت کا شکار ہو جائیں اور باہمی جدائی کا تہیا کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان میں صلح و صفائی کے لیے اور انھیں ضدیں چھوڑنے کی ذمہ داری دونوں خاندانوں پر عائد کرتے ہیں کہ وہ اس ناراض جذباتی جوڑے کو منانے اور راضی کرنے کی کوشش کر کے عقد نکاح کو ٹوٹنے سے بچائیں۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾

[النساء: ۳۵]

''اور اگر ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

۱۔ خاوند بیوی دونوں کے بگڑنے اور ایک دوسرے سے جدائی اختیار کرنے کے اصرار کی صورت میں دونوں خاندانوں کے معاملہ فہم افراد کو مل کر بیٹھنا اور اس تنازعہ کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب کہ ہمارے معاشرے میں ایسے حالات سے دوچار جوڑے کے اختلافات خاندانوں تک پہنچنے کی صورت میں دونوں خاندان اشتعال میں آکر زوجین کی باہمی اصلاح کے بجائے ان کی باہمی نفرتوں کو ہوا دے کر معاملہ منطقی انجام جدائی تک لے جانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ لڑکے والے لڑکے کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ ایسی منہ زور، ہٹ دھرم اور نافرمان عورت کو فوراً طلاق دو اور جہاں شادی کرنا چاہتے ہو ہم شام سے پہلے تجھے بیاہ لائیں گے، تم خاندان کی عزت داؤ پر نہ لگانا اور بیوی اور اس کے خاندان کے سامنے جھکنا نہیں۔ لڑکی والے لڑکی کو برانگیختہ کرتے ہیں کہ ایسے ظالم اور ہٹ دھرم خاوند کی زوجیت میں رہنے کی تجھے کوئی ضرورت نہیں ہم زندہ ہیں اور تجھے روٹی دے سکتے ہیں، اس لیے شوہر کو چھوڑ اور ہمارے ساتھ میکے چلی آ۔ یہ سفلی جذبات بے دینی اور شرعی تعلیمات سے جہالت کا شاخسانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین تو انسانوں کو عزت و رفعت سے ہمکنار کرتے اور ذلت و رسوائی سے بچانے کے لیے ہیں۔ جب کہ لوگ شرعی احکام سے جہالت اور انحراف کی صورت میں خود کو ذلیل کرنے اور مستحکم رشتوں کو توڑنے پر تلے ہوتے ہیں۔ زوجین کی ناچاقی اور باہمی تنازعات کی تشہیر اور ان کا غلط استعمال خاندانوں کے ذمہ داران کو زیبا نہیں بلکہ وہ اس فرمان الٰہی پر عمل کرکے انھیں ملانے اور جوڑنے کی کوشش کریں اور ان کی مخلصانہ کوششیں ایسے برباد ہوتے جوڑے کو بربادی اور تباہی سے ضرور بچائیں گی۔

۲۔ استاد محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ ...... پہلے صرف عورت کی طرف سے نشوز کا ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اب اگر دونوں کی طرف سے نفرت اور مخالفت کا سلسلہ چل نکلے اور جدائی کا اندیشہ ہو تو حاکم کو چاہیے کہ میاں بیوی کی طرف ان کے خاندان کا ایک ایک سمجھدار آدمی بطور حکم (پنچ یا منصف) مقرر کر دے، اگر وہ دونوں اصلاح کرانے میں مخلص ہوں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں میں موافقت پیدا کر دے گا۔ اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ بنے تو کیا انھیں علیحدگی کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے فرمایا کہ اگر میاں بیوی دونوں اسے صلح یا جدائی کا اختیار دیں کہ تم جو فیصلہ کرو ہمیں منظور ہوگا تو اسے علیحدگی کے فیصلے کا بھی اختیار ہے اور بعض نے فرمایا کہ اگر وہ حاکم جس نے اسے حکم مقرر کیا ہے اسے صلح یا جدائی دونوں کے فیصلے کا اختیار دیتا ہے تو اسے علیحدگی کے فیصلے کا اختیار ہے ورنہ نہیں۔ مگر جمہور علماء کا کہنا ہے کہ حکم مقرر کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ حکم دونوں فریقوں کے معاملات کا جائزہ لے کر صلح یا تفریق کا جو فیصلہ کر دیں نافذ ہوگا۔ اس کے لیے میاں بیوی یا حاکم کے اسے الگ اختیار دینے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم میں زیادہ زور موافقت کرانے کی کوشش پر دیا گیا ہے۔"[1]

اس آیت کریمہ میں یہ حکم ہے کہ آخری حد تک زوجین میں صلح اور باہمی موافقت کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن اگر ہر طرح کی مفاہمتی کوشش اور صلح کرانے کی ہر ممکن جدوجہد کے باوجود وہ صلح کرنے اور اپنے ضدیں چھوڑنے پر قائل نہ ہوں تو خاوند کو طلاق کا اختیار دیا جا سکتا ہے۔ پھر طلاق کی صورت میں ابھی اصلاح کا آخری موقع باقی ہے اور زوجین خود بھی اور اس کے خاندان والے بھی اس موقع کو ضائع نہ جانے دیں۔ ممکن ہے خاوند کے گھر طلاق کی عدت گزارنے کی صورت میں ان میں دوبارہ رجوع اور صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔

---

[1] تفسیر القرآن الکریم: ۱/ ۳۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح کا آخری موقع، بیوی خاوند کے گھر پر عدت گزارے:

اگر شادی شدہ جوڑے کا نباہ ناممکن دکھائی دے اور صلح کی کوئی بیل منڈھے نہ چڑھے تو شوہر کو رجعی طلاق کا حق دیا جاسکتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک وقت میں تین طلاق والا تصور جہالت کا شاخسانہ اور شرعی دلائل سے غفلت کا نتیجہ ہے، جس کا شرعی احکام سے انحراف کی صورت میں گناہ سے بھی سنگین جرم مزید بے غیرتی کا مظاہرہ اور حلالہ کی شکل میں مزید بڑے گناہ کا ارتکاب ہے۔ لہٰذا کتاب وسنت کے دلائل پر عمل کرتے ہوئے ایک وقت میں ایک رجعی طلاق دینا چاہیے اور اس طلاق کی عدت عورت خاوند کے گھر پر گزارے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رجعی طلاق یافتہ عورت طلاق ہونے کی صورت میں نہ خود گھر سے نکلے اور نہ اس کا خاوند اور سسرال والے اسے گھر سے نکالیں۔ بلکہ وہ خاوند کے گھر ہی پر عدت کا عرصہ گزارے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں خاوند اور بیوی کے دوبارہ ملاپ اور رجوع کے کئی مواقع اور صلح کے کئی بہانے بن سکتے ہیں۔ جذباتی ماحول ختم ہونے، غصہ ٹھنڈا ہونے اور اپنے اور اولاد کے انجام کے بارے میں سوچ بچار کرنے اور رشتوں میں دراڑیں پیدا ہونے کے نقصانات کا سوچ کر زن وشو اپنی ہٹ دھرمی اور ضدیں چھوڑنے پر آمادہ ہو سکتے اور ماضی کی خوش گوار یادیں، سہانے واقعات اور پرانی محبتیں انھیں رجوع کرنے اور دوباہ شیر وشکر ہونے پر مجبور کرسکتی ہیں۔ الغرض مطلقہ بیوی کے خاوند کے گھر میں عدت گزارنے سے صلح وصفائی کے کئی مواقع پیدا ہوتے اور خاوند کے رجوع کا اغلب مکان ہوتا ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ جونہی خاوند بیوی کی بے ہودہ گوئی، زبان درازی، بدمزاجی اور اعراض ونشوز کی اصلاح کے لیے اپنا شرعی وقانونی حق طلاق استعمال کرتا ہے، میاں بیوی کی نفرتیں اور رنجشیں طلاق کی نوبت لے آتی ہیں تو جونہی خاوند لفظ طلاق استعمال کرتا ہے بیوی آگ بگولہ ہوکر اور اشتعال میں آکر بچے پھینکے گی، ضروری سامان سمیٹے گی اور کسی سے مشاورت کیے بغیر اور سسرال والوں کے روکنے کے باوجود وہ میکے کا رخ کرے گی، انھیں خاوند کی اس حرکت پر مزید بھڑکائے گی اور معاملہ مارکٹائی، گالی گلوچ اور قتل وغارت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا دے گی۔ عورت کی یہ ہٹ دھرمی اور بے وقوفی اسے خاوند سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیتی اور صلح وصفائی کے تمام دروازے بند کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اگر بیوی اشتعال میں نہ آئے اور معاملے کو سلجھانے کے لیے گھر میں رہنا چاہ رہی ہو تو خاوند اسے دھکے مار کر گھر سے نکال دے گا، پھر اگر میاں بیوی گھر سے نکلنے نکالنے کا کام نہ کریں تو کوئی تیسری طاقت (بیوی یا خاوند کے رشتہ دار) جلتی پر تیل کا کام کرتے اور معاملہ کو رفع دفع کرنے اور فریقین کو سمجھانے کے بجائے انھیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتے اور اس قدر اشتعال دلاتے ہیں کہ تعلقات باہمی عداوت اور مستقل دشمنی میں بدل جاتے ہیں۔

میاں بیوی پر لازم ہے کہ اس اندوہ ناک صورت حال میں اپنے ہوش وحواس پر قابو رکھیں، جذبات کی رو میں بہہ کر کتاب وسنت کے احکام سے انحراف نہ کریں۔ ایسی پریشان کن صورت میں بھی شرعی احکام پر عمل کریں تو اس سے ایک برباد ہوتا گھر دوبارہ سے آباد ہوسکتا، خاندان ذلیل و رسوا ہونے سے بچ سکتا، یہ جوڑا دوبارہ معاشرے میں عزت و احترام سے زندگی کا سلسلہ شروع کر سکتا اور بچے والدین کی محرومی اور مستقبل میں پیش آمدہ کئی مظالم اور محرومیوں سے بچ سکتے ہیں۔

زن وشو حتی الوسع کوشش کریں کہ تعلقات اتنے کشیدہ نہ ہوں اور ناچاقیاں اتنی نہ بڑھیں کہ نوبت طلاق تک پہنچ جائے، بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھیں، ایک دوسرے کے احساسات کی قدر کریں اور باہمی محبت ومودت کو پروان چڑھائیں۔ پھر اگر شیطانی بہکاوے میں آکر یا طیش کھا کرے معاملہ طلاق تک پہنچ جائے اور خاوند لفظ طلاق کہہ ہی دے تو قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پاس داری کرتے ہوئے نہ طلاق یافتہ عورت خود گھر سے نکلے اور نہ خاوند اسے گھر سے نکالے۔ بلکہ عورت طلاق کی عدت خاوند کے گھر ہی پر گزارے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ [الطلاق : ۱]

''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انھیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو گنو اور اللہ سے ڈرو جو تمھارا رب ہے، نہ تم انھیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کوئی کھلی بے حیائی (عمل میں) لائیں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو یقیناً اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تو نہیں جانتا شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔''

تفسیر:

۱۔ اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو طلاق دینے کا طریقہ اور وقت بیان ہوا ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی طلاق مشروع ہے۔

۲۔ طلاق کی صورت میں نہ خاوند بیوی کو گھر سے نکالے اور نہ بیوی اشتعال میں آ کر خاوند کا گھر چھوڑ کر میکے جائے بلکہ وہ عدت خاوند کے گھر ہی میں رہ کر گزارے۔ البتہ وہ بے حیائی اور بدکاری کا ارتکاب کرے تو اسے گھر سے نکالنا جائز ہے۔

۳۔ یہ حکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقررہ کردہ فرائض کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے اعراض اور انحراف سراسر خسارہ ہے اور اس سے ایک تو انسان حکم عدولی کی وجہ سے گناہ گار ہوگا اور دوسرا اپنے ہنستے بستے گھر کو برباد کر لے گا۔

۱۔ خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل سے خاوند کے رجوع کرنے اور بیوی کے سدھرنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں اور غصہ ختم ہونے، نفرتیں چھٹنے اور اپنے مستقبل کی بہتر سوچ، بچوں کی بہتر تربیت اور ماضی کے اچھے تعلقات انھیں دوبارہ ملنے اور ایک ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونِ الٰہی سے اعراض کا انجام:

''قرآن پر عمل'' نامی کتاب کی مصنفہ سمیہ رمضان بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ہفتہ وار درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور اسی آیت طلاق کی تلاوت کے بعد اس کی تفسیر بیان کی تاکہ خواتین کو معلوم ہو سکے کہ اس آیت پر کیسے عمل کرنا ہے اور اس آیت میں موجود اللہ کے واضح حکم کو کیسے نافذ کرنا ہے تو درس میں شامل ایک خاتون نے پکار کر کہا: ''ذرا ٹھہریے! آپ لوگ کیا بات کر رہے ہیں؟ کیا اس عورت کے لیے جس کا خاوند اسے طلاق دے دے، ضروری ہے کہ وہ عدت کا عرصہ اپنے خاوند کے گھر پر گزارے؟'' میں نے اس خاتون کو بتایا: ''ہاں! مطلقہ عورت کے لیے خاوند کے اسی گھر میں عدت گزارنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تاکہ اس دوران موافقت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے، میاں بیوی اپنے گھر میں ایک ساتھ رہیں اور اپنے اپنے خاندان کی مداخلت سے محفوظ رہیں تو شاید ان میں سازگاری پیدا ہو جائے اور وہ از سرنو خیر و عافیت سے رہنے لگیں۔ بیوی کا گھر سے نکل جانا یا اسے نکال دینا اشتعال کا سبب بنتا ہے، جس سے اکثر و بیشتر لوگ غصے سے بھڑک اٹھتے ہیں۔ غصہ، نفرت، اشتعال، مخالفت اور شکوہ و شکایت کا ماحول شیطان کے لیے موسم بہار ہوتا ہے پھر جب معاملات کی بھاگ ڈور شیطان کے ہاتھ میں چلی جائے تو علیحدگی اور جدائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یوں شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔''

میری یہ وضاحت سن کر اس خاتون نے بتایا: ''ہائے میری بدبختی و بدنصیبی کہ دین اسلام سے ناواقفیت میرے گھر کے اجڑنے کا سبب بنی۔ قرآنِ کریم سے میری لاعلمی نے میرے بچوں کو مجھ سے دور کر دیا۔ میرے خاوند اور میرے درمیان معمولی سا اختلاف ہوا، بات بالکل چھوٹی سی تھی، اس بات سے میرا خاوند مشتعل نہ ہوتا مگر میں نے کچھ ایسی باتیں کہہ دیں کہ اس کا غیظ و غضب انتہا کو جا پہنچا۔ غصے کے سبب میرا خاوند ہوش و حواس کھو بیٹھا اور اس نے طلاق کا لفظ بول دیا۔ یہ لفظ سنتے ہی میں نے اپنا سامان باندھا اور گھر سے نکل پڑی۔ دل درد سے لبریز اور آنکھیں آنسوؤں سے تر، میں جونہی میکے پہنچی تو میری کہانی سن کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے میکے کا ہر فرد میرے خاوند سے میری توہین کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھا۔ میرے خاوند نے مجھے کہلا بھیجا گھر چلی آؤ مگر میں نے اس کی یہ پیشکش حقارت سے ٹھکرا دی، یوں میری ہٹ دھرمی اور انانیت نے مجھے غور وفکر اور درست فیصلہ کرنے سے محروم کر دیا۔

آپ نے جو آیت ابھی پڑھی ہے، میں یہ آیت کئی بار پڑھ چکی ہوں مگر افسوس کہ میں نے اسے سمجھنے کی ایک مرتبہ بھی کوشش نہ کی۔ مجھے نہ اس کی سمجھ آئی اور نہ میں نے کبھی اسے سمجھنے کی کوشش کی، عدت گزرنے کے بعد ہم میاں بیوی میں علیحدگی ہوگئی۔ عدت کے دوران اپنے گھر سے نکلنے کے گناہ کا میں نے ارتکاب کیا، میں خاوند سے بھی محروم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی مخالفت کا گناہ مول لیا۔''

اس غم زدہ خاتون نے زار وقطار روتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے کہا: ''ہائے میری شامت و بدبختی! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ لوگوں نے کتاب اللہ پر عمل کا جو عہد کیا ہے مہربانی فرما کر اس پر سختی سے کاربند رہنا۔''

حکم الٰہی پر عمل کرنے والی خوش نصیب خاتون:

اس واقعہ کے بعد حلقہ درس میں موجود خواتین میں سے ایک اور خاتون نے بات کرنے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا: ''میرا خاوند دل کا اچھا ہے، مگر ہے غصے والا، اپنے فیصلوں میں جلد باز اور عجلت پسند ہے۔ مجھے بھی اس سے کچھ نفرت تھی، اگر وہ مجھے ایک بات سناتا تو میں اسے دس باتیں سناتی۔ میں اسے ہر کام پر ٹوکتی اور شدید تنقید کرتی، وہ اگر مجھے کام کرنے کا کہتا تو میرے ردعمل کے بعد اسے یوں محسوس ہوتا جیسے اس کا واسطہ کسی چٹان سے پڑا ہے۔ ایک روز ہمارے درمیان تلخ کلامی نے شدت اختیار کر لی اور اس نے مجھے بلا کر طلاق کا فیصلہ سنا دیا۔'' میں نے کہا: ''تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ میرے پانچ بچے ہیں، ان کا انجام کیا ہوگا؟ طلاق کا لفظ تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا ہے۔ لیکن میری ان باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ میرا چیخنا چلانا اور احتجاج بے سود تھا۔ پھر میں جلدی سے اپنے کمرے کی طرف لپکی اور انتہائی غصے کی حالت میں اپنے سوٹ کیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خاص خاص کپڑے رکھنے لگی، اس دوران بچے رو رہے اور چلا رہے تھے، ان کے رونے کی آواز سن کر سنگ دل سے سنگ دل شخص کا دل پسیج جاتا، میں نے سوٹ کیس بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس ظالم شخص کی طرف سے اپنا دل بند کر لیا۔

پھر جونہی میں نے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم: ﴿وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (مطلقہ عورتیں خود بھی گھر سے نہ نکلیں) نے مجھے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا۔ میں دروازہ بند کر کے کمرے میں بیٹھ گئی اور سوچنے لگی، یا اللہ! اب میں کروں؟ میں مسلسل رو رہی تھی، میرے پاس میرے بچے بیٹھے مجھے تسلی دے رہے تھے اور میرے آنسو پونچھ رہے تھے۔ جب مجھے قدرے سکون ہو گیا تو خاوند دروازے کے پاس آ کر کہنے لگا: ''تم گئی کیوں نہیں؟ کیا میں نے تمھیں طلاق نہیں دی؟'' میں نے بڑے انکسار سے کہا: ''ایک بہت بڑی ذات مجھے جانے سے روک رہی ہے۔'' اس نے تمسخرانہ انداز سے کہا کہ یہ بہت بڑی ذات کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اللہ کی ذات۔ اللہ تعالیٰ نے ایک آیت کے ذریعے مجھے گھر سے نکلنے سے روک دیا ہے۔'' خاوند بولا: ''اب تم قرآن کی بات کر رہی ہو اور پہلے جب تم میری حکم عدولی کرتی تھی اور میرے حقوق نظر انداز کرتی تھی اس وقت تجھے قرآن یاد نہیں آتا تھا؟ اب تم ایک طلاق یافتہ عورت ہو اور تمھیں یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں۔'' میں نے جواب دیا: ''یہ تو آپ کہہ رہے ہیں جب کہ اس گھر کا مالک حقیقی کچھ اور کہہ رہا ہے، وہ طلاق دینے والوں مردوں سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے:

﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ [الطلاق: ۱]

''تم مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مجھ پر لاگو ہے اور آپ پر بھی، میرے لیے اتنی سزا ہی کافی ہے جو میں نے قرآن کی مخالفت کر کے پا لی ہے۔'' جب میرے خاوند نے دیکھا کہ میں یہاں رہنے پر بضد ہوں تو اس نے بھی اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکا لیا اور مجھ سے صلح و تصفیہ کر لیا۔

میری عزیز بہنو! میں اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ رہنے پر خوش ہوں، میرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل دن گزر چکے ہیں۔ میری اب یہی کوشش ہوتی ہے کہ حتی الوسع اپنے خاوند کو راضی رکھوں، اس کے کھانے پینے، لباس اور راحت و آرام کا خیال رکھوں۔

مجھے افسوس ہے کہ میرا پہلا طرز عمل درست نہ تھا، مجھے اپنے سابقہ رویے پر سخت ندامت ہے، میں اس کی تلافی کے لیے خاوند کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتی ہوں۔ نوافل اور استغفار کا کثرت سے اہتمام کرتی ہوں، میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اپنی خدمت و محبت سے اپنے خاوند کا دل جیت لوں۔ فی الحقیقت وہ ایک اچھا آدمی ہے۔ طلاق کے بعد دوران عدت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کے قرآنی حکم پر عمل کرنے کا خوش گوار نتیجہ یہ نکلا کہ میرے خاوند نے میرے ساتھ بول چال شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے اور ایک دوسرے کو خوش رکھنے لگے۔ ایک ہی ماہ کے بعد میرا گھر سکون اور محبت کا گہوارہ بن گیا، میرے خاوند نے طلاق سے رجوع کر لیا، اس کے اس اقدام نے میری مسرتوں میں بے پناہ اضافہ کر دیا، میری دعائیں رنگ لائیں اور قرآن کی برکت سے میری زندگی، میرا گھر، میرے بچے اور میرا خاندان ایک بہت بڑے المیے سے بچ گئے، میرے بچے بھٹکنے اور ذہنی مریض بننے سے محفوظ رہے۔

میں اپنی بہنوں سے التماس کرتی ہوں کہ اگر کسی بہن کو خدانخواستہ ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑے تو وہ گھر سے نہ نکلے، اپنی عزت نفس اور انانیت کو ترجیح نہ دے، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکیمانہ حکم کو ترجیح دے اور عورتیں ایسے مواقع پر اپنی عزت و انا کا بھرم رکھنے کے لیے نہ سوچیں بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہی کو اپنی عزت خیال کریں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر کے خود ہی اپنا گھر برباد کر لینا کہاں کی دانش مندی ہے؟''

❶ قرآن پر عمل، تالیف سمیہ رمضان، مترجم محمد ظہیر الدین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کو بگاڑنے میں بیوی کی کوتاہیاں

بیوی خاوند کی ماتحت ہے اور اسے خاوند کی عزت واحترام، تعظیم و تقدیس اور زندگی کے ہر مرحلے میں اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم دیا گیا ہے۔ خاوند کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا، اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھنا اور کسی بھی مرحلے پر اسے پریشان نہ کرنا بیوی کے حقوق وفرائض میں شامل ہے۔ ان فرائض میں کوتاہی سے وہ خاوند کو ناراض کرنے، اس کے ہاں قابل نفرت ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کبیرہ گناہوں کی بھی مرتکب ہوگی۔ اس لیے خاوند کی نافرمانی، اس کی چاہت کی ناقدری، اس کے فرائض میں کوتاہی، اس کے سامنے بدزبانی کرنا، اسے حقیر جاننا اور اسے دبانے کی کوشش کرنا یہ بیوی کے لیے کسی طور بھی زیبا نہیں۔ ایسی سوچ اور کردار کی حامل بیوی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے خاوند کی مکمل فرماں برداری شروع کرنی چاہیے، ماضی میں خاوند کی خدمت اور فرائض میں جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں ہیں ان سے تائب ہونا چاہیے اور ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں بیوی کے لیے سب سے قابل قدر اور محترم رشتہ خاوند ہے، جس کی حکم عدولی، نافرمانی اور فرائض میں کوتاہی کسی صورت بھی جائز نہیں اور مسلمان عورت پر اللہ اور رسول کی اطاعت اور شرعی فرائض کی ادائیگی کے بعد اگلا مرحلہ خاوند کو راضی کرنا، اس کی خدمت میں جتی رہنا اور اس کے حقوق وفرائض ادا کرنا ہیں۔ جس میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی وکاہلی ناقابل برداشت اور گناہ کا کام ہے۔ اس نہج پر عورتوں کی تربیت ہونی چاہیے اور بحیثیت بیوی عورت کو ان اوصاف سے متصف اور ان فرائض سے عہدہ برآ ہونا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حقوق و فرائض کے تعمیل کے جذبہ کی صورت میں میاں بیوی میں پیار و محبت پروان چڑھتی، خوشگوار و پرسکون زندگی میسر آتی، گزرتے وقت کے ساتھ محبت و اپنائیت میں اضافہ ہوتا اور آئے دن رشتوں کو استحکام اور پائیداری نصیب ہوتی ہے۔

شادی شدہ جوڑے کے تعلقات مضبوط تر رہیں، باہمی محبتوں اور پیار کے رشتوں کو عروج نصیب ہو اور ان رشتوں کو کبھی باہمی نفرت، تنازعات اور لڑائی جھگڑوں کی ہوا نہ لگے یہ شریعت اسلامیہ کا مطلوب و مقصود ہے۔ ان رشتوں میں دوام اور پختگی قائم رکھنے کے لیے کتاب وسنت میں زن وشو میں ہر ایک کو اس کے حقوق و فرائض بیان کرنے اور ان پر دوام اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ان سارے حقوق و فرائض کا مقصد اس جوڑے کو تاحیات نکاح کے بندھن میں جڑے رہنے کی تاکید اور نکاح کے مقدس رشتے کی بقا مقصود ہے۔ اس نکاح کو قائم اور باقی رکھنے کا بڑا انحصار بیوی پر ہے کہ وہ اس رشتے کی بقا کے لیے اپنی خواہشات خاوند کے تابع کر دے اور اس کی زندگی کا بڑا مقصد خاوند کی خدمت، اس کی فرماں برداری کرنا اور اسے خوش رکھنے کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں استعمال کرنا ہے۔ خاوند کی عظمت اور اس رشتے کی اہمیت کے پیش نظر شریعت نے بیوی کو خاوند کی تعظیم کرنے کی انتہائی تاکید کی ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا تُؤَدِّيْ الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ» ①

"اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم

① حسن: سنن ابن ماجه: ۱۸۵۳۔ سنن بيهقي: ۷۲۹۲۔ ازہر بن مروان اور قاسم بن عوف شیبانی صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے لیے سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی، جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اور اگر وہ (سفر کے لیے) اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو اس حال میں اس کا خاوند اس سے خواہش کا اظہار کرے تو وہ اسے (اس کی خواہش سے) نہ روکے۔''

نیز عورت کے صالح اور نیک ہونے کا معیار ہی خاوند کی اطاعت، خوشنودی اور کسی بھی معاملے میں عدم مخالفت قرار دیا گیا۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہترین ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَلَا فِي مَالِهِ » [1]

''(بہترین عورت وہ ہے) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے، جب وہ حکم دے اس کی اطاعت کرے اور اس کی ذات اور اپنے مال میں وہ جو ناپسند کرتا ہے اس کی مخالفت نہ کرے۔''

لہٰذا بیوی کو زیبا نہیں کو وہ اتنے مقدس و محترم رشتے کی نافرمانی کرے، اس کے سامنے اپنی ضدیں قائم رکھے، زبانی درازی اور توہین کرے، اسے بے جا پریشان کرے، فضول اور بے جا مطالبات سے اس کی زندگی اجیرن بنا دے، اس کی توہین و تذلیل کرے اور اس کی کسی بھی قسم کی مخالفت اور حقارت کا کوئی بھی رویہ اور انداز اختیار کرے اس سے وہ شرعی احکام کی حکم عدولی کی صورت میں گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ خاوند کے دل میں نفرت اور بغض کے بیج بھی بوئے گی اور اسے ناراض کر کے اپنی زندگی اجیرن بنا لے گی۔ کیونکہ ایسی بیوی

[1] حسن: مسند احمد: ۹۵۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ستایا ہوا خاوند یا تو اس سے بول چال بند کر لے گا، یا توہین و تذلیل اور مار دھاڑ پر اتر آئے گا، بیوی تگڑی ہوئی تو علاقہ بدری قبول کر لے گا یا طلاق دے کر اس آفت سے جان چھڑا لے گا۔ خاوند کا کسی بھی قسم کا ردعمل عورت کے لیے باعث ذلت و عار ہے۔ نیک اور پارسا عورت تو خاوند سے اعراض اور نفرت کا تصور بھی نہیں کر سکتی، ان ذلتوں کا سامنا کرنا تو دور کی بات ہے۔

چنانچہ بیوی کو خاوند کی نافرمانی اور حقوق کی پامالی کی صورت میں اپنی ذلت و رسوائی، آباد گھر کو اجاڑنے اور لوگوں کو انگلیاں اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ دانشمندی اور عزت اسی میں ہے کہ اس کا گھر پرسکون، باہمی محبتوں کا محور و مرکز اور خوشیوں کا گہوارہ ہو۔ ان ساری چیزوں کے حصول کا انحصار خاوند کو خوش رکھنے اور اس کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں ہے۔

ذیل میں عورت کی وہ کوتاہیاں جو اس کے خاوند کو بگاڑنے، خوش حال گھر کو تباہ و برباد کرنے اور باہمی تنازعات کو ہوا دینے کا باعث ہیں، انھیں بیان کیا جائے گا تاکہ بیوی ان کوتاہیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے گھر کو پرسکون بنائے اور باہمی رشتوں کو مستحکم و مضبوط کرنے کا باعث بنے۔

ا۔ زبان دراز ہونا:

خاوند کو متنفر کرنے، گھریلو ماحول کشیدہ کرنے، بچوں کی عادات و اخلاق بگاڑنے، خود کو بے عزت اور ذلیل کرنے میں عورت کی بدزبانی اور زبان درازی کا بڑا عمل دخل ہے۔ حتی کہ نوبت مار کٹائی، ناچاقی، قطع تعلقی اور طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ عورت کی یہ بدزبانی اور بے ہودہ گوئی اس کے خاندان، والدین اور بہن بھائیوں کی تذلیل کا بھی باعث ہے کیونکہ ایسی عورت کا خاوند اور سسرالی رشتے دار اس سے تنگ اور کبیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے اس کے رشتہ داروں کا تقدس و احترام بھول جاتے اور اس کے جارحانہ رویہ پر انھیں بھی جلی کٹی سنانے اور ان سے تعلقات توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر بداخلاقی، زبان درازی جہاں عورت کی توہین و تذلیل، گھریلو ناچاقیوں، باہمی نفرتوں، لڑائی جھگڑوں اور پریشانیوں کا سبب ہے، وہاں بدزبان عورت بے برکتی اور شومئی قسمت کا باعث بھی جس سے نبھاہ کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین دار شخص کی بس کی بات نہیں رہتی۔ اس سے پہلے کے خوش حال اور خوشیوں میں رچا بسا گھر اجڑ جائے، نوبت جدائی تک پہنچ جائے، خاوند اور بچوں سے ہاتھ دھونا پڑے، معاشرے میں جگ ہنسائی ہو، والدین اور بھائیوں پر بوجھ بننا پڑے اور بھابھیوں کی چاکری کرنا پڑے بیوی اپنی اصلاح کرے اور بدزبانی کی انتہائی گھٹیا اور بدترین عادت سے چھٹکارا حاصل کر کے خوش اخلاقی اور خندہ روئی کا رویہ اختیار کرے۔ خاوند کے سامنے اچھے اخلاق اور شائستگی کا مظاہرہ کرے، یہ اچھی عادات اسے خاوند کی محبوب اور منظور نظر بنا دیں گی، گھریلو جھگڑے اور باہمی ناچاقیاں ختم ہو جائیں گی اور آپ کا گھر ایک مہکتا ہوا گلشن بن جائے گا۔

بصورت دیگر بد اخلاقی، زبان درازی کا نتیجہ تباہی ہی تباہی اور دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی اور کٹھن زندگی ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں بد اخلاق اور زبان دراز عورت سراسر نقصان کا باعث اور اپنے لیے اور گھر کی دیگر افراد کے لیے اذیت کا سبب ہے۔

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ثَلَاثٌ مِنَ السَّعَادَةِ، وَثَلَاثٌ مِنَ الشَّقَاوَةِ، فَمِنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ تَرَاهَا تُعْجِبُكَ، وَتَغِيبُ فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا، وَمَالِكَ، وَالدَّابَّةُ تَكُونُ وَطِيَّةً فَتُلْحِقُكَ بِأَصْحَابِكَ، وَالدَّارُ تَكُونُ وَاسِعَةً كَثِيرَةَ الْمَرَافِقِ، وَمِنَ الشَّقَاوَةِ : الْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوْؤُكَ، وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلَى نَفْسِهَا، وَمَالِكَ، وَالدَّابَّةُ تَكُونُ قَطُوْفًا، فَإِنْ ضَرَبْتَهَا أَتْعَبَتْكَ، وَ إِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِأَصْحَابِكَ، وَالدَّارُ تَكُونُ ضَيِّقَةً قَلِيْلَةَ الْمَرَافِقِ » [1]

''تین چیزیں خوش بختی سے ہیں اور تین چیزیں بدبختی سے ہیں۔ سعادت مندی میں سے ۔ ا۔ ایسی بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے خوش کر دے اور تو غیر حاضر ہو تو اس

---

[1] حسن : مستدرك حاكم : ٢/ ١٦٢ـ سلسلة الصحيحة : ١٠٤٧ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں بے خوف ہو۔ ۲۔ ایسی سواری جو انتہائی آرام دہ اور چالو ہو جو تجھے رفقاء کے ساتھ ملا دے۔ ۳۔ ایسا گھر جو بنیادی ضروریات زندگی سے بھر پور اور گھر کے افراد باہم ہمدرد اور نہایت خوش مزاج ہوں۔ اور بدبختی کی علامات میں سے۔ ا۔ ایسی عورت جسے تو دیکھے تو تجھے ناگواری ہو اور تجھ پر زبان چلائے، تو غائب ہو تو اس کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں خائف ہو۔ ۲۔ اڑیل سواری، اگر اسے مارے تو تجھے تھکا دے اور اگر سوار ہو تو تجھے تیرے رفقاء کے ساتھ نہ ملائے۔ ۳۔ ضروریات زندگی سے خالی گھر اور جس کے افراد میں ہمدردی اور شائستگی نہ ہو۔''

لہٰذا بیوی کو خاوند کے سامنے بدزبانی اور بداخلاقی کا مظاہرہ نہیں کرنی چاہیے، خاوند کی توہین کرنا، اسے جلی کٹی سنانا اور بدتمیزی سے پیش آنا عورت، خاوند اور اس کے گھرانے سب کے لیے نقصان کا باعث، گھریلو بے برکتی کا سبب اور باہمی تنازعات سمیت دنیوی اخروی نقصان کا شاخسانہ ہے۔ بلکہ عورت کو حسن اخلاق، خوش گفتاری اور اچھے اخلاق سے پیش آنا اس کے دینی فرائض میں شامل اور گھریلو آسودہ حالی کا باعث ہے۔

۲۔ ساس سسر اور دیوروں نندوں سے معاندانہ رویہ:

ہمارے معاشرے میں گھریلو ناچاقیوں، خاوند بیوی میں باہمی تنازعات اور باہمی لڑائیوں کی ایک بڑی وجہ ساس سسر اور دیور نندیں ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے جہالت، پاک و ہند کی تہذیب کا اثر اور سفلی جذبات کی تسکین کہہ لیں کہ عورت موت کی دیواروں تک ساس سسر اور دیور نندوں کو وہ احترام اور تقدس دینے کے لیے تیار نہیں ہوتی جو احترام وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو دیتی ہے۔ سسرالی رشتہ داروں کے متعلق کچھ زیادتیوں کے خطرات، کچھ بدگمانیاں اور دوسروں کے بگڑے تعلقات میں ساس سسر کے کردار کو دیکھ کر ہر عورت ساس سسر اور دیور نندوں کے بارے میں منفی سوچ اور برے تصورات رکھتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر شادی سے پہلے رشتہ دار خواتین، محلے کی عورتیں اور سہیلیاں دولھن کا یہ ذہن بنانا شروع کر دیتی ہیں کہ خاوند کو گرویدہ بنا کر ساس سسر اور اس کے گھر والوں سے جتنی جلدی جان چھڑا لوگی اسی میں تیری خیر اور بھلائی ہے، پھر ساس سسر سے آزادی حاصل کرنے والی عورتیں اپنی فتوحات کی کہانیاں سناتیں اور اپنی فتح کی داد وصول کرتی ہیں۔ یہیں ہی سے عورت کی اپنے سسرال والوں کے متعلق سوچ خراب ہو جاتی ہے، پھر ساس سسر کے مظالم دیور نندوں کی زیادتیاں مزید جلتی پر تیل کا کام کرتی ہیں، معاملات بگڑنے شروع ہو جاتے اور گھر عدم استحکام کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ ساس بہو، دیور بھابھی اور نند بھابھی کے رشتوں میں کچھ شیطان نے، کچھ قریبی رشتہ داروں اور کچھ معاشروں نے ایسے زہر گھولے ہیں کہ ان میں نفرت، بغض، حسد و کینہ اور ناچاقیوں کو ختم کرنا تقریباً ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ ان رشتوں میں نفرتوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے شادی شدہ جوڑا ہمیشہ اذیت کا شکار اور ہولناک مظالم کی چکی میں پستا رہتا ہے۔ ان تنازعات اور باہمی بدگمانیوں کا علاج شریعت کو من وعن ماننے، اسلام میں مکمل داخل ہونے، ساس سسر کو والدین جیسی عزت و تکریم دینے اور دیور نندوں سے حقیقی بہن بھائیوں جیسا حسن سلوک اور ہمدردی کرنے میں ہے اور ساس سسر بہو کو وہ مقام دیں اور اس سے ویسی اپنائیت اور ہمدردی رکھیں جیسی ہمدردی وہ اپنی حقیقی بیٹی سے رکھتے ہیں اور نندیں بھابھیوں کو بہن کا درجہ دیں تو گھروں میں بڑی حد تک سکون اور خوش حالی آ سکتی اور رشتوں میں استحکام اور محبت و مودت پروان چڑھ سکتی ہے۔

لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھر اجاڑ لیتے، خاندان میں دوریاں پیدا کر لیتے، بہو بیٹے کو الگ گھر میں بسنا گوارا کر لیتے اور ان مظالم کے گناہوں کی کالک برداشت کر لیتے ہیں لیکن اپنی ضدیں نہیں چھوڑتے۔ ساس مرنے تک ملکہ کی مسند پر قائم رہنے کی ناکام کوششوں میں اپنی عزت و احترام گنوا لیتی، ایک گھر کے کئی حصے بکھرے کر لیتی لیکن اپنی بادشاہت اور اختیارات میں کمی گوارا نہیں کرتی۔ ماضی کی مظلوم بہو ساس کا روپ دھارنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اپنی بہوؤں سے اپنے پر ہونے والے مظالم کا سود سمیت انتقام لیتی اور انھیں لتاڑنے اور اپنی انا کا بت قائم رکھنے کے لیے شرعی حدود اور اخلاقیات کو پامال کر کے اپنے حیوانی جذبات کی تسکین کرتی ہے۔ اگر بہو منہ زور، زبردست اور خاوند کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ساس اور دیوروں نندوں سب کا مکو بند کر دیتی اور احتجاج بھی نہیں کرنی دیتی۔ یہ اختیارات کے حصول کی فضول جنگ اسلامی تعلیمات سے جہالت کا شاخسانہ اور تہذیب بد کا ظالمانہ رویہ ہے جس سے اتنے قریبی اور محترم رشتے ہر وقت انتقام اور حسد و بغض کی آگ میں جلتے رہتے اور ساری زندگی نفرتوں اور باہمی کدورتوں میں گزر جاتی ہے۔

عورت کے لیے لازم ہے کہ خاوند کی عزت و تکریم کی طرح اس کے والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کی عزت کرے، اس سے خاوند کو دلی سکون ملتا اور وہ بیوی کا اور گرویدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بیوی کے ساتھ اسے یہ رشتے بھی عزیز ہیں اور بیوی کی طرح وہ انھیں بھی خوش وخرم اور معزز و محترم دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسی عورت جو ہر وقت ساس سسر کی زیادتیوں کی رٹ جاری رکھے، دیور نندوں کو حقیر جانے اور انھیں آڑے ہاتھوں لے، ان کی توہین و تذلیل کا کوئی موقع ضائع نہ جانے دے، خاوند زچ ہو کر بیوی سے نفرت کرنے لگتا اور ماں باپ اور بہن بھائیوں کو مظلوم سمجھنے لگتا ہے۔ جب ایسے کشیدہ ماحول میں والدین اور بہن بھائی خاوند کو اپنا ہمنوا اور ہم خیال سمجھتے ہوں تو وہ اس کی بیوی کے بارے میں تمام خدشات و خطرات کی لمبی لسٹ پیش کر کے اور اس کی زیادتیوں کی فرضی و حقیقی داستانیں سنا کر بیوی سے بدظن کرنے اور اسے ذلیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اگر شوہر ان کے دام فریب میں آ گیا تو بیوی کی زندگی اجیرن ہو جاتی، عزت و وقار کھو جاتا اور نہ سدھرنے کی صورت میں طلاق کی تلوار ہر دم لٹکتی رہتی ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ اس کے والدین، بہن بھائیوں اور قریبی رشتہ کا عزت و احترام کرے۔ انھیں اپ[illegible] دے، ان سے احترام سے پیش آئے، شکایت کا کوئی موقع نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے تو ان اچھے اوصاف کے سبب خاوند سمیت گھر کے سبھی افراد اسے عزت و احترام دینے لگتے، اس کی قدر کرتے اور اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ بس تھوڑے سے صبر اور ضبط کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تمام معاملات درست کر دیتے اور رشتوں میں ہم آہنگی اور پیار و محبت داخل کر دیتے ہیں، جس سے گھرانے خوشیوں اور فرحتوں سے بھرپور اور پرسکون زندگی گزارتے اور معاشرے میں قابل رشک سمجھے جاتے ہیں۔

۳۔ خاوند کے احسانات کی ناشکری کرنا:

خاوند کے بیوی پر ان گنت احسانات اور کرم فرمائیوں کے لازوال سلسلے ہیں عورت جن کا صلہ کسی صورت بھی ادا نہیں کر سکتی۔ البتہ وہ حسن معاشرت سے، اچھے اخلاق اور اس کی اطاعت و خدمت سے قلبی تسکین کا سامان مہیا کر کے احسانات کے بدلے میں اپنے فرائض کا اہتمام کر کے شوہر کی راحت کا سامان کر سکتی، اسے سکون پہنچا کر کے خود کو اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکتی اور گھریلو ماحول کو خوش گوار اور فرحت بخش بنا سکتی ہے۔

شوہر کے احسانات کی قدر کرنے سے وہ شوہر کی محبوب بن سکتی اور مزید احسانات و عنایات کے حصول کا سامان کر سکتی ہے۔ کیونکہ شکر گزاری کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ مزید انعامات کرتے اور خوش حالی سے نوازتے ہیں۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ [إبراهيم: ۷]

''اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

یہ آیت دلیل ہے کہ انعامات اور سہولتوں پر شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری پر نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ لہٰذا نعمتوں کے میسر آنے کی صورت میں بیوی اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بھی ہو اور خاوند کی بھی قدر کرے۔ کیونکہ نعمتوں کی قدر دان بیوی کو خاوند مزید نعمتیں مہیا کرنے کی کوشش کرتا اور یہ احسان مندی اس کی دلی فرحت کا سبب بنتی ہے۔ ورنہ سہولتوں کے میسر آنے اور بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے باوجود اسے بیوی کی طرف سے ناشکری کے کلمات اور اس گھر میں کوئی ضرورت پوری ہی نہیں ہوتی کا تکرار خاوند کو بدظن کر دیتا اور سہولتوں کی فراہمی سے وہ ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ ہونے پر کہ یہاں کسی سہولت کی قدر نہ کی جائے گی وہ اہل خانہ کو حتی الامکان زائد سہولتوں سے محروم رکھتا اور کوئی اضافی سہولت دینے سے اس کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔

پھر ناشکری کی عادت خاوند کے دل میں جہاں نفرت اور بے حسی کے بیج بوتی ہے اور اسے اعراض ونشوز کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، وہاں یہ عادت بد اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور آتش جہنم میں جھونکے جانے کا باعث بھی ہے۔ اس لیے ناشکری بیوی کو اس بری خصلت سے جتنی جلدی ہو سکے جان چھڑا لینی چاہیے اور خاوند کی قدر اور میسر سہولتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ ، يَكْفُرْنَ قِيلَ: أَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ ، وَ يَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا ، قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ »[1]

”مجھے جہنم دکھائی گئی تو ناگہاں اس کے رہائشیوں کی اکثریت عورتیں تھیں۔ یہ کفر (انکار) کرتی ہیں۔“ پوچھا گیا کہ کیا یہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(اللہ کے ساتھ کفر تو نہیں کرتیں) خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی ناقدری کرتی ہیں، اگر ان میں سے کسی پر تو عمر بھر نیکی کرے پھر یہ تجھ سے کوئی کوتاہی دیکھے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔“

[1] صحیح بخاری : ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس کڑی اور ہولناک سزا سے بچنے کے لیے بیوی کو شوہر کے انعامات و احسانات کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے اور زندگی میں کبھی سہولیات کی فراہمی میں اونچ نیچ یا تاخیر ہو جائے یا خاوند کی مالی حیثیت بیوی کا کوئی مطالبہ پوری کرنے سے قاصر ہے تو صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نہ کہ مطالبہ پورا نہ ہونے پر گھر میں اودھم مچا دے، خاوند کا جینا اجیرن کر دے اور گھر کے سکون کو غارت کر کے ہمیشہ کے لیے اس مطالبے سے محروم ہو جائے، طیش میں آنے پر خاوند سے بے عزتی اور مار کھا لے اور معاملہ حد سے بگڑے تو طلاق نامہ لے کر، سہولتوں، شوہر، گھر اور بچوں سے محروم ہو جائے۔

خاوند کی ناقدری کا انجام بد اور قدر دانی کا انجام خیر:

ذیل میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیویوں کا قصہ حوالہ قرطاس کیا جاتا ہے، جس میں عورت کے لیے ناشکری سے بچنے، خاوند کی روکھی سوکھی پر گزارا کرنے، بقدر حیثیت فراہم کردہ نعمتوں اور احسانات کی قدر دانی کرنے کے فوائد کا بیان ہے۔ نیز مذہبی شخصیت کی زوجیت میں ناشکری بیوی کا تباہ نقصان کا سبب اور مذہب سے دوری کا باعث بن سکتا ہے، لہٰذا ایسی عورتوں سے گلو خلاصی اور نجات ہی بہتر ہے، صبر و شکر کے اوصاف سے متصف بیوی انسان کے لیے بہترین سرمایہ ہے، ایسے قیمتی نگینے کی قدر کرنا اور اسے زوجیت میں بحال رکھنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔

صحیح بخاری میں منقول ہے کہ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو قبیلہ بنو جرہم نے اپنی ایک لڑکی ان سے بیاہ دی۔ پھر ام اسماعیل (سیدہ ہاجرہ علیہا السلام) کی وفات ہو گئی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کی خبر گیری کے لیے مکہ تشریف لائے اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو گھر پر غائب پایا تو ان کی بیوی سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: "وہ ہماری گزران کا بندوبست کرنے باہر گئے ہیں۔ پھر انھوں نے ان کے گزر اوقات اور معاش کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ ہم شدید مفلسی اور انتہائی تنگ حالی کا شکار ہیں اور ان سے گھریلو پریشانیوں کی شکایت کی۔" اس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: ''جب تمھارا شوہر آئے تو انھیں سلام کہنا اور انھیں حکم دینا کہ اپنے گھر کی دہلیز تبدیل کر لے۔'' چنانچہ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام گھر آئے اور گھر پر کچھ مانوسیت محسوس کی تو پوچھا: ''کیا تمھارے ہاں کوئی شخص تشریف لایا تھا؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! ہمارے یہاں فلاں فلاں اوصاف کے بزرگ تشریف لائے تھے، انھوں نے مجھے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ وہ روزگار کے لیے نکلے ہیں، پھر انھوں نے مجھے ہمارے گھریلو حالات کے متعلق سوال کیا تو میں نے بتایا کہ ہم شدید تنگ حالی اور انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔'' سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: ''کیا انھوں نے تجھے کوئی نصیحت کی تھی؟'' اس نے کہا: ''ہاں! انھوں نے کہا کہ میں آپ کو ان کا سلام کہوں اور مزید کہا کہ اسماعیل سے کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لے۔'' انھوں نے کہا: ''یہ میرے والد محترم تھے اور انھوں نے مجھے تم سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جاؤ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انھوں نے اسے طلاق دے دی۔'' پھر انھوں نے قبیلہ بنو جرہم کی ایک عورت سے شادی کر لی اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کافی عرصہ مکہ تشریف نہ لائے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ پھر وہ ان کے پاس آئے لیکن سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کیا: ''وہ ہماری خوراک کا انتظام کرنے باہر نکلے ہیں۔'' انھوں نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور گھریلو حالات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: ''اللہ کا شکر ہے، ہم بہت بہتر اور نہایت خوش حال ہیں۔'' پھر انھوں نے پوچھا کہ تمھاری خوراک کیا ہے؟'' اس نے بتایا کہ ہماری خوراک گوشت ہے۔'' انھوں نے پوچھا کہ تمھارا مشروب کیا ہے؟'' اس نے بتایا: ''ہمارا مشروب پانی ہے۔'' اس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: ''اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت فرما۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان (اسماعیل علیہ السلام) کے پاس کوئی اور اناج نہ تھا، اگر ان کے پاس کوئی اور اناج ہوتا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکہ کے علاوہ کسی اور شہر میں نے گوشت اور پانی پر اکتفا کرنے والے کو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک راس نہیں آتی (یعنی صرف مکہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرنا طبیعت کے لیے سازگار ہے اور یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا فیضان ہے) پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ''جب تمھارے شوہر آئیں تو انھیں سلام کہنا اور انھیں حکم دینا کہ وہ اپنی گھر کی دہلیز قائم رکھیں۔'' چنانچہ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو اپنی بیوی سے پوچھا: ''کیا تمھارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟'' اس نے عرض کیا: ''جی ہاں! ہمارے پاس ایک انتہائی پاک سیرت و خوش صورت بزرگ تشریف لائے تھے۔'' اس نے ان کے بارے میں نہایت شاندار توصیفی کلمات کہے۔ انھوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ وہ روزگار کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔'' پھر انھوں نے مجھے ہماری گزر اوقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے انھیں بتایا کہ ہم بہت آسودہ حال ہیں۔'' سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: ''کیا انھوں نے تجھے کوئی نصیحت کی تھی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور وہ تمھیں حکم دے گئے ہیں کہ اپنی دہلیز کو قائم رکھو۔'' یہ سن کر انھوں نے کہا: ''وہ میرے ابو جان تھے، تم گھر کی دہلیز ہو اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تجھے اپنی زوجیت میں رکھوں۔'' [1]

فوائد:

۱۔ والدین کو گاہے گاہے شادی شدہ اولاد کی خبر گیری کرتے رہنا چاہیے اور اگر بچے کی زوجیت میں ناشکری، بے صبری اور احسانات کی ناقدری کرنے والی عورت ہو تو ایسی عورت سے چھٹکارے کے لیے دباؤ ڈالنا چاہیے اور والدین کے حکم کی تعمیل میں اولاد کو ایسی بدخصلت عورت سے جان چھڑا لینی چاہیے، کیونکہ ایسی عورت دنیاوی آسائشوں کے حصول کے لیے خاوند کو دنیا کا اسیر بنا سکتی ہے اور اس کی نا ختم ہونے والی فرمائشیں اسے دین سے دور کر سکتی ہیں۔

۲۔ صابرہ و شاکرہ عورت کی قدر کرنی چاہیے اور صبر و شکر کی پیکر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدردان بیوی خاوند کی دلی راحت اور عزت افزائی کا باعث ہے۔ ایسی عورت خاوند کی

[1] صحیح بخاری: ۳۳۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشانی اور ذہنی اذیت کا سامان نہیں کرتی اور جیسا اور جتنا میسر ہو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی اور خاوند کی قدر کرتی ہے۔ جس سے خاوند بہت سی گھریلو پریشانیوں سے بچتا اور گھر کا ماحول آلودہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی زندگی کے راز کو پا لینے میں عورت کی تکریم، گھریلو خوش حالی اور خوشیوں بھر زندگی گزارنے کا راز پنہاں ہے۔

۴۔ خاوند پر احسانات جتلانا:

رشتوں کے اعتبار سے خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے سب سے بڑے محسن، غم گسار اور باہمی معاون ہیں۔ اگر خاوند خوش حال اور آسودہ حال ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے اور انھیں بھی آسودہ حال رکھے۔ لیکن اگر شوہر غریب، نادار اور مالی لحاظ سے کمزور ہے اور بیوی مال دار ہے تو بیوی کو خاوند سے تعاون کرنا، اس کی مالی ضروریات پوری کرنا اور سسرال والے بھی اس کے ساتھ تعاون کریں، اسے کوئی کاروبار کھول دیں، کسی جگہ ملازمت دلوا دیں تو اس سارے تعاون کے پیچھے للّٰہیت اور صلہ رحمی کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے۔ ان خدمات کے صلہ میں شوہر کو نیچا اور دباؤ میں رکھنا نہ بیوی کے لیے زیبا ہے اور نہ سسرال والوں کو۔ کیونکہ احسان کر کے ذاتی مفادات حاصل کرنا، احسان جتلا کر متذکرہ شخص کو احسان کے بوجھ تلے دبائے رکھنا، بات بات پر اسے اپنی نیکیاں اور اس کی اوقات یاد کرانا نہ اخلاقی طور پر درست اور نہ شرعاً جائز ہے۔ پھر احسانات کے بوجھ تلے دبا اور نیکیوں کے تکرار کا ستایا شخص ایسے محسن سے بے زار ہو جاتا اور زچ ہو کر اس عذاب سے چھٹکارے کے لیے ہر طرح کے احسانات چکانے اور ایسے محسنین سے کنارہ کشی کا تہیا کر لیتا ہے۔ احسان کیشی میں احسان کے صلہ کی توقع اور احسان جتلانے کی تکرار ہی غلط اور خلاف شریعت ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾ [المدثر: ٦]

"اور (اس نیت سے) احسان نہ کر کہ زیادہ حاصل کرے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو اس نیت سے احسان کرنا کہ اس کا بہتر صلہ ملے گا اور مذکورہ شخص ساری زندگی آنکھیں اوپر نہ کرے اور نیکی اور احسان کے بوجھ تلے دبے شخص کو خوب خوار کیا جائے ناجائز و حرام ہے اور ایسی احسان کیشی کا ذرا بھی اجر ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ احسان جتلانے اور اپنی نیکیوں کی تکرار کرنے سے نیکیوں کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ انسان کو صرف بے لوث احسان اور نیکی ہی کا اجر و ثواب ملتا ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرہ: ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴]

''جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، پھر انھوں نے جو خرچ کیا اس کے پیچھے نہ کسی طرح کا احسان جتلانا لگاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچانا، ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے پیچھے کسی طرح کا تکلیف پہنچانا ہو اور اللہ بہت بے پروا، بے حد بردبار ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ دے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر قدرت نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

تفسیر:

استاذ محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

۱۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ ...... : یعنی یہ ثواب صرف ان لوگوں کو حاصل ہو گا جو رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد نہ کسی پر احسان جتلاتے ہیں اور نہ زبان و عمل سے کوئی تکلیف دیتے ہیں، کسی کو کچھ دے کر احسان جتلانا کبیرہ گناہ ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ فرمایا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے، یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا مال فروخت کرنے والا۔'' ①

۲۔ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ...... : یعنی کسی کو صدقہ دینے کے بعد اس پر احسان جتلا کر یا اسے تکلیف دے کر اس منافق کی طرح اپنے مال ضائع نہ کرو جو صرف ریا کاری کے جذبہ کے تحت اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

۳۔ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ ...... : یعنی یہ ریا کار بظاہر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی مثال اس صاف چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی جمی ہوئی ہو

① صحیح مسلم: الإیمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال ....: ۱۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(''تُرَابٌ'' کی تنوین تقلیل کے لیے ہے) اور دیکھنے والا اسے قابل کاشت زمین خیال کرے، لیکن جونہی بارش ہو تو اس کی تمام مٹی ڈھل جائے اور وہ صاف چٹان کی چٹان رہ جائے، اسی طرح ریا کاروں کے عمل ان کے صحیفۂ اعمال سے مٹ جائیں گے اور وہ ان سے نہ کوئی فائدہ اٹھا سکیں گے اور نہ انھیں ان کا کوئی اجر ملے گا۔[1]

لہٰذا بیوی یا سسرال والوں کا شوہر پر کوئی احسان ہے تو اس کی تکرار سے نہ اسے زچ کرنا چاہیے کہ وہ متنفر ہو کر بدظن ہو جائے اور ایسے رشتوں سے تعلق توڑ لے یا ان کی نیکیوں کا بوجھ اتار کر سخت گیر رویہ اختیار کر لے اور رشتوں میں تنازعات اور جھگڑے شروع ہو جائیں اور رشتوں کا تقدس مجروح ہو جائے پھر اس کا دوسرا بڑا نقصان اللہ تعالیٰ کی ناراضی، اجر وثواب سے محرومی اور روز قیامت کی پشیمانی اور رسوائی ہے۔

۵۔ خاوند کو حقیر جاننا:

خاوند بیوی کے لیے سب سے زیادہ احترام کا رشتہ اور باقی رشتوں کی نسبت زیادہ قابل قدر ہے۔ سو بیوی خاوند کی عزت کرتی اور اس سے ہر طرح کا احترام روا رکھتی ہی جچتی ہے۔ لہٰذا بیوی کو عمر بھر خاوند کی اطاعت، خوشنودی اور تعظیم وتکریم میں بسر کرنی چاہیے اور کبھی بھی خاوند سے بدتمیزی کرنا، اس کی تحقیر اور تذلیل اخلاقی اور شرعی لحاظ سے زیبا نہیں۔ کیونکہ اس رشتے کی تعظیم و تقدیس کے پیش نظر ہی اس کا اتنا عظیم مقام بیان کیا ہے کہ عورت ہر طرح کی خدمت کر کے بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی اور اللہ کے سوا کسی ذات کو سجدہ ریز ہونے کا حکم ہوتا تو خاوند کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا۔ یہ سارے احکام خاوند کی عظمت و رفعت کی دلیل ہیں۔ لہٰذا اپنی دولت کے نشہ، حسن و جمال کے گھمنڈ، اپنی تعلیم اور ملازمت کے فخر اور خاندانی تفاخر میں خاوند کی تذلیل وتوہین کی اجازت نہیں۔ جب عورت خاوند سے ساتھ یہ غیر اخلاقی اور غیر شرعی رویہ اختیار کرتی ہے تو کچھ خاوند اپنی تذلیل برداشت کر کے خاموشی اور ذلت کی زندگی گوارا کر لیتے ہیں، لیکن عورت کا یہ وحشیانہ طرز زندگی معاشرے

---

[1] تفسیر القرآن الکریم: ۱/ ۲۱۶، ۲۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس جوڑے کی عزت اور احترام ختم کر دیتا ہے۔ مجبوری میں بات کوئی نہیں کرتا لیکن بیوی کے اس ناروا سلوک سے سارے رشتہ دار ہی شاکی اور مضطرب ہوتے ہیں۔ ایسی منہ زور بیوی کی اصلاح کرنے والے بھی بے عزت ہوتے اور کوئی بھی دشنام طرازی سے محفوظ نہیں رہتا۔ ایسی عورت کو نقصان کا احساس تب ہوتا ہے جب خاوند بیوی میں تنازعات شدت اختیار کر لیں اور باہمی سلجھاؤ کی کوئی صورت نہ ہو تو ماضی میں عورت سے ڈسے ہوئے اپنے اور خاوند کے رشتہ دار کوئی بھی صلح کرانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔ سو تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جاتی اور حالات کے بے قابو ہونے سے زندگی کا ایک خوفناک اور اذیت ناک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب کہ بیوی کا یہ جارحانہ اور توہین آمیز رویہ کچھ حساس خاوند برداشت نہیں کر پاتے اور بیوی کی زبان درازی، چرب زبانی اور توہین آمیز اور حقارت انگیز رویے پر بیوی کا ایسا مکو ٹھپتے ہیں کہ دوباہ ایسا بدتمیزانہ رویہ اختیار کرنے کا موقع نہیں دیتے اور اپنی بے وقوفی اور بدتمیزی سے ایسی ٹھکائی ہوتی اور اتنی سختی کی جاتی ہے کہ عمر بھر سر اٹھانے اور زبان درازی کی جرأت باقی نہیں رہتی، اگر بیوی بھی منہ زور ہو تو دونوں طرف سے طوفان بدتمیزی شروع ہو جاتا اور دلوں میں ایسی نفرتیں اور کدورتیں جنم لیتی ہیں کہ اکٹھے رہنے کی صورت میں باہمی چاہتیں میسر ہی نہیں آتیں، بداعتمادی اور بدگمانی کے مہیب سائے ان کا تعاقب کرتے، ایک دوسرے کی توہین و تذلیل اور کسی کمزوری پر فریق مخالف کو لتاڑنا من پسند مشغلہ بن جاتا ہے۔ یوں باہمی کھینچا تانی اور حسد و بغض سے زندگی اجیرن بن جاتی، ہر وقت کی نکتہ چینی اور نوک جھونک اولاد کے اخلاقیات بگاڑ دیتی، انھیں ذہنی مریض بنا دیتی اور مستقبل میں منہ پھٹ کہ ایسے ماحول میں پروان چڑھنے والی اور ہر وقت کی لڑائی میں نشو و نما پانے والی اولاد نہ باپ کی قدر کرتی اور نہ ماں کا احترام۔ بلکہ قریبی رشتہ دار بھی ایسی اولاد کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں رہتے۔ لہٰذا ایسے بچے معاشرے میں بھی بے توقیر ہو جاتے اور مستقبل میں کوئی اچھے رشتہ دار ان سے تعلقات استوار کرنے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادیوں کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یا معاملہ خلع و طلاق اور مستقل جدائی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ جس میں ان کی اپنی بے عزتی سمیت اولاد کی تربیتی ناہمواریاں جنم لیتی ہیں۔

پھر کسی بھی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کی تحقیر اور تذلیل حرام ہے تو بیوی کے لیے اپنے سرتاج اور سب سے قابل قدر رشتے کی توہین کب زیبا ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَاتَحَاسَدُوْا، وَلَاتَنَاجَشُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَدَابَرُوْا، وَلَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ : بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُه » [1]

"باہمی حسد نہ کرو، ارادہ خرید کے بغیر مقابلے میں بولی نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی نہ کرو، تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کرتے ہوئے) اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے تھے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔"

جب کسی عام مسلمان کو حقیر جاننا، اس سے نفرت کرنا اور اسے بے عزت کرنا حرام ہے تو خاوند جو بیوی کے لیے انتہائی محترم ہے اس سے یہ ناروا رویے اختیار کرنا کب جائز ہے۔

---

1. صحیح مسلم : ٢٥٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بیوی شوہر سے یہ بے ہودہ رویے اختیار کر کے اپنے اور اپنے خاندان اور بچوں کی رسوائی ،گھر کی بربادی اور اپنی عاقبت تباہ کرنے کا سامان نہ کرے۔

٦۔ بے تحاشا مطالبات کرنا:

بیوی اور بچوں کو خوراک ،لباس اور ضروریات زندگی مہیا کرنا خاوند کے فرائض میں شامل ہے، ان فرائض کی ادائیگی میں خاوند کی مالی حیثیت دیکھی جاتی ہے ،اپنی مالی حیثیت کے مطابق وہ ان کی ضروریات ،لباس اور خوراک مہیا کرنے کا پابند ہے۔ مال دار ہے تو کنجوسی نہ کرے اور غریب اور مفلس ہے تو اپنی آمدنی کے لحاظ سے خرچ کرے۔ مال دار کا بخیلی اور کنجوسی سے کام لینا اور بیوی بچوں کو ضروریات سے ترسانا زیبا نہیں اور غریب مفلس کی بیوی اپنے شوہر کو اتنا مجبور نہ کرے کہ اس سے اس کے مطالبات پورے کرنا مشکل ہو جائیں۔ الغرض اگر شوہر اپنی حیثیت کے مطابق بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرتا ہے تو خاوند کے اس طرز عمل سے بیوی کو خاوند کی قدر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور قناعت سے کام لینا چاہیے۔ خاوند کی اس احسان مندی کے باوجود بیوی کا خاوند سے بے جا مطالبات کرنا ،اس کی مالی حیثیت سے بڑھ کر اس پر بوجھ لادنا اور گھر میں داخل ہوتے ہی فرمائشوں کی طویل فہرست اسے تھما دینا یہ تعلقات کو کشیدہ کرنے کے ہتھکنڈے اور سلیم النفس شوہر کو متنفر کرنے کے اقدامات ہیں۔ بے چارا خاوند جب اپنی استعداد کے مطابق خرچ کرنے اور بیوی بچوں کو اپنی حیثیت کے مطابق سہولیات فراہم کرنے کے باوجود بیوی کو اپنا احسان مند اور قدر دان نہیں پاتا تو وہ ایک مرحلے پر ہر طرح کی سہولت سے محروم کرنے اور بیوی کو خرچ روک کر ذلیل کرنے کا تہیا کر لیتا ہے۔ جس سے تعلقات میں بگاڑ آتا، ناچاقیاں بڑھتیں ،تو تکار اور زبان درازی کا سلسلہ شروع ہوتا اور بے حسی عروج پر پہنچتی ہے۔ دو طرفہ ضدوں سے دوریاں بڑھتیں اور نفرتیں جنم لیتیں ہیں۔ جہاں ایک دوسرے کو دکھ دینے اور پریشان کرنے سے حیوانی جذبات کو تسکین ملتی اور فرحت و راحت کے لمحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی سے عنقا ہو جاتے ہیں وہاں خوشیاں روٹھ جاتیں اور غم، پریشانیاں اور باہمی جھگڑے معمول بن جاتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں خود نمائشی، اپنی جھوٹی ساکھ بحال رکھنا، دوسروں کی نسبت خود کو زیادہ مال دار اور بڑا ثابت کرنا، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ریس اور جھوٹی عزت کا بھرم رکھنا یہ مفاسد ہیں جو عورتوں کو ہوش ربا مطالبات پر مجبور کرتے اور غیر ضروری چیزوں کو عملی زندگی میں ضرورت زندگی بنانے پر مجبور کرتے ہیں۔ اگر عورت کسی عورت کو اچھا کپڑے پہنے دیکھ لے تو اسے تب سکون ہوتا ہے جب وہ اس سے قیمتی جوڑا حاصل کرے، خواہ اس کے لیے اسے خاوند کو زچ اور ادھار اٹھانے پر مجبور کرنا پڑے، کسی بچے کا اچھا لباس دیکھ کر اپنے بچوں کو اس سے قیمتی لباس پہنانا اپنا فرض سمجھتی ہے، کسی کے گھر اچھے برتن دیکھ لے تو اپنے گھر میں ویسے یا اس سے اچھے برتن لانا اپنا حق سمجھے گی، مکان، لباس، خوراک، رہائشی ضروریات سمیت ہر چیز میں مقابلہ جاتی فضا قائم کرنے اور خود کو افضل و برتر ثابت کرنے کی حرص ہی بے تحاشا مطالبات کی اساس ہے۔ جس سے بیوی خود بھی بے چینی اور اضطراب کا شکار رہتی، ہر وقت کی پریشانی میں گرفتار رہتی، اپنی ان فرمائشوں کی تکمیل کے لیے خاوند کو بھی زچ کر کے رکھتی اور بے سبب پریشانیوں میں گھیرے رکھتی ہے۔ ان ساری خواہشات اور آرزوؤں کا علاج تصوراتی اور خیالاتی زندگی سے نکل کر حقیقی زندگی گزارنے اور تقدیر پر ایمان لانے میں ہے۔ قناعت کا مظاہرہ کرنے اور اپنے سے کم تر حیثیت کے گھرانوں اور افراد کی طرف دیکھنے میں ہے۔ اس سے اپنی نعمتوں کی صحیح قدر کر سکتے، ناشکری سے بچ سکتے، مقابلہ جاتی دوڑ سے نکل سکتے اور ایک پرسکون و مطمئن اور خوشیوں بھری زندگی گزار سکتے ہیں۔ ان بے جا مطالبات اور خواہشات سے بچنے کے متعلق کچھ نصیحتیں پیش خدمت ہیں جن پر عمل کر کے بیوی خود بھی پرسکون زندگی گزار سکتی اور خاوند کو بھی اذیت ناک زندگی سے سکون دے سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہشات کا علاج:

یاد رکھیں! کسی حد تک ضروریات ہر انسان کی پوری ہو جاتی ہیں اور خواہشات بادشاہوں وزیروں کی بھی پوری نہیں ہوتیں۔ لہٰذا جو میسر ہے اس پر صبر، شکر اور قناعت کریں، مزید بہتری اور ترقی کے لیے محنت کریں یہ عمل معیوب نہیں۔ لیکن اپنی خواہشات کے حصار میں خود کو بند کرنا اور ان کے حصول کے لیے ہر جائز ناجائز طریقہ اختیار کرنا اور شوہر کو حلال و حرام ذرائع اختیار کرنے پر مجبور کرنا قطعاً درست نہیں۔ خواہشات پر قابو رکھیں، صبر و قناعت سے کام لیں اور تقدیر پر ایمان رکھیں کیونکہ جو سہولت، آسائش اور مال آپ کی قسمت میں ہوا وہ آپ کو ہر صورت ملے گا اور جو چیز مقدر میں نہیں ہے آپ لاکھ زور لگا لیں اسے حاصل نہیں کر سکتے۔ درج ذیل نصیحتوں پر عمل کر کے خواہشات پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

۱۔ قناعت کرنا:

جو میسر ہے اس پر راضی ہو جائیں اور جس حالت میں ہیں اس پر صبر و رضا اور قناعت کا مظاہرہ کریں، کیونکہ بقدر کفایت روزی اور ضروریات زندگی پر قناعت کرنا کامیابی کا راز ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

  « قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ » [1]

  ''بلاشبہ وہ شخص کامیاب ہوا جو فرماں بردار ہوا، بقدر ضرورت روزی دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے دیا اس پر اسے قناعت کرنے والا بنا دیا۔''

- سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

  « طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ » [2]

  ''اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو اسلام کی ہدایت دیا گیا، اس کی گزران

---

❶ صحیح مسلم : ۱۰۵۴۔ جامع ترمذی : ۲۳۴۸۔

❷ حسن: جامع ترمذی: ۲۳۴۹۔ صحیح ابن حبان: ۷۰۵۔ مسند احمد : ۶/ ۱۹۔ حمید بن ہانی الخولانی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارہ لائق ہو اور وہ اس پر قانع ہو۔''

قناعت بہت بڑی دولت ہے جس سے مالا مال شخص کبھی شکوے شکایات اور اپنی بے سرو سامانی کا رونا نہیں روتا اور نہ گھر کے دیگر افراد کو خواہشات کی چتا میں جلاتا ہے۔ ایسا شخص جو میسر ہے اسی پر گزارہ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا اور خوش حال زندگی بسر کرتا ہے۔ لہٰذا بیوی کو قناعت کرنے والی اور صابرہ و شاکرہ ہونا چاہیے یہی وہ دولت ہے جو فقیر کو بادشاہ بنا دیتی اور دنیا کے بڑے غم غلط کر دیتی ہے۔

۲۔ صبر کرنا:

اگر ضروریات زندگی کی کمی، خواہشات کی تکمیل کے لیے روپے کی قلت ہے، منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچتے نظر نہیں آتے، شوہر اپنے مکان، ذاتی کاروبار اور کوئی قابل ذکر جائیداد کا مالک نہیں ہے تو غم میں ہلکان نہ ہوں، صبر و ضبط سے کام لیں، خاوند کو نت نئے منصوبوں، مختلف سودی قرضوں، قسطوں کے غیر شرعی کاروبار اور ناجائز کمائی کے ذرائع کے حصول پر آمادہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسے غیر شرعی راستوں سے دولت کمانے کے جھانسے میں آنے والے گھرانے خوش حالی کے بجائے قرضوں میں جکڑتے جاتے، سود کی نحوست انھیں بچی کھچی جائیداد بیچنے پر مجبور کر دیتی ہے اور کف افسوس ملنے اور خود کو کوسنے کے سوا ملتا کچھ بھی نہیں۔ حلال روزی پر کفایت کریں۔ جو مل جائے اس پر شکر کریں اور جس سے محروم ہیں اس پر صبر کریں۔ صبر انسان کے لیے بہت بڑی دولت، محرومیوں سے نجات کا بہت بڑا سہارا ہے، نہ ملنے والی نعمتوں پر صبر دلی اطمینان کا باعث اور مستقبل کی خوش حالی کا پیش خیمہ ہے۔ لہٰذا بے سرو سامانی، اموال کی کمی اور غربت و مفلسی کی صورت میں شوہر کو مزید پریشان کرنا اور اس کی پریشانیوں میں اضافے کا سبب بننا عورت کو بالکل روا نہیں۔ بلکہ ایسے حالات میں خاوند کو حوصلہ دینا اور محنت کی ترغیب دے کر اللہ تعالیٰ سے خوش حالی کے دنوں کی امید رکھنا بیوی کا شعار ہونا چاہیے۔ کیونکہ مالی تنگی اور خوش حالی انسان کے اپنے بس میں نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تقسیم ہے جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کر دے اور جسے چاہے فاقہ کشی اور غربت میں دھکیل دے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اس کی تقسیم پر راضی رہنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔ پھر مشکلات پر صبر کرنا مستحسن عمل اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ [البقرة: ١٥٥، ١٥٦، ١٥٧]

''اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

پھر صبر سراپا خیر ہے جس کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَ لَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ »[1]

''مومن کا معاملہ عجیب ہے، کیونکہ اس کا سارا کام ہی خیر ہے اور یہ چیز کسی اور کو حاصل نہیں۔ (خیر اس طرح کہ) اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو شکر کرتا ہے اور وہ اس

[1] صحيح مسلم: ٢٩٩٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خیر ہے اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور وہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔''

۳۔ آخرت کی فکر کرنا:

زن وشو آخرت کی فکر اور اخروی زندگی کی کامیابی کو اپنا نصب العین بنالیں تو دنیاوی غم بڑی حد تک تحلیل ہو جاتے ہیں، نہ ملنے والی نعمتیں بے چین نہیں کرتیں اور مستقبل کے اندھے خدشات ختم ہو جاتے ہیں۔ زندگی میں بڑا استحکام آئے گا اور بڑی پریشانیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ پھر آخرت پر پختہ ایمان ہو، حصول جنت کی سچی لگن ہو تو دنیا کے غم اور پریشانیوں کے خاتمے کے ساتھ دنیا بھی آپ کی باندی بن جائے گی۔ ورنہ دنیا کو مسخر کرنے اور مال و دولت جمع کرنے کی تمام کوششیں اور سرتوڑ محنتیں بے سود ثابت ہوں گی، معاملات گھمبیر تر ہوتے جائیں گے اور فقر و محتاجی میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ آخرت پر غیر متزلزل ایمان بڑی حد تک انسان کو حصول دنیا کی سرپٹ دوڑ سے محفوظ رکھتا ہے۔

• سیدنا ثابت بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ » [1]

''جس کا مقصد دنیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات منتشر کر دیتا ہے، اس کی محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں ہو اور جس کا مقصد آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات سمیٹ دیتا ہے، اس کے دل میں تونگری ڈال دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔''

۴۔ تکلّفات ترک کرنا:

سادہ اور حقیقی زندگی بسر کریں، اپنی خوراک، لباس، گھریلو سامان، فرنیچر اور دیگر

❶ صحيح : سنن ابن ماجه : ٤١٠٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات زندگی میں سادگی اختیار کریں اور تکلف و تصنع سے گریز کریں کیونکہ ہمارا معاشرتی المیہ اور پریشانیوں کا بہت بڑا سبب تکلفات و بناوٹی پن ہے۔ ہم اپنی اصلیت بیان کرنے کی اخلاقی جرأت سے محروم ہیں۔ ہر شخص اپنا بناوٹی اور جھوٹا کردار پیش کر کے اپنی عظمت اور بڑائی کا بھرم قائم رکھنے کے لیے لاکھوں جھوٹ بولتا، اپنی استعداد سے بڑھ کر خرچ کرتا، کئی مواقع پر جعلی بھرم قائم رکھنے کے لیے کئی قسم کے قرض لینا پڑھتے، ادھار چیزیں لینا پڑھتیں اور کئی الجھنوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان تمام مفاسد اور پریشانیوں سے بچنے کا حل تکلفات ترک کرنے ہیں ہے۔

آپ کی جو اصل حالت ہے وہی ظاہر کریں، اپنی مالی حیثیت کے مطابق خرچ کریں اور اپنی حیثیت کے مطابق لباس اور گھریلو اشیاء کا اہتمام کریں۔ اس سے آپ کئی خود ساختہ پریشانیوں سے بچیں گے، قرض کے بوجھ سے بھی چھٹکارا ملے گا اور عاریتاً چیزیں لینے کے عار سے بھی محفوظ رہیں گے۔ آپ کی عزت و وقار بھی بحال رہے گی اور کتاب و سنت میں تکلفات کی ممانعت کی تعمیل کی صورت میں دین سے انحراف اور گناہوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص: ٨٦]

”کہہ دے میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں سے ہوں۔“

- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ » [1]

”ہم تکلف اختیار کرنے سے منع کیے گئے۔“

[1] صحیح بخاری: ۷۲۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ بیان کرتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ لباس، خوراک، رہائش اور دیگر معاملات میں تکلفات جو آج کل معیار زندگی بلند کرنے کے عنوان سے اصحاب حیثیت کا شعار اور وتیرہ بن چکا ہے، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام میں سادگی اور بے تکلفی اختیار کرنے کی تلقین وترغیب ہے۔[1]

لہٰذا جھوٹی شہرت، خود نمائشی اور اپنی جھوٹی ساکھ بحال رکھنے کے لیے کسی بھی قسم کا تکلف اور تصنع اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ عزت اور عظمت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ چاہے تو معمولی حیثیت کے حامل شخص کو عروج اور قبول بخش دے اور چاہے کروڑوں، اربوں کی جائیداد کے مالک کو ذلت و رسوائی سے دوچار کر دے۔ اصل عزت اور عظمت دین اسلام سے وابستگی میں ہے، لہٰذا دین حنیف سے تعلقات استوار کریں، اپنی اصلاح کی کوشش اور دینی احکام وشرائع پر عمل پیرا ہو جائیں۔ یہ عزت و رفعت کے سربستہ راز ہیں جن سے اکثریت غافل اور بدعملی کا شکار ہے۔

۵۔ اپنے سے کم حیثیت لوگوں کو دیکھنا:

ہماری یہ تربیتی کمزوری ہے کہ ہم دنیاوی معاملات میں اپنے سے زیادہ مال دار، اپنے سے فائق اور خوش حال لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کی مال داری، شہرت، خوش حالی اور دنیوی ترقی دیکھ کر مفت میں کڑھتے، پریشانیوں میں غلطاں رہتے اور حسد کا شکار ہو کر ایسے لوگوں کے بارے میں منفی پراپیگنڈے کر کے اپنی حسد کی آگ ٹھنڈی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چغلیوں اور غیبتوں کا ناجائز سلسلہ شروع کر کے اپنی عاقبت خراب کرنے کے جرائم کرتے رہتے ہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات سے جہالت اور لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ ہماری زندگی میں بڑی پریشانیاں اسلامی تعلیمات سے جہالت کی وجہ سے ہیں۔ دنیاوی معاملات میں کسی

[1] تفسیر أحسن البیان ص: ۱۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مال داری، شہرت اور ناموری حسد کی آگ کو دو آتشہ کرتی اور انسان مفت میں پریشان و مضطرب رہتا اور اس جیسی نعمتیں نہ ملنے پر اللہ تعالیٰ سے گلے شکوے شروع کر دیتا اور اس کی تقسیم کے بارے میں غلط تصورات پالنا شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کی خوش حالی اور مال و ثروت کو دیکھ کر خود کو پریشان رکھنا، اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایات کرنا، حرام ذرائع سے مال بنانے جیسے گھناؤنے جرائم کا سوچنا اور موقع ملنے پر ایسے جرائم کا ارتکاب کرنا، یہ سارے قابل ملامت افعال ہیں۔ اس معاملے میں بھی ہمیں شریعت سے رہنمائی لے کر پرسکون و مطمئن اور شکر گزاری والی زندگی گزارنی چاہیے۔ کیونکہ دنیاوی معاملات اپنے سے کم تر افراد کو دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس نصیحت پر عمل کرنے سے انسان بہت سی پریشانیوں اور بے جا حسد سے بچ سکتا، پرسکون زندگی گزار سکتا اور حاصل شدہ نعمتوں کی صحیح قدر دانی کر سکتا ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ » (1)

''جب کوئی شخص اس شخص کی طرف دیکھے جو مال اور صورت میں اس سے فوقیت دیا گیا ہے تو اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے جس پر یہ فضیلت دیا گیا ہے۔''

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اُنْظُرُوْا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ » (1)

''تم اس شخص کی طرف دیکھو جو تم سے کم تر ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے فائق ہے۔ یہ زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی اس نعمت کو حقیر نہ جانو جو تم پر ہے۔''

(1) صحیح بخاری: ٦٤٩٠۔ صحیح مسلم: ٢٩٦٣۔

(2) صحیح مسلم: ٢٩٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

ان احادیث میں خوش گوار اور پرسکون زندگی گزارنے کے آداب بیان ہوئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان راحتوں بھری زندگی بسر کر سکتا ہے، جس میں نعمتوں کی قدر دانی اور قلبی سکون سرفہرست ہیں۔ کیونکہ معاشرے میں ہر انسان جائزہ لے تو اسے اپنے سے کم تر بے شمار افراد نظر آئیں گے، جن کی رہائش سے اس کی رہائش قدرے اچھی، خوراک سے خوراک بہت اچھی، لباس سے لباس بہت اچھا اور دیگر بے شمار سہولیات میسر ہوتی ہیں جن سے بڑے لوگ محروم ہوتے ہیں۔ جب وہ یہ موازنہ کرے تو لامحالہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کو سراہے گا، اس کا شکریہ ادا کرے گا اور ان نعمتوں کے میسر آنے پر وہ مطمئن اور آسودہ حال بھی ہوگا۔ لیکن ان آداب سے انحراف کی صورت میں وہ خود کو ناکام ترین انسان سمجھتا اور لوگوں کی خوش حالی اور مال داری دیکھ کر خود کو نعمتوں سے محروم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ہی اعتراضات شروع کر دیتا اور طرح طرح کے شکوے شکایات شروع کر دیتا ہے۔ بے جا پریشانیاں خود پر سوار کر لیتا اور اپنے سے فائق لوگوں کے بارے میں اپنے دل میں نفرت اور حسد پیدا کر لیتا ہے۔ پھر دنیا حاصل کرنے کی مذموم دوڑ میں شامل ہو کر دین، اخلاقیات، حلال و حرام کی تمیز کے خاتمے سمیت کئی گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنا دین اور آخرت تباہ کر کے اپنی ہلاکت پر تل جاتا ہے، جو سراسر خسارہ ہے۔ اسی ہلاکت سے بچنے اور دنیا کی اندھی دوڑ میں شامل ہونے سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

- سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا، وَ تُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ » ①

① صحیح بخاری: ٦٤٢٥۔ صحیح مسلم: ٢٩٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ کی قسم! میں تمھارے بارے میں فقر سے نہیں ڈرتا، بلکہ میں تمھارے بارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا اس طرح کشادہ کی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تو تم اس میں اس طرح دلچسپی لینے لگو گے جیسے انھوں اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور یہ تمھیں ایسے ہلاک کر دے گی جیسے اس نے انھیں ہلاک کیا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ تمھیں ایسے (دین سے) غافل کر دے گی جیسے اس نے انھیں (دین سے) غافل کیا۔‘‘

۶۔ بے جا بے خرچ کرنا:

اسلام خرچ کرنے سمیت ہر معاملے میں میانہ روی کا درس دیتا ہے اور ہر معاملے میں میانہ روی ہی اس کا حسین پہلو ہے۔ اپنی شہرت، فضول خرچی کے شوق یا خود کو مال دار ثابت کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور فضول خرچی کی عادت اختیار کرنا عورت کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ جہاں فضول خرچی سے مال ضائع ہوتا ہے وہاں مال کا ضیاع اور بے تکا خرچ خاوند کے لیے پریشانی کا باعث اور ان عادات سے باز نہ آنے کی صورت میں تعلقات بگڑ سکتے، خاوند متنفر ہو کر معاشی پابندیاں عائد کر سکتا اور خرچ روک کر بیوی کے لیے پریشانیاں کھڑی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ایسی عادات اور فضول شوق جس سے خاوند ناراض ہو بیوی کو ایسی عادات ترک کر کے خاوند کی خوشی کے کام کرنے چاہییں، اپنے فضول شوق ترک کر کے خاوند کی مالی حیثیت کا احساس کرنا چاہیے، اس پر بے جا بوجھ ڈالنے سے گریز کرنا چاہیے اور ایک حد تک بچت کرنے اور مال بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سے زن وشو میں ہم آہنگی بڑھتی، ایک دوسرے کا احساس کرنے سے رشتۂ نکاح میں استحکام آتا اور گھریلو خوش حالی اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ یاد رکھیں! بے جا خرچ کرنا اور فضول شوق پورے کر کے جہاں عورت اپنے گھر کا نقصان کرتی اور خاوند کا دردِ سر بنتی وہاں وہ شرعی احکام کی مخالفت میں گناہ گار ہونے کے ساتھ شیطانی گروہ میں شامل ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ فضول خرچی اور بے جا خرچ کرنے والوں کو قرآن شیطان کے بھائی قرار دیتا ہے۔ شیطانی کاموں میں بھلا خیر اور عزت کہاں نصیب ہوتی ہے۔

چنانچہ خوراک، لباس اور دیگر ضروریات زندگی میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا ہی بہتر اور شرعی لحاظ سے میانہ روی اختیار کرنے ہی کی رخصت ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

[الفرقان : ٦٧]

"اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔"

سو بیوی کو میانہ روی اختیار کر کے شریعت کی پاسداری بھی کرنی چاہیے اور اس نیک صفت کے ذریعہ گھر کا ماحول بھی خوش گوار بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ورنہ فضول خرچی اور اسراف جہاں گھریلو جھگڑوں کا باعث، مالی ضیاع کا ذریعہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بھی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے رحمتوں اور برکتوں سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ [الأعراف : ٣١]

"اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ گزرو، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

۷۔ حد سے زیادہ میل جول رکھنا:

کسی بھی معاملہ میں حد سے تجاوز اخلاقی لحاظ سے ناجائز ہے۔ تعلقات بنانے، دوستیاں لگانے اور رشتہ داروں اور سہیلیوں سے میل جول میں بھی میانہ روی ہونا چاہیے، نہ تو کسی کے سر پر اتنا سوار ہوں کہ وہ بوجھ محسوس کرنے لگے اور نہ کسی سے اس حد تک تعلقات بڑھائیں کہ گھریلو زندگی میں خلل واقع ہو اور بیوی کے ایسے تعلقات خاوند کے لیے دردِ سر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جائیں۔ کچھ عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ گھر پر ہر وقت محلّہ دار عورتوں اور رشتہ داروں کا میلہ لگا رہے۔ چاہے اس سے خاوند کے فرائض میں خلل واقع ہو اور اسے آرام وسکون میسر نہ آئے اور چاہے اس پر کئی اخراجات اٹھیں، انھیں اپنی یہ خو اچھی لگتی اور وہ تعلقات کے پھیلاؤ پر فخر کرتی ہیں۔ ایک حد تک میل جول اور سہیلیوں سے دوستی درست ہے۔ لیکن ایسی دوستیوں اور تعلقات میں اعتدال سے تجاوز کرنا، ان کی وجہ سے خاوند اور گھر کے افراد کا سکون غارت کرنا اور خاوند کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنی ہٹ دھرمی پر ضد کرنا بیوقوفی ہے۔ اس سے گھریلو تنازعات سر اٹھاتے، باہمی ناچاقیوں میں اضافہ ہوتا اور خاوند تنفر ہو کر زبردستی یہ ماحول تبدیل کرنے پر مجبور ہوتا یا بیوی سے اعراض اور بے رخی اختیار کر لیتا ہے۔ سو ایسی بری عادات کا نقصان ہی نقصان ہے۔ اس میں باہمی رشتوں میں نفرتیں اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی اعتماد کے رشتوں کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ لہٰذا عورت کو کوئی بھی ایسا کام کرنے سے گریز کرنا چاہیے جس سے خاوند کو تکلیف اور پریشانی ہو۔ عورت کا فرض خاوند کی راحت کا سامان کرنا اور اسے خوشی پہنچانا ہے۔ اس کے لیے وہ ہر طرح کا شرعی طریقہ اختیار کر سکتی ہے۔

۸۔ خاوند کی ضرورت پوری نہ کرنا:

نکاح کا اہم مقصد حلال طریقے سے خاوند بیوی کی جنسی ضرورت پوری کرنا اور زن وشو میں سے ہر فریق کو فحاشی وعریانی اور زنا کاری جیسے بے ہودہ کاموں سے روکنا ہے۔ چنانچہ بیوی کو خاوند کی کھیتی قرار دیا گیا ہے، سو جس طرح کھیتی میں داخلے کے لیے کھیتی کے مالک کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی، ایسے ہی خاوند کو بیوی کے پاس آنے میں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہونی چاہیے اور عورت کو اپنے شوہر سے مکمل معاونت کرنی چاہیے۔ جنسی تسکین کے معاملہ میں شوہر کی راحت کا سامان کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں اسے بالکل پریشان نہ کیا جائے۔ نیز جنسی مسئلہ میں خاوند کے حکم کی تعمیل کا بیوی کو پابند کیا گیا ہے اور عورت کے کسی انتہائی مصروفیت میں مشغول ہونے کے باوجود اسے خاوند کے حکم کی تعمیل کا پابند کیا گیا ہے۔

- سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ »①

''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس آئے، خواہ وہ تندور پر (روٹیاں پکانے میں مصروف) ہو۔''

یعنی اپنی شدید مصروفیت کو چھوڑ کر خاوند کی حاجت پوری کرنی چاہیے اور حیلے بہانے، ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے اور تاخیری حربے استعمال کر کے خاوند کے دل میں بغض ونفرت کے بیج نہ بوئے جائیں یا یہ تاکیدی حکم اس لیے ہے کہ خاوند کا بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کی طرف خیال ہی نہ جائے۔ یوں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہ پائے گا اور شیطانی وسوسوں اور حملوں کا شکار نہ ہو پائے گا۔

بیوی اپنے تمام فرائض سے اہم فریضہ خاوند کی اطاعت اور اس کی خدمت کو قرار دے، خاوند کی جنسی ضرورت پوری کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہے اور خاوند کے میلان کے وقت خوش دلی سے اس کی خواہش پوری کر کے اسے دلی فرحت فراہم کرے اور خاوند کو کسی اور عورت کا سوچنے، دوسری شادی کرنے یا بیوی کے تکرار سے انکار کی صورت میں شکستہ دل ہو کر بیوی سے تعلقات توڑنے اور خلوت کی زندگی گزارنے کی سوچ کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ بیوی کے بار بار انکار اور خاوند کو شدید ضرورت کے وقت بیوی کا کوئی بہانہ تراشنا اور عذر داریاں پیش کرنا خاوند کے جذبات مجروح کر دیتا ہے اور حالات کا ستایا ہوا خاوند بیوی سے متنفر ہو کر کسی اور عورت کا سوچنا شروع کر دے گا، خفیہ یارانے ڈھونڈنے لگے گا یا وین دار اور تقویٰ وللہیت ان جرائم کی راہ پر چلنے سے مانع ہو تو وہ دوسری شادی کے لیے ہاتھ پاؤں مارے گا اور اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے تو اس بیوی سے ہی اعراض ونشوز والی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گا۔ ان میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا خاوند بیوی اور خاندان سب کے لیے نقصان دہ اور بچوں کی تربیت کے لیے بہت بحرانی کیفیت پیدا کر سکتا ہے اور

① حسن : جامع ترمذی : ۱۱۶۰۔ السنن الکبری للنسائی : ۸۹۲۲۔ صحیح ابن حبان : ۴۱۶۵۔ سنن بیہقی : ۷۴۷۷۔ قیس بن طلق صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر کا سارا نظام ہی تلپٹ ہو جاتا ہے۔ پھر شیطان ایسے کشیدہ حالات سے فائدہ اٹھا کر خاوند بیوی کے دل میں مزید نفرتیں پیدا کرتا اور ایک دوسرے کے دل میں فریق ثانی کے خلاف کسی اجنبی سے غلط تعلقات کے وسوسے ڈال کر بدگمانی کے گھوڑے دوڑاتا اور ایسا ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ ایک دوسرے سے نرمی پیدا ہونے کے بجائے نفرتیں انتہا کو پہنچ جاتیں اور مصالحت کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے پر ایسے بے ہودہ الزامات کی بھرمار ہوتی ہے کہ کوئی بھی فریق اس توہین کو ہضم کرنے اور نرم ہونے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ خاوند کی جنسی خواہش میں رکاوٹ میاں بیوی کے درمیان تنازعات پیدا کرنے اور خاوند کو متنفر کرنے کا بڑا احساس پہلو ہے۔ اس حساسیت کے پیش نظر بیوی کو اس خواہش کے انکار کی بالکل رخصت نہیں دی گئی۔ سو بیوی اس حساسیت کا ادراک کر کے اس پہلو کو اہمیت دے تو وہ خاوند کو بگڑنے، آوارہ ہونے، راتیں باہر بسر کرنے اور تعلقات میں دراڑ آنے سے روک سکتی اور ہنستا بستا گھر برباد ہونے اور اپنی اور خاوند کی زندگی اجیرن بنانے سے بچا سکتی ہے۔

۹۔ خدمت میں کوتاہی کرنا:

گزشتہ صفحات میں ''بیوی پر خاوند کے حقوق'' کے تحت دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گھریلو خدمات: روٹی پکانا، خاوند کو کھانا پیش کرنا، گھر کی صفائی ستھرائی، خاوند کے کپڑے دھونا اور استری کرنا، بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا، انھیں اچھے اور صاف کپڑے پہنانا اور بستروں کی ترتیب وغیرہ بیوی کے حقوق میں شامل ہے اور بیوی کو ان حقوق میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ یہی معمولی خدمت کی کوتاہیاں گھریلو ناچاقیوں اور باہمی لڑائیوں کا باعث بنتی ہیں۔ پھر تنازعات بڑھتے جاتے اور حالات مخدوش ہوتے جاتے ہیں، جن سے گھریلو سکون تلپٹ ہو جاتا اور گھر جہنم کدہ بن جاتا ہے۔

ان ساری ناچاقیوں اور باہمی نفرتوں سے بچنے کا حل یہی ہے کہ بیوی خاوند کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔ جب خاوند دن بھر کا تھکا ہارا گھر پہنچے تو اپنی پریشانیوں کا رونا رونے کے بجائے اس کی راحت کا سامان کرے، اسے اپنائیت دے۔ اس کے بیٹھنے کی جگہ صاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستھری ہو، لیٹنے کا بستر عمدہ ہو، اس کے بعد وہ پیاس محسوس کر رہا ہو تو اسے اچھا مشروب پیش کیا جائے، کھانے کے وقت اسے خوش ذائقہ اور اس کی پسند کا کھانا پیش کیا جائے اور گھر میں اس کی موجودگی کے اوقات میں اس کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ اگر سونا چاہتا ہے تو اس کی نیند میں خلل نہ واقع ہونے دے، بچوں کو وہاں جانے اور شور کرنے سے منع کرے۔ نیز اس کے آرام کا پورا خیال رکھے۔ اس سے باہمی محبتیں پروان چڑھتیں اور گھر کا ماحول خوش گوار بنتا ہے۔ لیکن جو بیوی خاوند کی خدمت میں کوتاہی کرے، اس کے سکون کا خیال نہ رکھے اور اسے گھر میں اپنائیت نہ ملے تو معمولی معمولی باتوں کے بتنگڑ بن جاتے اور باہمی کدورتیں اور نفرتیں بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ بیوی کی کسی معمولی سی کوتاہی پر خاوند سیخ پا ہو کر اسے جلی کٹی سنانا شروع ہو جائے گا، بیوی آگے سے جواب دے تو معاملہ مار کٹائی اور گالی گلوچ تک پہنچ جائے گا۔ یہ وحشیانہ رویے خاوند بیوی کو ایک دوسرے سے دور کر دیتے، باہمی احساس ختم ہو جاتا اور محبت و ہمدردی کے جذبات مجروح ہو جاتے ہیں۔ ایسا جوڑا جس کا فرض ایک دوسرے کے احترام کے ساتھ باہمی راحت پہنچانا ہے معاملات اس نہج پر پہنچنے کی صورت میں ایک دوسرے کو ذلیل کرنے اور دوسرے کو پریشان اور زچ کرنے میں دلی فرحت محسوس کرتے ہیں۔ ان سارے مفاسد کا سبب بیوی کی ذاتی کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ بیوی کو خاوند کے بگڑنے اور ناراض ہونے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہیے۔ پھر خاوند کو بیوی کی کسی کوتاہی اور خامی کو سر پر سوار کرنا اور آسمان سر پر اٹھانے کے بجائے صبر و برداشت کو مظاہرہ کرنا چاہیے اور معاملات کو بگاڑنے کے بجائے سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۰۔ ناپسندیدہ افراد کو گھر بلانا:

بیوی پر خاوند کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے اور گھریلو ماحول کو خوش گوار اور سازگار رکھنے کے لیے بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خاوند کی پسند ناپسند کا خیال رکھے۔ تعلقات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشیدگی کا بڑا سبب ایک دوسرے کی پسند ناپسند کو پامال کرنا اور سینہ زوری اور ضدیں پالنا ہے۔ چنانچہ بیوی پر یہ شرعی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ خاوند کی دیگر پسند کا خیال رکھنے کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ ان افراد کو گھر میں آنے دیا جائے جن کی آمد سے خاوند مطمئن اور خوش ہے۔ وہ تعلق دار اور بیوی کے میکے والے وہ رشتہ دار جن کی آمد سے خاوند ناخوش اور ناراض ہو انھیں بلا کر خاوند کو ناراض اور زچ کرنا بیوی کو زیبا نہیں۔ کیونکہ اس سے آپس میں پھوٹ پڑنے اور کشیدگی بڑھنے کا ڈر ہے اس لیے شریعت نے بیوی کو ایسے رشتہ داروں کو گھر میں بلانے اور انھیں جگہ دینے سے روک دیا جن کی آمد خاوند کے لیے ناگواری کا باعث ہے۔

- تاریخ انسانی کے جامع اور عظیم ترین خطبہ حج میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر خاوندوں کا یہ حق بیان کیا:

«وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ» ①

”بیویوں پر تمھارا یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انھیں مارو مگر بے تحاشا مار نہیں۔“

فوائد:

یہ حدیث دلیل ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کسی محرم، غیر محرم رشتہ دار اور کسی سہیلی یا جاننے والی عورت کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ حتیٰ کہ اگر خاوند بیوی کے بہن بھائیوں اور والدین کے بھی گھر میں داخلے کو ناپسند کرتا اور ان کی آمد سے گھر میں تعلقات خراب ہوتے ہوں، عورت کے رشتہ دار اسے خاوند کے خلاف بھڑکا کر گھر کا ماحول خراب کرتے ہوں اور زوجین میں تنازعات اور جھگڑے کا سبب بنتے ہوں تو عورت کو

① صحيح مسلم: ١٢١٨ـ سنن أبي داود: ١٩٠٥ـ سنن ابن ماجه: ٣٠٧٤ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعاً ایسے قرابت داروں کو بھی گھر میں داخل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اتنی سخت پابندی کا مقصد گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنا اور زوجین کو باہمی جھگڑوں سے بچانا ہے۔ لہٰذا عورت کو اس نبوی نصیحت پر عمل کر اپنے گھر کو بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ شادی کے بعد اس کی سب سے بڑی ذمہ داری خاوند کے حکم کی تعمیل اور اس کی دائمی اطاعت کرنا ہے۔

۱۱۔ بلا اجازت گھر سے باہر نکلنا:

بیوی نے گھر سے باہر کسی بھی کام کے لیے نکلنا ہو تو وہ خاوند کی اجازت حاصل کرنے کی پابند ہے۔ اسے اپنے میکے جانا ہو، کسی عزیز کی خبر گیری کے لیے جانا ہے یا بازار میں خرید وفروخت کے لیے جانا ہے وہ خاوند کو اعتماد میں لے اور اس سے اجازت طلب کرے۔ اگر خاوند اجازت دے تو ٹھیک ورنہ عورت اپنے پروگرام تبدیل کر لے اور جب خاوند اجازت دے پھر جائے ورنہ گھر میں ٹکی رہے اور خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے۔ کیونکہ بیوی کا بلا اجازت گھر سے نکلنا خاوند کو مشتعل کر سکتا اور باہمی تعلقات کے بگاڑ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے بیوی کو کوئی ایسا نافرمانی کا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے خاوند متنفر ہو اور گھریلو ناچاقی پیدا ہو۔ انھی مفاسد سے بچنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیوی کو گھر میں ٹکی رہنے اور فضول شوق پورا کرنے کی خاطر گھروں سے نکلنے اور خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھنے سے منع کیا ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [الأحزاب: ۳۳]

"اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔"

اس آیت میں عورت کو گھر ہی پر رہنے کا حکم ہے، اگر گھر سے باہر نکلنا ہے تو باپردہ ہو کر اور زینت ترک کر کے سرپرست کی اجازت سے نکلے۔

- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« لَا يَحِلُّ لِلزَّوْجَةِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَهَا إِلَيْهِ وَيَحْبِسَهَا عَنْ زَوْجِهَا سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ لِكَوْنِهَا مُرْضِعًا أَوْ لِكَوْنِهَا قَابِلَةً أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ وَإِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِغَيْرِ إِذْنِهِ كَانَتْ نَاشِزَةً عَاصِيَةً لِلّٰهِ وَ رَسُولِهِ ، وَ مُسْتَحِقَّةً لِلْعُقُوْبَةِ » [1]

"کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے اور نہ کسی فرد (عزیز، رشتہ دار) کے لیے حلال ہے کہ وہ اسے لے جائے اور خاوند سے روک لے۔ خواہ یہ اس لیے ہے کہ وہ دودھ پلانے کے مرحلے میں ہے یا زچگی کے مرحلہ میں یا کسی اور کام کی غرض سے ہو۔ اگر وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے تو نافرمان، اللہ اور اس کے رسول کی گستاخ اور موجب سزا ہے۔"

سو بیوی کو نافرمانی کے اس کام سے گریز کرنا چاہیے اور خاوند کو ناراض کرنے، اسے اشتعال دلانے اور برانگیختہ کرنے کا کام نہیں کرنا چاہیے۔

۱۲۔ اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرنا:

خاوند کے ذمے گھریلو ضروریات پوری کرنا ہے، جن کے حصول کے لیے اسے کاروبار کرنا پڑتا، ملازمت اختیار کرنا پڑتی اور محنت مزدوری کے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

[1] مجموع الفتاوی: ۳۲/ ۲۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشی ضروریات کے حصول کے لیے اسے زیادہ تر گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے، سو گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تعلیم و تربیت اور دیگر گھریلو ذمہ داریاں بیوی پر عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا بیوی اپنی ان ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ کرے، بچوں کی اچھی پرورش کرے، ان کی بہتر تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے اور انھیں اعلیٰ اقدار اور اچھے اخلاق کی تعلیم دے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور انھیں اچھے اخلاق سے متصف کرنا جہاں عورت کی شرعی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا باعث ہے وہاں عورت کی اس محنت سے خاوند کو فرحت ملتی، بچوں کے مستقبل اور ان کی تعلیم و تربیت کے بارے میں مطمئن ہو کر بیوی پر اعتماد بڑھتا اور محبتوں میں مزید پائیداری نصیب ہوتی ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور بہتر پرورش بیوی کی ذمہ داری ہے اور اس کوتاہی پر جہاں دنیا میں خاوند کے متنفر ہونے، گھریلو ماحول کشیدہ ہونے اور باہمی ناچاقیوں اور بچوں کے غیر مہذب و بد اخلاق ہونے کی صورت میں اسے دنیاوی عذاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہاں وہ روز قیامت ان تربیتی کوتاہیوں پر اس کا محاسبہ بھی ہوگا۔

- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» [1]

”تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کا سوال ہوگا۔ حاکم رعایا کا نگران ہے اور اسے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی، آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور اسے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، بیوی

[1] صحیح بخاری: ۸۹۳۔ صحیح مسلم: ۱۸۲۹۔ سنن أبي داؤد: ۲۹۲۸۔ جامع ترمذی: ۱۷۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کی باز پرس ہوگی اور خادم اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اور اسے اس کی نگرانی کے متعلق سوال ہوگا۔''

بیوی کو اس ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے اور بچوں کی بہتر پرورش، اچھی تعلیم و تربیت، اچھی اخلاقیات سے آراستہ کرنا اور ان تربیتی امور میں کوتاہی نہ کرنا عورت کے لیے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں سرخروئی کا باعث ہے۔ ورنہ کوتاہی کی صورت میں جب خاوند اپنی ساری محنت کو ضائع ہوتے، بچوں کی عادات بگڑتے، انھیں تعلیم کی دوڑ میں باقی بچوں سے سست اور کوتاہ دیکھتا اور ان میں تربیت اور اخلاقیات کا فقدان دیکھتا ہے تو اس کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچتی ہے اور بچوں کے اچھے اور روشن مستقبل کے سارے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں، بیوی سے اعتماد اٹھ جاتا، بیوی کی ان کوتاہیوں کی وجہ سے اسے بیوی سے شدید نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ بچوں کے بگاڑ کی اصل مجرم بیوی کو قرار دیتا اور اس شدید صدمے پر وہ بیوی کو معاف کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہوتا۔ یوں ناچاقیاں بڑھتی جاتیں، حالات کشیدہ ہوتے جاتے اور مستقبل میں بیوی پر بداعتمادی کی صورت میں میاں بیوی کے باہمی اعتماد کا رشتہ بحال نہ ہونے کی صورت میں فریقین بے چینی اور اضطراب کی زندگی گزارتے اور زندگی شکوے شکایات، بدگمانیوں اور بداعتمادیوں میں گزرتی اور سکھ اور سکون نصیب ہی نہیں ہوتا۔ ان سارے مفاسد سے بچنے کا حل بیوی کا بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا اور انھیں اچھے اخلاق و آداب سے متصف کرنا ہے۔ بہترین تعلیم و تربیت اور اچھے اخلاق و آداب سے آراستہ بچے خاوند کی دلی فرحت اور قلبی اطمینان کا باعث ہیں اور بیوی کے حسن کردار پر خاوند کا بیوی پر اعتماد بڑھتا، رشتوں میں مزید استحکام پیدا ہوتا اور گھریلو خوشیوں کا لازوال سلسلہ قائم و دائم رہتا ہے۔

۱۳۔ دوسری عورتوں کے محاسن بیان کرنا:

بیوی کے بناؤ سنگھار کرکے اور بن سنور کر خاوند کے سامنے پیش ہونے کی شرعی رخصت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تقاضا یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے حسن اور خوب صورتی پر فریفتہ رہے اور اس کا میلان کسی دوسری عورت کی طرف نہ ہو۔ خاوند کے تعلقات اپنی بیوی ہی تک محدود رہیں اور خاوند اور بیوی کی طرف سے کوئی ایسا فعل جس سے خاوند کا میلان کسی اجنبی عورت کی طرف ہو اور جس سے خفیہ و ظاہری یارانوں کا بے غیرتی کا کوئی سلسلہ شروع ہو شریعت نے فحاشی و عریانی کے سارے ذرائع مسدود کر دیے ہیں اور ہر وہ راستہ جس سے فحاشی و عریانی یا بے حیائی کا کوئی دروازے کھلنے کا خطرہ ہر ایسے ذریعہ کی حرمت بیان کر کے ان ذرائع کا سدباب کر دیا ہے۔

خاوند کے دوسری عورتوں کی طرف میلان کا ایک سبب بیوی کا اپنی کسی سہیلی اور دوست کے محاسن بیان کرنا اور اس کے خفیہ گوشے اور اعضاء کی خوب صورتی بیان کرنا ہے۔ اس سے خاوند اپنی بیوی کے بجائے موصوفہ کی طرف مائل ہو سکتا، اس کے حسن کا اسیر ہو کر اس سے روابط قائم کر کے اپنی بیوی سے تعلق توڑ سکتا اور غلط راستوں پر بہک سکتا ہے۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے عورت کو کسی اور عورت کے خفیہ و ظاہری محاسن اپنے خاوند کے سامنے بیان کرنے سے منع کر دیا تاکہ یہ اپنے ہاتھوں اپنے گھر کی بربادی کا سامان کر کے خود کو نقصان نہ پہنچا لے اور اپنے چاہنے والے شوہر کی چاہت کا رخ کسی اور عورت کی طرف نہ موڑ دے۔ لہٰذا عورت کو ایسی غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کر کے نہ شرعی حکم کی پامالی کرنی چاہیے اور نہ اپنے ہاتھوں خاوند کی نفرت اور بے اعتنائی کا کام کرنا چاہیے۔

- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا» ①

''کوئی عورت کسی عورت کی جلد کے ساتھ جلد نہ ملائے ، پھر (اس انداز سے) اپنے خاوند کو اس کا وصف بیان کرے جیسے وہ اس دیکھ رہا ہے۔''

① صحیح بخاری : ٥٢٤٠۔ سنن أبی داؤد : ٢١٥٠۔ جامع ترمذی : ٢٧٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد:

ا۔ کسی عورت کا کسی عورت سے ننگے بدن لپٹنا اور اس کے خفیہ اعضاء پر اطلاع پانا حرام ہے، اس سے بے حیائی اور بے غیرتی کے راستے وا ہوتے اور فحاشی وعریانی کے دروازے کھلتے ہیں، اس لیے سد ذرائع کے طور پر شریعت نے یہ طریقہ کار حرام قرار دیا ہے۔

• سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ » ①

''کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کی طرف اور کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں بغیر لباس کے لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں بغیر لباس کے لیٹے۔''

لہٰذا کسی بھی مرد اور عورت کو ان غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کر کے اپنی اور اپنے ساتھی کی عصمت کو داغدار نہیں کرنا چاہیے۔ پھر عورت کے لیے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایسی غلط عادات وحرکات کی عورت سے صبر نہیں ہوتا اور وہ اپنی سہیلی یا دوست کے محاسن اور اعضاء کی خوب صورتی خاوند کو بیان کر کے داد وصول کرنا چاہتی یا اپنے تعلق داروں کی خوب صورتی اپنے لیے اعزاز تصور کرتی ہے۔ یہ اس کی بے عقلی اور نتائج سے لاعلمی کا شاخسانہ ہے کہ وہ ایسی بدتہذیبی اور لغو حرکات سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہے، کیونکہ ایسے غلط تعلقات پر صالح شوہر ایسی عورت سے بدظن ہو جائے گا، شوہر کی نظروں میں اس کی عصمت مشکوک ہو جائے گی اور وہ اس سے جان چھڑانے کا ارادہ کر لے گا یہ بھی عورت کے لیے نقصان دہ ہے۔ یا عورتوں کے حسن سے فریفتہ شوہر اسے چھوڑ کر اس کی سہیلی میں دلچسپی لینے لگے گا اور

① صحیح مسلم: ۳۳۸۔ جامع ترمذی: ۲۷۹۳۔ سنن ابن ماجہ: ٦٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع ملنے پر اسے چھوڑ کر اسے زوجیت میں لے لے گا یا ناجائز تعلقات استوار کرنے اور اسے خفیہ آشنا بنانے کی کوشش کرے گا جو عورت کے لیے دلی آزار اور ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ اس لیے عورت کو خاوند کے معاملے میں اپنے محاسن بیان کرنے اور اپنی خوبصورتی کا اسیر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسری عورتوں کی خوبصورتی بیان کرنا عورت کے لیے سراسر نقصان اور خاوند کو متنفر کرنے کا سبب ہے، چنانچہ عورت کو ان غیر اخلاقی اور اپنے لیے نقصان دہ عادات سے گریز کرنا چاہیے۔ بلکہ عورت کو اس معاملہ میں اتنا حساس ہونا چاہیے کہ اگر کوئی مرد، عورت یا خواجہ سرا خاوند کو کسی عورت کے محاسن کے قصے کہانیاں سناتا ہو تو اپنے گھر کے دروازے اس فتنہ گر پر بند کر کے انھیں خاوند سے دور کر دینا چاہیے تاکہ ان کی شرارتوں میں آکر خاوند اس عورت کا اسیر ہو کر اپنی پہلی بیوی کے لیے دردِ سر نہ بنے اور ایک خوش حال گھرانہ کسی عورت کے عشق کی وجہ سے نحوست اور باہمی جھگڑوں کا شکار نہ ہو جائے۔

جنسی گفتگو کے رسیا اور عورتوں کے محاسن بیان کر کے مردوں کو اجنبی عورتوں کی طرف مائل کرنے والے شرارتی لوگوں کو شریعت اسلامیہ خود سے دور رکھنے اور گھروں میں ان کے داخلے پر پابندی عائد کرتی ہے۔ لہٰذا خاوند بیوی میں سے ہر فریق ایسے افراد سے ہشیار رہے اور ان کے بارے میں ذرا نرمی نہ برتی جائے۔

﴿ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے جب کہ گھر میں ایک ہیجڑا تھا۔ اس ہیجڑے نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''عبداللہ! مستقبل میں اگر تمھارے لیے طائف مفتوح ہو تو میں تمھیں بنت غیلان کے بارے میں معلومات فراہم کروں گا۔ وہ پیٹ کے چار بل کھا کر چلتی اور واپسی پر اس کے آٹھ بل ہوتے ہیں۔'' یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ »[1]

''یہ (فتنہ گر لوگ) تمھارے پاس ہرگز داخل نہ ہوں۔''

---

[1] صحیح بخاری: ۵۸۸۷۔ صحیح مسلم: ۲۱۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ازواج مطہرات کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور اہل خانہ اسے عورتوں کے معاملات سے بے خبر سمجھتے تھے۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے پاس موجود تھا اور کسی عورت کے محاسن بیان کر رہا تھا کہ ''وہ جب آتی ہے تو اس کے سامنے پیٹ کے چار بل ہوتے ہیں اور جب جاتی ہے تو اس کی کمر کے آٹھ بل ہوتے ہیں۔'' اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَلَا أَرَى هَذَا يَعْرِفُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ قَالَتْ : فَحَجَبُوْهُ » [1]

''میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ (عورتوں کے بارے میں) ایسی معلومات رکھتا ہے، یہ تمھارے پاس ہرگز نہ آئے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر ازواج مطہرات نے اسے گھر آنے سے روک دیا۔''

لہٰذا جنسی گفتگو کے رسیا ہیجڑوں، گلی محلے کی عورتوں اور سہیلیوں سے گریز کرنا چاہیے۔ نہ خود ایسی بے ہودہ گفتگو کے چسکے کی لت اختیار کریں اور جو مسخرے مرد اور عورتیں شوہر کے سامنے دوسری عورتوں کے حسن و خوب صورتی اور مخصوص اعضاء کے نشیب و فراز کی معلومات دیں انھیں برداشت نہ کیا جائے۔ ایسے افراد کا کسی عورت کے محاسن بیان کرنا یا خود خاوند کی دلجوئی کے لیے ایسی فحش و غیر اخلاقی گفتگو عورت کے لیے زہر قاتل ہو سکتی اور خاوند کے دل میں کسی حسینہ کی محبت کی چنگاری جل اٹھنے پر سارا گھریلو نظام ہی تلپٹ ہو جاتا اور عورت اپنی جلائی ہوئی آگ میں ساری عمر جلتی رہتی ہے۔ عافیت شرعی احکام پر عمل کرنے اور شریعت اسلامیہ کو دل سے قبول کرنے کے بعد اس پر من و عن عمل کرنے سے ہے۔

۱۴۔ اجنبی مردوں سے اختلاط:

اجنبی مردوں سے عورت کا اختلاط، باہمی میل ملاپ اور تعلقات استوار کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ لہٰذا ہمارے ہاں یہ معاشرتی تصور کسی اجنبی کو بھائی بنا لینا، کسی غیر محرم کو

[1] صحيح مسلم : ٢١٨١ـ سنن أبي داوٗد : ٤١٠٧ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماموں کہہ کر اس رشتہ کی پاسداری کرنا، کسی کو مصنوعی چچا بنانا اور کسی کو باپ کا درجہ دینا۔ یہ رشتے قطعاً غیر شرعی ہیں اور حقیقی رشتوں کے سوا باقی رشتے غیر شرعی قرار پاتے ہیں، منہ بولے رشتوں کی شرعی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں نہ ایسے رشتے معتبر ہیں۔ یہ عمل شرعی غیر محرم رشتوں میں تخفیف پیدا کر کے پردے کے مسئلہ میں لچک پیدا کرنے اور شرعی حدود کو توڑنے کی کھلی سینہ زوری ہے۔ اس لیے شرعی پابندیوں میں نرمی کر کے نہ تو اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا چاہیے اور نہ عصمتوں کو کھلونا بنانا چاہیے، کیونکہ اکثر بناوٹی رشتے مصنوعی رشتوں کے تقدس کی آڑ میں بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے اور مصنوعی بہن سے منہ کالا کرتے رہتے ہیں۔ تعلقات آشکارا ہونے پر گھر کے افراد یہ رونا رو کر اپنے کالے کرتوت دھونے کی کوشش کرتے ہیں جی ہم نے تو اس لیے آنکھیں بند کیے رکھیں کہ یہ تو اسے بہن کہتا تھا۔ کئی آوارہ مزاج اس رشتے کی آڑ میں کہ جن کے گھر میں جاتا ہوں میں تو اسے ماں سمجھتا اور وہ مجھے بیٹا سمجھتی ہے، مصنوعی ماں کو بھگا کر لے جاتے یا رنگ رلیاں مناتے پکڑے جاتے اور رشتوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ایسے کسی بھی قسم کے مصنوعی رشتے قائم کرنے اور اسے تسلیم کرنے کو شریعت نے ہرگز قبول نہیں کیا۔ بلکہ ایسے بناوٹی رشتے فحاشی وعریانی اور بے حیائی اور بے غیرتی کو فروغ دیتے ہیں اس لیے کسی بھی مرد و زن کے اختلاط اور اجنبی مردوں سے خلوت کو ہلاکت خیز قرار دیا اور اس مسئلہ میں کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔

لہٰذا عورت کا اجنبی مردوں سے اختلاط اور میل ملاپ قطعاً درست نہیں۔ یہ گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوتے ہیں، دوسرا یہ تعلقات گلی محلے میں عورت کی عصمت کے متعلق شکوک پیدا کرتے اور خاوند بیوی کا کسی غیر محرم سے خصوصی میلان اور جھکاؤ دیکھ لے تو رگ غیرت بھڑک اٹھنے اور عورت کے کھلے تعلقات دیکھ کر اس کا ایسی بیوی کو زوجیت میں رکھنا اور اسے اپنائیت دینا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے تعلقات جس سے عورت کی عصمت و عزت پر حرف آئے اور وہ اس کے خاوند، اولاد اور خاندان کی رسوائی کا باعث ہوں عورت کو ان سے گریز کرنا چاہیے۔ اس سے وہ ایک پرسکون اور آسودہ حال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی گزارے گی اور باہمی محبت میں بھی کوئی دراڑ اور بال نہیں آئے گا۔

۱۵۔ بے جا غیرت کا مظاہرہ کرنا:

بیوی کا خاوند کے بارے میں بے جا غیرت کا مظاہرہ کرنا اور ہر رشتہ دار کے متعلق خاوند کے تعلق کو مشکوک سمجھنا عورت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ ایسی عورت جہاں خاوند کی نظروں سے گر جاتی اور اس کے لیے مسلسل دردِ سر بنی رہتی ہے۔ وہاں سسرال میں اپنی عزت و مقام کھو بیٹھتی اور اپنے عادت بد کی وجہ سے بدنام و ذلیل ہو جاتی ہے۔

سو عورت کو شوہر کے معاملے میں ایک حد سے آگے نہیں جانے چاہیے۔ اس کا خاوند ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے کئی قابل قدر رشتے ہیں جن سے صلہ رحمی اور تعلق بحال رکھنا اس کے شرعی فرائض میں شامل ہے۔ اس نے ماں کو بھی وقت دینا ہے، بہن بھائیوں اور پھوپھیوں خالاؤں اور دیگر عزیزوں سے بھی تعلقات قائم رکھنے ہیں۔ اس لیے وہ کسی رشتہ دار سے ملنے جائے تو واپسی پر بیوی کئی طرح کی بدگمانیاں لیے بیٹھی ہو اور واپسی پر الزامات کی بوچھاڑ کر کے خاوند کی زندگی میں زہر گھول دے اور بجائے اس کو سکون دینے کے اس کے لیے ذہنی آزار کا باعث بنے، بہنوں کے پاس بیٹھے تو الگ شکوک و شبہات ذہن میں پالتی جائے، رشتہ دار خواتین کے پاس بیٹھے تو الگ بدگمانیاں ہوں۔ ایسے فضول غیرت کی حامل عورت خود کو بھی حسد و نفرت کی آگ میں جلاتی رہتی ہے اور خاوند اور باقی رشتہ داروں کی اذیت کا باعث بھی بنتی ہے۔ ایسی غیرت باہمی رشتوں کے لیے مہلک اور گھریلو خوش حالی کی قاتل ہے۔ سو عورت اپنی جلائی ہوئی آگ میں نہ خود جلے اور نہ اوروں کو جلا کر گھر کے ماحول کو جہنم کدہ بنائے۔

۱۶۔ بات بات پر بگڑنا اور ناراض ہونا:

بیوی کو گھر میں خاوند کی کوتاہیوں، ساس سسر اور دیور نندوں کی زیادتیوں سے صرف نظر کرنا چاہیے اور کوئی اونچ نیچ ہو جانے پر اودھم مچانے اور گھر میں جنگی ماحول بنانے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے صبر و برداشت سے کام لینا چاہیے۔ بات بات پر بگڑنا، معمولی باتوں کو ہوا بنا کر سر باندھ لینا، کسی بات پر ضد کرنا اور اس پر اڑ جانا، ساس سسر کے منانے اور خاوند کے راضی کرنے پر مزید بھڑکنا، یہ برے اوصاف عورت کو زیبا نہیں۔ ایسی ضدی اور ہٹ دھرم عورت ساس سسر کی نظروں میں بھی گر جاتی ہے اور خاوند اور دیگر رشتہ داروں کی نظر میں بھی ذلیل و خوار ہوتی ہے۔ خاوند ایسی عورت سے زچ ہو کر زیادتی پر اتر آتا یا اس سے منہ ہی موڑ لیتا اور خلوت والی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اور دیگر رشتہ دار بھی اس کی زیادتیوں سے آزار محسوس کرتے ہوئے اس سے دوری ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔

معمولی باتوں کا بتنگڑ بنانا اور بھوک ہڑتال کر کے سارے گھر والوں کی زندگی اجیرن کرنا، ہر وقت منہ بسورے رکھنا، ماتھے پہ بل اور تیوریاں چڑھا کر گھر میں تلخی اور سختی کو رواج دینا عورت کے لیے انتہائی مہلک ہے۔ ایسے متکبرانہ اور فاخرانہ رویے اور خود کو دوسروں سے ممتاز رکھنے کی روش عورت کی توہین و تذلیل کا باعث ہے۔ یہ بداخلاقی ناجائز ہے اور عورت کو ان برے اوصاف سے خود کو دور رکھنا چاہیے۔

خوش اخلاقی سے اس کی عزت و قدر میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس سے وہ خاوند اور سسرالی رشتہ داروں میں معزز و محترم قرار پاتی ہے۔ گھریلو ماحول خوش گوار رہتا اور باہمی محبتوں میں اضافہ ہوتا اور خاوند بیوی کے تعلقات میں استحکام آتا ہے۔

۱۷۔ نفلی عبادات اور تبلیغ کا جنون:

کچھ عورتوں کو نفلی عبادات کا جنون ہوتا ہے، وہ کثرت سے نفلی روزوں کا اہتمام کرتیں، دن رات نفلی نمازوں اور اذکار و وظائف میں مشغول رہتیں اور کسی تنظیمی سیٹ اپ میں شمولیت اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ دینی پروگراموں اور میٹنگوں میں شمولیت اختیار کر کے خود کو قسمت کا دھنی اور خوش قسمت خیال کرتیں ہیں۔ جب کہ خاوند ان کی ان عادات پر پریشان ہوتے اور بیویوں کے ان عوامل پر پیچ و تاب کھاتے اور شدید ڈپریشن کا شکار ہوتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کیونکہ بیوی کی ان مصروفیات کی وجہ سے خاوند کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اسے خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن خاوند کی خدمت کا فریضہ ترک کر کے اسے کسی وظیفے کو مکمل کرنا ہوتا ہے یا کسی پروگرام میں شمولیت کرنا ہوتی ہے، خاوند کو بیوی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بیوی سے تعلقات کا خواستگار ہوتا ہے لیکن بیوی دینی کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے شوہر کے حقوق کا ثانوی درجہ دیتی ہے۔ یہ ساری صورت حال شرعی دلائل سے لاعلمی کا نتیجہ اور دینی امور میں افراط وتفریط کا شاخسانہ ہے۔ عورت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ شرعی فرائض کے بعد اس کی اہم ذمہ داری خاوند کی خاطر مدارات کرنا، اسے جسمانی وروحانی سکون پہنچانا ہے، خاوند کی خدمت کرنا اور اسے تسکین پہنچانا نفلی عبادات سے افضل اور اہم ہے۔ لہٰذا نوافل اتنے ادا کیے جائیں جن سے خاوند کے حقوق متاثر نہ ہوں اور جتنی نفلی عبادت وہ برداشت کرتا ہے اس سے تجاوز درست نہیں۔ اسی طرح وہ دین کی تبلیغ میں اتنا وقت صرف کرے جس سے خاوند کے حقوق معطل نہ ہوں اور یہ سارے کام اس کی اجازت سے انجام پانے چاہییں۔ اپنی مرضی سے اور سینہ زوری سے خاوند کے گھر پر ہونے کی صورت میں کسی دینی پروگرام میں شرکت یا نوافل کا بے تحاشا اہتمام ناجائز ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ»[1]

”عورت جب خاوند حاضر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔“

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ»[1]

❶ صحیح بخاری: ٥١٩٢۔ سنن أبی داؤد: ٢٤٥٨۔

❷ صحیح بخاری: ٥١٩٥۔ صحیح مسلم: ١٠٦٢۔ جامع ترمذی: ٧٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے، (نہ اس کے لیے حلال ہے کہ) وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں (کسی کو آنے کی) اجازت دے اور وہ خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو خاوند کو اس سے نصف اجر دیا جاتا ہے۔''

ان دلائل کی روشنی میں خاوند کی موجودگی میں عورت خاوند ہی کو وقت دے اور اسے خاوند کو وقت دینا، اس کی خدمت کرنا، اس کے حقوق ادا کرنا اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا نفلی عبادات اور دیگر دینی کاموں سے افضل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کے بگڑنے کے ذاتی اسباب

خاوند کے بیوی سے متنفر ہونے، اس سے بگڑنے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے کچھ اسباب بیوی کی کوتاہیاں اور اخلاقی بگاڑ ہیں اور کبھی عورت بہت زیادہ دین دار، صالح اور خدمت گزار ہونے کے ساتھ اعلیٰ اخلاقی اقدار کی حامل ہوتی ہے، لیکن خاوند اپنے دل میں بیوی سے ایسا معیار طلب کرتا ہے جو بیوی کے بس میں نہیں ہوتا، بیوی اس کے دل کو بھلی ہی نہیں لگی، مزاج کی حساسیت اسے بیوی کا ہم نوا نہیں بنا سکی، عورت اپنا قدرتی حسن کھو چکی اور بڑھاپے میں داخل ہونے کی وجہ سے اپنی نسوانی کشش کھو چکی ہے۔ الغرض خاوند کے ذاتی بگڑنے کے کچھ اور اسباب ہیں جنھیں ہم تفصیل سے بیان کریں گے۔ یہاں ان اسباب کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خاوند کے بیوی کو ناپسند کرنے اور اعلیٰ معیار زندگی کے متحمل ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ وہ اپنی غریب و نادار بیوی اور کسی ادنیٰ خاندان سے تعلق کی وجہ سے اسے طلاق دے دے اور عورت بھی خاوند کے اس فیصلے کو نافذ کرنے کا جلدی مطالبہ کرے۔ یہاں بھی شادی شدہ جوڑے کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ کسی طرح آپس میں مصالحت کر کے پیمان نکاح کو قائم رکھیں اور اسے نبھانے کی اپنی سی کوشش کریں۔

خاوند کے اعراض اور بیوی سے بے زاری کی صورت میں بیوی کو حساس ہونا چاہیے اور جیسے تیسے خاوند کو منا کر، اس کے مطالبات پورے کر کے یا اس کی شرائط مان کر ایک ساتھ رہنے کا سمجھوتہ کر لینے چاہیے اور وہ جیسے راضی ہو شرعی حدود کے اندر رہ کر اس کی ہر شرط مان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس کے نکاح میں رہنا بیوی کے لیے بہتر اور اپنے خاندان اور اولاد کو ذلت سے بچانے کی سعی کرنی چاہیے۔ خاوند کے دل میں بھی جو جنون سما جائے اسے من وعن نافذ کرنے اور دھونس جمانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ بیوی اپنی اصلاح کر لے یا اس نے دوسری شادی کرنی ہے اور بیوی اس کی شادی میں رکاوٹ نہ بننے کا عندیہ ظاہر کر دیتی ہے اور طلاق نہ دینے کا واسطہ دے کر اسے نکاح میں رکھنے کا مطالبہ کرتی ہے تو یہ بھی طلاق سے باز آ جائے اور اپنی شرائط پر اسے نکاح ہی میں رکھے یہ خاوند کے لیے بھی بہتر اور شرعی تعلیمات پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی اور تعلقات میں بہتری پیدا کر دے گا۔

ذیل میں خاوند کے بگڑنے اور بیوی سے متنفر ہونے کے کچھ اسباب پیش خدمت ہیں، کچھ اسباب شرعاً جائز ہیں اور کچھ خاوند کی زیادتیاں ہیں جن سے اسے گریز کرنا چاہیے اور بیوی پر بے جا ظلم کر کے بنت حوا کو ذہنی اذیت اور شدید دلی صدمے میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔

ا۔ بیوی کا بوڑھا ہونا اور حسن کا گہنا جانا:

جب عورت عمر رسیدہ ہو جائے، اپنا حسن و جمال کھو بیٹھے اور خوب صورتی اور نسوانی کشش سے محروم ہو جائے تو عمر رسیدگی اور بڑھاپے کے باوجود خاوند کا اس پر احسان کرنا اور اسے زوجیت میں رکھ کر اس پر ہمدردی کرنا یہ خاوند کا عورت پر احسان عظیم اور ماضی کے تعلقات کی قدر کرنا مستحسن عمل ہے۔ کیونکہ بڑھاپا اور حسن و خوب صورتی کا خاتمہ عورت کے بس کی بات نہیں سو وہ اس سزا کی روادار نہیں کہ عمر کے اس مرحلہ میں جہاں اسے سہارے اور ہمدردی کی ضرورت ہے وہاں اسے طلاق دے کر نان و نفقے اور ضروریات زندگی کی فراہمی سے محروم کر دیا جائے۔ ماضی کے گزرے اچھے اوقات اور بیوی کی سابقہ خدمات کے صلہ میں اس پر اس عمر میں احسان کرنا اور اسے اپنائیت دینا افضل عمل ہے۔ لیکن اگر کوئی خاوند ایسی عورت سے کنارہ کشی کرنا چاہے، اس کی باری کسی دوسری عورت کو ہبہ کرنے اور اس کی جگہ کسی اور عورت سے شادی کا خواہش مند ہے تو شرعی طور پر اسے اتنی رخصت ہے، لیکن خاوند کی اس بے رخی اور دوسری عورت کی طرف میلان کی صورت میں عمر رسیدہ بیوی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحول کو کشیدہ کرنا اور ماضی کی طرح تڑیاں لگا کر خاوند سے محرومی اور اپنی طلاق کا اپنے ہاتھوں بندوبست نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسے عمر کے اس مرحلہ پر سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور خاوند کے عزائم بھانپتے ہوئے خاوند سے کوئی بھی ایسا سمجھوتہ کر لینا چاہیے جس سے اسے خاوند کی زوجیت سے کنارہ کشی نہ کرنا پڑے اور عمر کے اس حصہ میں بیوگی کا بوجھ اٹھانا نہ پڑے۔ اسی مسئلہ کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنِ امۡرَاَۃٌ خَافَتۡ مِنۡۢ بَعۡلِہَا نُشُوۡزًا اَوۡ اِعۡرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَاۤ اَنۡ یُّصۡلِحَا بَیۡنَہُمَا صُلۡحًا ؕ وَ الصُّلۡحُ خَیۡرٌ ؕ وَ اُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنۡ تُحۡسِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا﴾ [النساء: ۱۲۸]

''اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح کی صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے اور تمام طبیعتوں میں حرص (حاضر) رکھی گئی ہے اور اگر تم نیکی کرو اور ڈرتے رہو تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پورا باخبر ہے۔''

یعنی اس صورت میں بھی خاوند کا ایسی عمر رسیدہ عورت کو چھوڑنے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے بجائے اس پر احسان کرنا اور اس سے ایک ساتھ رہنے کی صورت میں کسی قسم کی مصالحت اور معاہدہ کرنا اور عورت کا خاوند کی شرائط مان کر اس کی زوجیت میں رہنے کو ترجیح دینا افضل ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''کسی مرد کے پاس کوئی عورت ہوتی اور اب وہ اسے مزید نہ رکھنا چاہتا اور طلاق دینے کا ارادہ کرتا تو وہ عورت کہہ دیتی کہ (مجھے طلاق نہ دے، اپنے نکاح میں رہنے دے) میں اپنی باری کے بارے میں تجھے اجازت دیتی ہوں (کہ تو جس بیوی کے پاس چاہے رہے) چنانچہ یہ آیت اس سلسلے میں نازل ہوئی۔''[1]

[1] صحیح بخاری: ۲۹۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت حال میں بھی شادی شدہ جوڑے کا نکاح کو قائم رکھنا خاوند بیوی دونوں کے لیے بہتر ہے اور اس عمر رسیدگی میں بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھ کر اس پر احسان کرنا مستحسن فعل ہے۔

۲۔ بیوی کا بدصورت ہونا:

خاوند کا بیوی کی بدصورتی، نقوش کے بھدے پن، اعضاء کا غیر متوازن پن اور رنگت کا سانولا پن بیوی سے نفرت کا باعث بن جاتا ہے۔ لیکن یہ ساری چیزیں شادی سے پہلے سوچنے کی ہیں۔ شادی ہو جانے کے بعد اسے زوجیت میں رکھنا اور ان عیوب کو سر پر سوار کرنے کے بجائے اس کی خوبیاں، حسن کردار، اخلاق کی شائستگی اور دین داری کو دیکھتے ہوئے اس پیمان نکاح کو برقرار اور قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان میں نباہ پیدا کر کے انھیں اولاد اور باہمی ہم آہنگی کی صورت میں راحت و اطمینان عطا کرے اور باہمی تعلقات مثالی بن جائیں۔ معمولی شکل وصورت اور حسن و جمال سے محروم عورت کا خاوند کی بے زاری اور عدم التفات پر ہنگامہ کھڑا کرنے، محاذ آرائی کی صورت اختیار کرنے اور بد اخلاقی اور زبان درازی سے اپنی حیثیت منوانے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے خاوند کی توجہ حاصل کرنے، اسے اس کی زیادتیوں کے باوجود راحت اور سکون پہنچانے اور ہر وقت اس کی خوشنودی تلاش کرنے کی فکر میں رہنا چاہیے۔ اس کی ناراضی کے کاموں سے حتی الامکان گریز کرے۔ خوش اخلاقی سے پیش آئے، خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے تو کسی مقام پر وہ خاوند کی منظور نظر بن ہی جائے گی۔ اس لیے خاوند کے معیار حسن پر پوری نہ اترنے والی بیوی کو حسن کی خامیاں خدمت، اطاعت اور خوش اخلاقی سے دور کرنے کوشش کرنی چاہیے۔ عورت کی ان محنتوں سے خاوند بیوی کی طرف مائل ہو ہی جائے گا اور ایسے تعلقات مثالی ہم آہنگی اور پیار ومحبت میں ڈھل جائیں گی۔ سو عورت ہمت نہ ہارے، ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنائے اور اللہ تعالیٰ سے خاوند کی اصلاح اور ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہنگی کی دعائیں جاری رکھے تو اللہ تعالیٰ خاوند کا دل بیوی کی طرف پھیر ہی دیں گے اور تعلقات میں بہتری ضرور آئے گی۔ بس تھوڑے سے صبر اور برداشت کی ضرورت ہے۔ خاوند بھی اپنے پسند کی بیوی نہ ملنے کی صورت میں فوراً طلاق کا ہتھیار استعمال نہ کرے، بلکہ بیوی کے حسن کردار اور حسن اخلاق کے مظاہر دیکھنے کے بعد کوئی فیصلہ کرنا چاہیے اور بیوی سے حسن معاشرت اختیار کرنے اور اسے اپنے زوجیت ہی میں رکھنے کا تہیا کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ بہتری اور ہم آہنگی کا کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ [النساء: ١٩]

''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

فوائد:

استاذ محترم حافظ عبد السلام حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى ......: یہ بھی ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہنے کی بات کی تکمیل ہے یعنی اگر کسی اخلاقی کمزوری یا بدصورت ہونے کی وجہ سے تمھیں ان سے نفرت ہو جائے اور ان کو طلاق دینا چاہو تو بھی فوراً طلاق نہ دو، بلکہ بہتر طریقے سے انھیں اپنے پاس رکھو، ہو سکتا ہے کہ ان کی صحبت سے خیر کثیر، یعنی صالح اولاد حاصل ہو جائے یا مال میں برکت ہو جائے اور تمھاری نفرت محبت میں تبدیل ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے، اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسند بھی ہوگی۔''[1]

---

[1] مسلم، الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء: ١٤٦٧، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

[2] تفسیر القرآن الکریم: ١/ ٣٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا معمولی پسند ناپسند اور کسی عادت سے ناخوش ہونے کی صورت میں بیوی کو طلاق دینے کے بجائے شرعی دلائل کی روشنی میں خیر کثیر، نیک صالح اولاد اور گھر اور مال میں خیر و برکت کے حصول کا سامان کرنا چاہیے۔

۳۔ مزاج کی حساسیت :

خاوند کے مزاج کی حساسیت بھی بیوی سے نفرت، تعلقات میں عدم استحکام اور بے رخی کا باعث بن سکتی ہے۔ کئی مرد طبعی طور پر زیادہ حساس ہوتے ہیں، ان کی سوچ کے برعکس بیوی کا کوئی بھی رویہ، عادت اور کام اسے متنفر کر دیتا ہے، پھر معاملے کو رفع دفع کرنے اور کسی غلطی سے درگزر کرنے کے بجائے اسے سر پر سوار کر لینا اور اس غلطی یا کوتاہی کو دماغ سے نکالنا ہی نہیں یہ اوصاف مرد کو زیبا نہیں ہیں۔ مرد کو حوصلہ مند اور وسیع الظرف ہونا چاہیے۔ معمولی باتوں پر اڑنا، ضد پالنا اور بال کی کھال اتارنا یہ عورتوں کے اوصاف ہیں۔ شوہر کو بڑا جگرا درکار ہے، کیونکہ عورت میں کچھ ذاتی کوتاہیوں ہیں اور کچھ کجی کے اثرات فطرتی ہیں جن پر قابو پانا اور ان فطرتی خامیوں کا تدراک بنت حوا کے بس کی بات نہیں۔ سو بیوی سے سو فی صد نتائج حاصل کرنا اور یہ تصور پالنا کہ وہ اشارہ ابرو پر چلے اور خاوند کی سوچ کے عین موافق نتائج ملیں یہ خام خیالی ہے۔ ایسی عورت کی دستیابی دنیا میں تقریباً ناممکن ہے۔ بلکہ عورت خاوند کی رہنمائی اور اس کی قائدانہ صلاحیتوں سے سیکھنے کی مرہون ہے، اس لیے بجائے اس کے کہ شوہر کس معمولی لغزش اور کوتاہی پر اس ہدف تنقید بنائے اور وقتاً فوقتاً کسی غلطی پر اسے ذہنی ٹارچر کرے خاوند کو زیبا نہیں۔ اگر عورت سے کوغلطی ہو جائے، کوئی کام بگڑ جائے، وقت پر کپڑے استری نہ ملیں، کھانا آپ کی پسند اور معیار کا نہ ہو، کام آپ کی مرضی کے نہ ہو رہے ہوں تو اشتعال میں آنے اور بیوی پر برسنے کے بجائے اسے ان غلطیوں کا احساس دلائیں، جو کام اس کے بس میں نہ ہوں ان میں شوہر تعاون کر دے تو خاوند کے دل میں بھی غصے کا الاؤ نہیں جلتا، نفرت کے بجائے باہمی ہمدردی سے تعلقات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط ہوتے اور ہر وقت خاوند کی تنقید سے جلی بھنی بیوی کے بگڑنے اور تعلقات کشیدہ ہونے کے آثار ختم ہو جاتے ہیں۔

خاوند کی ہر فرمائش پوری کرنا اور اس کی سوچ کے عین مطابق چلنا عورت کے بس سے باہر ہے، اس کی ان فطرتی خامیوں اور کمزوریوں پر تنقید کرنے، ان کی آڑ میں بیوی سے نفرت کرنے اور اسے ذلیل و رسوا کرنے کے بجائے شریعت نے بیویوں سے حسن سلوک اور ان کی کوتاہیوں سے صرف نظر اور غلطیوں کو حوصلے سے برداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔

عورت کی تخلیق چونکہ پسلی سے ہوئی ہے، اس لیے اس فطرتی ٹیڑھ پن کی وجہ سے عورت میں کچھ نہ کچھ کجی، اکھڑ پن، خشک مزاجی، طبیعت کا شوخا پن اور کچھ ناپسندیدہ عادات و حرکات اس کی سرشت اور مزاج میں شامل ہیں، جن سے نمٹنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے مردوں کو صبر کرنے اور ان لغزشوں کو حوصلے سے برداشت کرنے اور عفو و درگزر کی تاکید کی ہے تاکہ زن و شو کا ازدواجی رشتہ مستحکم رہے اور معمولی باتوں، عام جھگڑوں اور معمولی ناچاقیوں سے یہ نکاح جیسا بے مثل اور مضبوط بندھن قائم و دائم رہے۔ معمولی باتوں اور کوتاہیوں سے بگڑنے کے بجائے خاوند بیوی کی لغزشوں سے چشم پوشی کر کے اور اس کی کوتاہیوں سے صرف نظر کر کے اس کی اصلاح کر کے بیوی کو اپنا گرویدہ بنا سکتا اور اسے اپنی محبت کا اسیر کر سکتا ہے۔ خاوند اپنے عفو و درگزر کے رویے اور اخلاقی برتری سے بیوی سے بے شمار خدمات لے سکتا اور اس کی حوصلہ افزائی کر کے اس سے بے تحاشا خدمات لے سکتا ہے۔ لہٰذا معمولی جھگڑوں کو طول دے کر بیوی سے بلاوجہ متنفر ہونا اور اسے ہار جیت کی جنگ بنا کر بیوی کو چت اور ذلیل و رسوا نہیں کرنا چاہیے اور خود پریشانیوں اور وسوسوں کا شکار ہو کر اپنی اور اہل خانہ کی زندگی کو تلخ نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ معاف کرنے اور درگزر کرنے کی مثبت سوچ اپنائیں، جیسا کہ شریعت نے شوہروں کو تلقین کی ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ » ①

”عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی کا ٹیڑھا ترین حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہے۔ سو اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں سے حسن سلوک کرو۔“

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ، وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا، كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا » ②

”بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے، وہ تیرے لیے ایک حالت میں کبھی ثابت نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ اگر تم اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس سے اس کی کجی کی حالت ہی میں فائدہ حاصل کر لے اور اگر تو اسے بالکل سیدھا کرنا چاہے تو اسے توڑ دے گا اور اس کا توڑنا طلاق ہے۔“

فوائد:

۱۔ عورتوں سے نرمی اور اچھا سلوک کرنا چاہیے، ان کی بداخلاقی، کسی لغزش اور کوتاہی کو معاف کرنا چاہیے، کیونکہ عورتوں میں عقل و شعور کا نقص فطرتی ہے اور بے جا سختی کرنے سے اس کجی کو دور نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ خوش اخلاقی، حسن سلوک اور پیار و محبت سے عورت کو اسیر کیا جا سکتا ہے جب کہ ترش روی، بے تحاشا مار دھاڑ اور بے پناہ سختی سے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگی اور گھریلو

❶ صحیح بخاری: ۳۳۳۱۔ صحیح مسلم: ۱۴۶۶۔

❷ صحیح مسلم: ۱۴۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحول میں تناؤ رہے گا۔ پھر فریقین کی ہٹ دھرمی اور مخاصمت پر رونق گھر کی ویرانی اور بربادی کا باعث ہے۔ اس سے زندگی تلخ اور بدمزہ ہو جاتی اور ہر وقت کی پریشانی انھیں اپنے حصار میں گھیر لیتی ہے۔

۳۔ معمولی چپقلش اور عورت کی کسی کوتاہی اور لغزش پر طلاق دینا اور عقد نکاح توڑ دینا مکروہ فعل ہے۔

۴۔ کبر و نخوت:

کبر و نخوت اور فخر و تکبر کے اوصاف بد بھی شوہر کو بیوی سے متنفر کر دیتے اور شادی شدہ جوڑے کے درمیان دوریاں پیدا کر کے زن و شو کی زندگی کو تلخ بنا دیتے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ خاوند پڑھا لکھا ہے اور بیوی معمولی تعلیم یافتہ یا ان پڑھ، شوہر مال دار ہے اور بیوی کسی غریب خاندان سے، خاوند انتہائی حسین و جمیل اور بیوی معمولی شکل و صورت کی، شوہر کسی رئیس خاندان سے ہے اور بیوی کسی معمولی خاندان سے، زن و شو میں یہ تفاوت اور شوہر کے یہ اوصاف اسے متکبر بنا دیتے، کبر و نخوت شوہر کے رگ و پے میں سرایت کر کے اسے بیوی کی حقارت اور توہین پر مجبور کرتی ہے۔ رشتوں کے انتخاب کے وقت خاندانوں میں مالی، تعلیمی اور دیگر اونچ نیچ کے معاملات کا جائزہ لینا چاہیے اور ایسے مفاسد اور نقائص جو شادی کے بعد زن و شو میں ناچاقی، بگاڑ اور غیر ہم آہنگی کا سبب بنیں خاندان کے لوگوں کو یہ ساری چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ لالچ میں آ کر یا جذبات کی لہر میں بہہ کر ایسے جذباتی اور لالچی فیصلے بچوں کی زندگیوں میں زہر گھول سکتے اور انھیں راحت و سکون سے محروم کر سکتے ہیں۔ پھر خاندان کے بڑوں کے غلط فیصلے اور ان کا نادرست انتخاب اگر کسی جوڑے کے نکاح کا سبب بن ہی جائے تو اس غلط فیصلے پر اپنی مرضی کی دنیا آباد کر لینا اور بیوی سے تعلقات قائم نہ کرنا، اس سے قربت حاصل نہ کرنا، اسے اپنائیت نہ دینا اور دل سے تسلیم نہ کر کے جوں توں زندگی گزارنے کا عزم اور ضد چنداں درست نہیں۔ تقدیر پر ایمان لانا ایمانیات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہے، سو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسی بیوی لکھی تھی، اگر شوہر کے لیے اس سے بہتر بیوی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے وہ میسر کر دیتے، لیکن اس کی سوچ سے ہٹ کر اور اس کے معیار سے کم تر بیوی کا نکاح میں آنا اس کی تقدیر میں ثبت تھا، اس لیے اپنی اکڑ فوں، متکبرانہ طرز عمل، فاخرانہ اطوار اور بیوی کو حقیر جاننے کی روش ترک کر کے اسے ہی اپنے سپنوں کی شہزادی اور خوابوں کی تعبیر سمجھ لینا چاہیے۔ اس سے معاملات بہت حد تک سنبھل سکتے اور ازدواجی رشتے میں بڑی حد تک استحکام آ سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت بھی ہے کہ ایسی بیوی کو قبول کرنے اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنے پر ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسے جوڑے میں برکت ڈال دے، انھیں خوب صورت اور صالح اولاد سے نوازے اور عورت کی آمد گھر کے سکون اور خاوند کی شہرت اور مال داری کا باعث بن جائے۔ کیونکہ عقد نکاح کے بعد نکاح توڑنے کے ہر عمل کو شریعت ناپسند کرتی ہے اور شادی شدہ جوڑے کو نکاح کی بحالی پر زور دیتی ہے۔ خاوند کے اس کی ناپسندیدگی کی صورت میں بھی اسے یہی تاکید ہے کہ مسئلہ کوئی بھی ہے، مزاجوں کا نہ ملنا ہے، خاندانوں میں اونچ نیچ ہے، شکل و صورت کا مسئلہ ہے یا عورت کی تعلیم اور جائیداد کی کمی کا، بس شوہر اسے اللہ کی رضا سمجھ کر تسلیم کر لے اور اپنے خوابوں میں اسے ہی بسا کر اس ہی سے اپنی توقعات وابستہ کر لے تو اللہ تعالیٰ ایسے جوڑے میں ضرور برکت ڈالے گا۔ کیونکہ کبھی انسانی عدم پسند میں اسے بہترین نتائج میسر آتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور پیمان نکاح کو قائم رکھنے کی تاکید ہے۔

- اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ [النساء: ١٩]

”اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرضیت جہاد میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی تصور دیا ہے کہ تمھاری ہر ناپسند میں تمھارا نقصان ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات انسان کو اس کی پسند کے بجائے شدید ناپسندیدہ مراحل سے گزارا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس انسانی ناپسندیدگی کے باوجود اس کام میں انسان کی بھلائی اور خیر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اپنی محدود سوچ اور کم حوصلے سے جسے وہ حاصل کرنے کا متحمل نہیں ہوتا۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ فرضیت جہاد کی آیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

[البقرة : ٢١٦]

”تم پر لڑنا لکھ دیا گیا ہے، حالانکہ وہ تمھیں سراسر ناپسند ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور وہ تمھارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمھارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

فوائد:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فرضیت کے ساتھ اسے مسلمانوں کے لیے سراسر ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے، کیونکہ جہاد انسانی مزاج کے بالکل برعکس عمل ہے۔ انسان طبعاً آرام پسند اور زندگی کا حریص ہے جب کہ جہاد میں شدید مشکلات، سفری صعوبتیں، کھانے پینے کی کمیابی اور بے ترتیبی، دشمن کا خوف پھر دوران جنگ زخمی یا قتل ہونے کا ڈر خوف یہ ساری چیزیں خوش حال زندگی کے ناموافق ہیں۔ لیکن انسانی ناپسندیدگی کے باوجود اسے فرض قرار دینا اور مسلمانوں کو جہاد کی مشکلات اور صعوبتوں سے دوچار کرنے کا مقصد انھیں اذیت دینا اور ان پر جبر کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اس مشکل عمل کو لاگو کرنے کا مقصد مسلمانوں کو شان و شوکت اور غلبہ عطا کرنا ہے، مال غنیمت کے حصول کی صورت میں انھیں معاشی طور پر مستحکم کرنا، ان کا رعب و دبدبہ قائم رکھنا اور ساکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحال رکھنا ہے۔ مسلمانوں کو یہ ساری رفعتیں، عظمتیں اور اقوام عالم پر عروج فریضہ جہاد کی بحالی کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی کم نقصان سے بڑے نقصان سے بچانا مقصود ہے۔

۲۔ معاملہ نکاح میں بھی یہی تصور پیش کیا گیا ہے کہ اگر نکاح کی صورت میں بیوی شوہر کے مزاج، اس کی سوچ اور معیار کے مطابق نہیں، وہ حسن و جمال کا نادر نمونہ نہیں، جس کوہ قاف کی پری کی وہ توقع کرتا تھا یہ اس سے بالکل برعکس ہے، جس قد کاٹھ کی عورت کا تصور وہ برسوں خوابوں و خیالوں میں پالتا آیا تھا وہ پری پیکر نہیں ملی تو جذبات کو ٹھیس پہنچنے اور نتیجہ سوچ کے برعکس آنے کی صورت میں بیوی کو سزا دینے اور اس سے انتقام لینے کے تصورات نہ پالیں۔ کیونکہ اس سے بہتر اور اچھی بیوی آپ کی قسمت میں تھی ہی نہیں۔ اسی کو متاع حیات بنالیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر خوش ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کو جتنا سکون، راحت یہ عورت پہنچا سکتی ہے، سپنوں کی شہزادی سے وہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی، جتنی برکت اس کی آمد پر ہوگی، کسی آوارہ مزاج بے دین خوب صورت عورت سے نحوست اور بے برکتی کے سوا کچھ بھی نہیں ملنا تھا، پھر ممکن ہے اس معمولی شکل و صورت، غیر مال دار اور معمولی پڑھی لکھی بیوی سے ایسی صالح اور صاحب کردار اولاد دے جو شوہر کے خاندان اور اس کے لیے شہرت، ناموری اور اخروی درجات کی بلندی کا باعث بنے۔

لہٰذا بیوی کے متعلق فضول وسوسے پالنا، اسے ناکردہ گناہوں کی سزا دینا، اس کی تذلیل و توہین کرنا اور والدین کے غلط فیصلے اور اپنی ذاتی پسند میں والدین کی رکاوٹ کا غصہ بیوی پر نکالنا یہ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ اگر کچھ کرنا تھا تو نکاح سے پہلے والدین سے انکار کرتے، نکاح کی نوبت نہ آنے دیتے، والدین سے احتجاج کر کے انھیں نکاح نہ کرنے پر مجبور کرتے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ والدین کی تکریم و تعظیم میں خاموشی اختیار کر کے شرعی احکام کی تعمیل کا بھرم رکھنا، معاشرے میں والدین کے فرمان کی تعمیل کر کے فرماں بردار بیٹا ہونے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند لینا اور بیوی کو ذلیل کرنا اور اس پر بے جا زیادتیاں کر کے شرعی احکام کو پامال کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اس ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی کسی بھی وقت حرکت میں آسکتی، اس جوان رعنا اور رئیس زادے کی اکڑفوں نکال سکتی اور کوڑی کا محتاج کر سکتی ہے، پھر بیوی پر بے جا مظالم سے خود بھی ظلم کی چکی میں پس سکتا اور ظلم کا شکار ہو سکتا ہے۔

- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ » ①

”ظلم سے اجتناب کرو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوگا اور حرص سے بھری ہوئی کنجوسی سے بچو، کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اس (حرص سے بھری کنجوسی نے) انھیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور حرام چیزیں حلال کریں۔“

پھر بیوی کے حقوق کی پامالی اور اسے فرائض سے محرومی خاوند کے لیے روز قیامت وبال کا باعث بن سکتی ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ » ②

”روز قیامت حقوق ان کے مستحقین کو ضرور دیے جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ کے بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔“

---

❶ صحيح مسلم : ٢٥٧٨۔

❷ صحيح مسلم : ٢٥٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کے اعراض ونشوز کے آثار

ذیل میں خاوند کے بیوی سے اعراض ونشوز اور بے رخی کی کچھ علامات بیان کی جارہی ہیں، جو بیوی سے شدید نفرت اور ناراضی کی صورت میں خاوند کی گفتار اور کردار سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسی علامات کے ظاہر ہونے پر بیوی کو ہوشیار ہو جانا چاہیے اور خاوند کو مزید نفرت دلانے، اس سے سینگ پھنسانے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے اسے اپنے اخلاق و عادات میں بہتری لانی چاہیے، اپنے حسن اخلاق، خدمت اور بہتر کردار سے خاوند کو راضی اور نرم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ ذاتی ترجیحات کے بجائے خاوند کی ترجیحات کا خیال رکھنا اور خاوند کو کسی قسم کی کوتاہی کا موقع نہ دینا گھر کے ماحول کو کشیدگی اور خاوند کے مزید بگڑنے اور مشتعل ہونے سے بچا سکتا ہے۔ اس صورت حال میں بیوی کی ضد بازی، زبان درازی، ہٹ دھرمی اور خاوند کو سزا دینے کی خاطر بول چال بند کرنا، بستر الگ کرنا، بد اخلاقی سے پیش آنا اور خاوند کی بے رخی کی صورت میں اس سے زیادہ بے رخی اختیار کرنا خاوند کو مشتعل کر سکتا اور معاملہ علیحدگی اور طلاق تک پہنچ سکتا ہے۔ سو بیوی کو سمجھداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حالات کا دھارا بدلنے اور خاوند کو منانے اور راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بگڑے خاوند کو منانے کے لیے وہ ساس سسر، دیور جیٹھوں، نندوں بھابھیوں اور اس کے دیگر رشتہ داروں کی خدمات بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس موقع پر وہ شوہر کے دوستوں کو خاوند کو نرم کرنے کا کہہ سکتی ہے۔ غرض بیوی کے لیے خاوند کو کسی بھی صورت میں راضی کرنا، خاوند، بیوی بچوں اور دونوں خاندانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بہتر ہے۔ اس لیے اس مرحلے پر بیوی کو سستی اور غفلت کا بالکل مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

خاوند کی بے رخی اور اعراض کی علامات درج ذیل ہیں۔

۱۔ خرچ روک دینا:

خاوند اپنی بیوی بچوں کی ضروریات پوری ذمہ داری سے ادا کرتا رہا ہے اور ان کے فرائض پوری تندہی سے ادا کرتا رہا ہے۔ پھر اس کا اچانک بیوی بچوں کا خرچ روک دینا، ان کی سہولیات سے ہاتھ کھینچ لینا اور انھیں ضروریات زندگی سے محروم کرنا۔ یہ خاوند کا بیوی سے نفرت کا شدید اظہار ہے اور بیوی کی کسی عادت یا رویے سے شدید احتجاج ہے۔ اس صورت حال میں بیوی کو گھر میں لڑائی کرنے، خاوند کو اشتعال دلانے اور گھریلو ماحول کو بگاڑنے کے بجائے خاوند کی ناراضی اور نفرت کے اسباب تلاش کرنا چاہیے اور ان کے ازالے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جس عادت یا رویے سے خاوند بگڑا ہے وہ سبب پر اطلاع پانے کے بعد اس کی معافی تلافی کرنی چاہیے اور خاوند سے معذرت کر کے معاملے کو مزید بگڑنے سے روک لینا چاہیے۔

بیوی کی کسی لغزش یا کوتاہی پر اتنا شدید احتجاج کرنا اور اتنا بڑا اقدام اٹھانا بھی درست نہیں، بلکہ اسے درگزر سے کام لینا چاہیے اور بیوی کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہیے۔ پھر بیوی بچوں کا نان ونفقہ روکنا اور ان کی معاشی ناکہ بندی کرنا قطعاً جائز نہیں، یہ انتہائی ناروا سلوک اور قبیح ترین جرم ہے۔

خاوندوں کے بیویوں پر خرچ روک دینے اور دیگر مظالم کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة : ٢٣١]

''اور انھیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکے رکھو، تا کہ ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے سو بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ اور اپنے آپ پر اللہ کی نعمت یاد کرو اور اس کو بھی جو اس نے کتاب و حکمت میں سے تم پر نازل کیا ہے، وہ تمھیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

پھر بیوی بچوں کو سہولیات سے محروم کرنا اور ان پر معاشی پابندیاں عائد کرنا سنگین جرم اور گناہ کا کام ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ »[1]

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ان کی خوراک روک دے جن کا وہ مالک ہے۔''

پھر اگر کتاب و سنت کے دلائل اور بیوی کا منت ترلا خاوند کو نرم نہ کرے اور وہ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہے اور بیوی پر زیادتیوں کا سلسلہ جاری رکھے تو مقابلے میں بیوی کا طیش میں آنا، ہنگامہ کھڑا کرنا اور خاوند کی توہین و تذلیل درست نہیں۔ اسے صبر سے کام لینا چاہیے، وقت ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیے اور خاوند کی سختی کا جواب نرمی سے، ترش روی کا جواب شائستگی سے اور کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ بیوی کے یہ مثبت رویے خاوند کو نرم کر سکتے اور اسے ضد چھوڑنے پر راضی کر سکتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم : ٩٩٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائی کے بدلے میں اچھائی کا مظاہرہ کرنا مومنین کے اوصاف میں شامل ہے، لہٰذا بیوی کو خاوند کے ناروا سلوک اور زیادتی کی صورت میں اچھائی اور حسن اخلاق سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہیے اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے رہنا چاہیے۔

❊ اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد: ۲۲، ۲۳، ۲۴]

”اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر خرچ کیا اور برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔ ہمیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔ سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔“

❊ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [حم السجدة: ۳۴ تا ۳۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسے ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے۔ اور یہ صفت انھی کو دی جاتی ہے جو صبر کریں اور یہ اسی کو عطا کی جاتی ہے جو بہت بڑے نصیب والا ہے۔ اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ تجھے ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

فوائد:

حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

۱۔ یہ ایک بہت ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے کہ برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالو۔ یعنی برائی کا بدلہ احسان کے ساتھ، زیادتی کا بدلہ عفو کے ساتھ، غضب کا صبر کے ساتھ، بے ہودگیوں کا جواب چشم پوشی کے ساتھ اور مکروہات (ناپسندیدہ باتوں) کا جواب برداشت اور حلم کے ساتھ دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمھارا دشمن دوست بن جائے گا، دور دور رہنے والا قریب ہو جائے گا اور خون کا پیاسا تمھارا گرویدہ اور جانثار ہو جائے گا۔

۲۔ یعنی برائی کا بھلائی کے ساتھ ٹالنے کی خوبی اگرچہ نہایت مفید اور بڑی ثمر آور ہے لیکن اس پر عمل وہی کر سکیں گے جو صابر ہوں گے۔ غصے کو پی جانے والے اور ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنے والے۔

۳۔ (بڑا نصیبہ) سے مراد جنت ہے یعنی مذکورہ خوبیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں جو بڑے نصیبے والا ہوتا ہے، یعنی جنتی جس کے لیے جنت میں جانا لکھ دیا گیا ہو۔

۴۔ یعنی شیطان، شریعت کے کام سے پھیرنا چاہے یا احسن طریقے سے برائی کے دفع کرنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کے شر سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرو۔[1]

---

[1] تفسیر احسن البیان ص: ۱۳۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نصیحتوں پر عمل کر کے عورت شوہر کو راضی کر سکتی اور معاملات کو بگاڑنے سے بچا سکتی ہے۔

۲۔ بلا وجہ مارنا پیٹنا:

بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے، اس کی چاہتوں کی قدر کرنے والا اور بے تحاشا لاڈ پیار کرنے والا شوہر بدتمیزی پر اتر آئے، گالی گلوچ شروع کر دے یا مارنا پیٹنا شروع کر دے اور وحشیانہ رویہ اختیار کر لے تو شوہر کے ظالمانہ رویے اگرچہ بیوی کے لیے روگ اور شدید ذہنی و جسمانی اذیت کا باعث ہیں۔ لیکن اس نازک صورت حال پر بیوی کا مشتعل ہونا اور خاوند کا مقابلہ کرنا صورت حال کو بگاڑ سکتا اور بگڑے خاوند کو مزید اشتعال دلا کر معاملہ طلاق اور جدائی کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ نیز خاوند کے اس جبر و استبداد پر بیوی کا روٹھ کر میکے چلی جانا خاوند کے دل میں نفرت کی آگ کو بھڑکا دے گا اور انتقام کی آگ اسے عورت کو مزید ذلیل کرنے پر ابھارے گی، دوسری طرف عورت کے میکے والے اپنی توہین محسوس کرتے ہوئے شوہر کو رگڑا لگانے اور ناک کی لکیریں کھنچوانے کے پروگرام بنائیں گے، دونوں طرف سے ناک کا مسئلہ اور ضد بازی صلح اور سلجھاؤ کے تمام دروازے بند کر دے گی اور معاملہ خلع یا طلاق تک یا مستقل ناراضی کی صورت اختیار کر لے گا۔ ایسی صورت حال میں عورت کو اپنا گھر نہیں چھوڑنا چاہیے نہ اپنے میکے والوں کو بلا کر گھر میں لڑائی کا ماحول بنانا چاہیے۔ بلکہ اسے صبر اور برداشت سے کام لینا چاہیے۔ خاوند نے یہ وحشیانہ طرز کیونکر اختیار کیا ہے، وہ اسباب ڈھونڈنے چاہییں، خاندان کے کسی بزرگ یا خاوند کے والدین کو اس کے مظالم بتا کر اسے ان مقدس رشتوں سے نرم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور خاوند کی خدمت اور دیگر ازدواجی فرائض کو معطل نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے خاوند تشدد اور بے جا ظلم سے باز آ سکتا اور معاملات بہتر ہو سکتے ہیں۔ تعلقات میں استحکام آ جائے گا اور بگڑا ہوا خاوند اپنے متشددانہ رویے پر نادم ہو کر پہلے سے زیادہ اپنائیت دے کر اپنے جرائم کے کفارہ کی کوشش کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کی ذمہ داری ہے کہ بیوی سے ہونے والی کوتاہیوں سے درگزر کرے، اگر کوئی کمی کوتاہی یا خلاف مزاج کام ہو تو بجائے گھر میں مارشل لاء نافذ کرنے اور اودھم مچانے کے خود پر قابو رکھے اور احسن انداز سے اصلاح کی کوشش کرے، معمولی سی ناچاقی یا تلخی پر بیوی کو زد و کوب کرنا اور ہڈی پسلی توڑنا یہ مہذب افراد کا رویہ ہی نہیں۔ جہالت اور لاعلمی کا دور لد چکا، اسلام کے روشن احکام نے جاہلیت کے رویوں کو باطل قرار دیا جہاں عورت سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور اسے معاشرے میں بھیڑ بکری سمجھا جاتا تھا۔ خاوند اس پر جانوروں کی طرح تشدد کرتا اور یہ بے چاری خاموش بنی یہ سارے مظالم سہتی رہتی اور اسے ان مظالم کے خلاف لب کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ اسلام نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھی معاشرت اختیار کرنے کا حکم دے کر اسے بلاوجہ مارنے اور بے جا تشدد کرنے کے عمل ہی کا خاتمہ کر دیا۔ کسی ناگزیر صورت حال ہی میں مرد بیوی کو ہلکی مار مار سکتا ہے۔ بیوی کی گھریلو فرائض سے عدم کوتاہی کی صورت میں خاوند بیوی کو مارنے کا روادار نہیں۔ کیونکہ خاوند کے بے جا تشدد سے عورت کے دل میں شدید نفرت پیدا ہوتی اور وہ خاوند کو سکون پہنچانے اور اس کی ازدواجی ضرورت پورا کرنے پر دل سے کبھی رضامند نہیں ہوگی۔ یوں معاملات بگڑنے اور تعلقات میں سرد مہری کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ بیوی کی نفرت جدائی کا باعث بنے اور وہ خاوند سے علیحدگی کا اصرار کرنے لگے خاوند کو اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور شرعی تعلیمات کا پاس رکھنا چاہیے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ » [1]

”تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ پیٹے، پھر وہ دن کے آخری حصہ (یعنی رات) میں اس سے مباشرت کرے گا۔“

[1] صحیح بخاری: ٥٢٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے، خاوند کا یہ تشدد پسند رویہ بیوی کے دل سے خاوند کی ہمدردی کے احساسات ختم کر دے گا اور رشتوں سے باہمی محبت کا فقدان رشتوں کے عدم استحکام اور باہمی ناچاقیوں کا باعث بنتا ہے جو کسی بھی خاندان کے لیے زہر قاتل اور دینی ترقی اور اسلامی تربیت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

نیز شوہروں کے اس ناروا سلوک اور ظالمانہ تشدد کو نبی ﷺ نے انتہائی ناپسند کیا اور اسے اچھا وصف قرار نہیں دیا۔

❁ سیدنا ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مت مارو۔'' وہ بیان کرتے ہیں پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! جب سے آپ نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا ہے یہ خاوند کی نافرمان (اور دلیر) ہوگئی ہیں، اس پر آپ ﷺ نے انھیں (عورتوں کو مارنے کی) اجازت دی، انھوں نے (عورتوں کو) پیٹا تو نبی ﷺ کے گھر والوں کے پاس مار کی تکلیف کی وجہ سے بہت سی عورتیں جمع ہوگئیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ أَطَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَشْتَكِي زَوْجَهَا، وَلَا تَجِدُوْنَ أُوْلَئِكَ خِيَارَكُمْ» ①

''بلاشبہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس ستر عورتیں آئیں، جن میں سے ہر ایک اپنے شوہر کی (مار کی) شکایت کر رہی تھی اور (بیویوں کو مارنے والوں کو) تم اپنے اچھے لوگ نہیں پاؤ گے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ سے عورتوں سمیت کسی بھی ماتحت کو مارنا ثابت نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

① صحیح: مسند حمیدی: ۹۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ » ①

''رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی بیوی کو اور نہ کسی خادم کو، البتہ آپ ﷺ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے تھے، آپ ﷺ کو کسی سے کوئی بھی تکلیف نہیں پہنچی کہ آپ ﷺ نے تکلیف پہنچانے والے سے (ذاتی) انتقام لیا ہو، البتہ اللہ تعالیٰ کی حرمتیں پامال کی جاتیں تو آپ ﷺ اللہ عزوجل کی خاطر انتقام لیتے تھے۔''

نیز جس روایت میں بیویوں کے مارنے پر شوہر کے مؤاخذہ نہ ہونے کا بیان ہے وہ روایت کمزور ہے۔ لہٰذا اس شبہ پر خاوند بیوی پر بے جا جبر نہیں کرسکتا۔

❖ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ » ②

''شوہر سے نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا ہے؟''

اس کمزور روایت کی آڑ میں بیوی پر جبر کرنا اور اسے بے وجہ مارنا درست نہیں، اگر شوہر بلاوجہ بیوی پر زیادتی کرے گا تو یہ ظلم ہے اور اس ظلم پر اس کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔

۳۔ بے جا تنقید کرنا:

بیوی کی کوتاہیوں پر درگزر کرنے والا، کسی کی کوتاہی پر ہنس کر معاملہ ٹال دینے والا اور

---

① صحيح مسلم: ٢٣٢٨۔ سنن أبي داوٗد: ٤٧٨٦۔ سنن ابن ماجه: ١٩٨٤۔

② ضعيف: سنن أبي داوٗد: ٢١٤٧۔ سنن ابن ماجه: ١٩٨٦۔ مسند أبي داوٗد طيالسي: ٤٧۔ الأحاديث المختارة: ٩٤، ٩٥۔ مستدرك حاكم: ١٧٥/٤۔ عبدالرحمٰن المسلی مجہول راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بہت بڑے نقصان پر بھی حوصلے سے کام لینے اور اپنائیت دینے والا شوہر بیوی کے گھریلو کام کاج میں مداخلت کرنے لگے، معمولی کوتاہیوں پر شدید تنقید کرے، بیوی کو برا بھلا کہنے لگے اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دے تو بیوی کو شوہر کے بگڑے تیور اور ناقدانہ رویے کا جائزہ لینا چاہیے۔ خود کو مزید نرم کر لے، کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہ کرے، اپنی کوتاہیوں پر قابو پا کر خاوند کو راضی کرے اور اس کی ناراضی کے اسباب کا تدارک کرے۔ بیوی کا مثبت رویہ خاوند کو راہ راست پر لا سکتا اور وہ اپنا سخت اور تنقیدی رویہ چھوڑنے پر قائل ہو سکتا ہے۔ اس مرحلے پر عورت کا شوہر کے رویے پر منفی رد یہ اختیار کرنا، خاوند کے سخت سست کہنے اور کاموں میں کیڑے نکالنے اور سختی کرنے پر سخت ردیہ اپنانا اور جلی کٹی سنانا ماحول کو کشیدہ اور خاوند کو مزید بھڑکا سکتا ہے۔ مصالحت کے بجائے بغض و عناد پیدا ہو گا اور دوریاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ یوں قربت کے راہیں مسدود ہو جائیں گی اور اختلافات و تنازعات علیحدگی اور مستقل ناراضی کا سبب بن سکتے ہیں۔

بیوی کے یہ مثبت رویے اور خاوند کی سخت مزاجی پر صبر و برداشت سے کام لینا اور زبان نہ کھولنا جہاں تعلقات کو خرابی اور بگاڑ سے بچانے میں بیوی کی ذمہ داری ہے، وہاں خاوند کا یہ حق بنتا ہے کہ ایسی عورت سے مزید سختی اور ترش روی ترک کر کے تعلقات میں بگاڑ پیدا نہ کرے اور اپنی اس بدمزاجی اور اکھڑپن کی وجہ سے بیوی کو متنفر کر کے خوش حال گھرانے کی زندگیوں میں زہر نہ گھولے۔ نہ خود پریشان رہے اور نہ اہل خانہ کو پریشان کرے۔

پھر اپنے اس جارحانہ رویے سے وہ شرعی احکام کی نافرمانی کی صورت میں گناہ گار بھی ہوگا، کیونکہ بیوی پر بے جا تنقید کرنا اور اسے برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

• سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: ''یارسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ لَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ » ①

''جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔''

نیز ہر وقت لعن طعن اور بے ہودہ گوئی کرنا انتہائی بری عادت ہے جو کسی بھی مسلمان کو زیبا نہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْبَذِيْءِ، وَلَا الْفَاحِشِ » ②

'' مومن بہت طعنے دینے والا، بے حد لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے ہودہ گو نہیں ہوتا۔''

۴۔ بول چال بند کرنا:

خاوند کا بیوی سے ناراض ہو کر اس سے بے رخی اختیار کر لینا، اس سے بات چیت بند کر لینا اور کئی مہینوں یا سالوں تک اس سے بول چال بند رکھ کر اسے شدید اذیت اور ذہنی صدمے سے دوچار کرنا، شریعت اس درندگی کی اجازت نہیں دیتی۔ بیوی سمیت کسی بھی تعلق دار سے ناراضی کی صورت میں زیادہ سے زیادہ تین دن تک قطع کلامی جائز ہے، تین دن کے بعد ہر صورت میں بول چال شروع اور صلح کر لینی چاہیے ورنہ ناراضی میں دونوں فریق ملوث ہیں تو دونوں ورنہ ناراضی کا آغاز کرنے والا اور اس پر اصرار کرنے والا گناہ گار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا عملی نافرمان قرار پائے گا اور یہ نافرمانی اس کے لیے سنگین نتائج کی حامل ہوگی۔

❁ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ ، فَيُعْرِضُ

---

❶ حسن : سنن أبي داود : ٢١٤٢۔ سنن ابن ماجه : ١٨٥٠۔

❷ صحيح : مسند أبي يعلى : ٥٠٨٨۔ مستدرك حاكم : ١٢/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ » [1]

''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے، وہ دونوں ملیں تو یہ اس طرف منہ پھیر لے اور وہ اس طرف منہ پھیر لے اور ان دونوں میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا هِجْرَةَ بَعْدَ ثَلَاثٍ » [2]

''تین دن کے بعد ترک تعلقات نہیں ہیں۔''

نیز سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان دو دنوں میں مشرک اور باہمی ناراض اور قطع تعلقی اختیار کیے ہوئے لوگوں کے سوا سب کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، لہٰذا ضد یں پال کر اور بول چال بند کر کے اتنے عظیم انعام سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوْا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوْا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوْا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا » [3]

''سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، چنانچہ ہر انسان جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اسے بخش دیا جاتا ہے سوائے اس آدمی کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ باہمی بغض اور ناراضی ہو۔ (ان کے بارے میں) کہا جاتا

---

1. صحيح بخاري : ٦٠٧٧- صحيح مسلم : ٢٥٦٠-
2. صحيح مسلم :٢٥٦٢-
3. صحيح مسلم : ٢٥٦٥- سنن أبي داوٗد :٤٩١٦-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: ان دونوں (کی بخشش) مؤخر کر دو جب تک صلح نہ کر لیں، ان دونوں (کی بخشش) مؤخر کر دو جب تک صلح نہ کر لیں، ان دونوں (کی بخشش) مؤخر کر دو جب تک صلح نہ کر لیں۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تُفَتَّحُ أَبْوَابُ الجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ فِيهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ، يُقَالُ: رُدُّوْا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا »[1]

"سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اسے بخش دیا جاتا ہے سوائے آپس میں قطع تعلقی کرنے والوں کے۔ (ان کے بارے میں کہا جاتا ہے) ان دونوں کو لوٹا دو حتی کہ آپس میں صلح کر لیں۔"

اس عام حکم میں جہاں عام مسلمان شامل ہیں وہاں زن و شو پر بھی ان احادیث کا اطلاق ہوتا ہے کہ وہ بھی کسی معمولی رنجش یا کسی ناراضی یا بگڑنے کی صورت میں تین دن سے پہلے پہلے قطع تعلقی اور باہمی رنجشیں ترک کر کے آپس میں شیر و شکر ہو جائیں اور ترک تعلقات کو طول نہ دیں۔ البتہ خاوند کو عام مسلمانوں سے ہٹ کر یہ رخصت حاصل ہے کہ وہ بیوی سے شدید ناراضی یا کسی شرعی حکم کی پامالی کی صورت میں ایلاء (بیوی سے ازدواجی تعلقات منقطع کرنے کی قسم کھانا) جائز ہے جس کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ ہے۔ چار ماہ سے پہلے پہلے اسے بیوی سے مصالحت کر لینی چاہیے، چار ماہ تک بیوی کو برداشت کرنے اور اپنی ضد چھوڑنے کی صورت بنے تو ٹھیک ورنہ اسے ایسے ہی ناراض اور قطع تعلقی کی زندگی گزارنے اور اپنے آپ کو اور بیوی کو اذیت دینا روا نہیں ہے۔ چار ماہ تک صلح کر لے ٹھیک بصورت دیگر بیوی کو گوارا نہ کرنے پر طلاق دی دینی چاہیے۔

---

[1] صحیح مسلم: ٢٥٦٥۔ جامع ترمذی: ٢٠٢٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں سے ناراضی کی صورت میں خود نبی ﷺ نے ان سے ایلاء اور قطع تعلقی کی ہے اور ناراضی کی مدت ختم ہونے پر خود صلح کر لی، لہٰذا ایسی صورت حال میں اسوہ رسول کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« آلَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ، وَكَانَتْ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ، فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ تِسْعًاوَعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، آلَیْتَ شَهْرًا؟ فَقَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ »①

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے (ایک مہینے کا) ایلاء کیا اور آپ ﷺ کے پاؤں میں موچ آ گئی تو آپ ﷺ نے انتیس (۲۹) دن اپنے بالا خانے میں قیام کیا پھر آپ ﷺ نیچے اترے تو لوگوں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے (بیوی کے پاس نہ جانے کی) ایک مہینے کی قسم کھائی تھی؟'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہینا انتیس (۲۹) کا بھی ہے۔''

نیز بیوی کی کسی شرعی حکم کی پامالی پر شوہر بگڑ سکتا اور دو تین مہینوں تک ناراضی کو طول دے سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر رواں تھے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا جب کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس زائد اونٹ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے (زینب رضی اللہ عنہا سے) کہا کہ ''صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے، اگر تو اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ اسے دے دے (تو اس کا بھلا ہو جائے گا)۔'' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اس یہودیہ کو اونٹ دوں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے ذوالحجہ اور محرم دو مہینے یا تین مہینے ترک تعلق رکھا اور اس کے پاس آنا چھوڑ دیا۔ وہ

① صحیح بخاری: ۵۲۸۹۔ جامع ترمذی: ۶۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتی ہیں: ''میں (آپ ﷺ کے راضی ہونے سے) مایوس ہوگئی اور میں نے اپنا سامان باندھ لیا حتی کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں میں نے رسول اللہ ﷺ کا سایہ آتے دیکھا۔'' ①

ناراضی کی زیادہ سے زیادہ مدت:

بیوی سے ترک تعلقات کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ ہے، چار ماہ کی مدت پوری ہونے پر اسے بیوی سے صلح کر لینی چاہیے اور صلح نہیں کرنی تو طلاق دے کر اسے آزاد کر دینا چاہیے، بیوی پر اس سے زیادہ جبر روا نہیں، اس مدت کے بعد ناچاقیاں مزید بڑھتیں، بدگمانیوں کا سلسلہ تیز ہوتا اور الزام تراشیاں محاذ آرائی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ نیز اس مدت کے بعد کی خود ساختہ تنہائی اور ازدواجی تعلقات کی عدم بحالی کوئی خفیہ یارانوں کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے شوہر کو اس مدت سے زیادہ ناراضی کو طول دے کر شرعی حکم سے انحراف نہیں کرنا چاہیے۔

❀ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَآءُو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

''ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں سے قسم کھا لیتے ہیں، چار مہینے انتظار کرنا ہے، پھر اگر وہ رجوع کر لیں تو بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا پختہ عزم کر لیں تو بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' [البقرۃ: ۲۲۶، ۲۲۷]

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایلاء کی مدت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

« لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ »

''ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد کسی کے لیے حلال نہیں الا کہ وہ (بیوی کو)

① صحیح: مسند احمد: ۶/ ۱۳۲۔ شمیسہ ثقہ راویہ ہے۔ یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف طریقے سے روکے یا طلاق کا عزم کرے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔" امام بخاری رحمہ اللہ دوسری سند سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "جب (ایلا کی مدت) چار ماہ گزر جائیں تو شوہر کو قاضی کے سامنے لایا جائے گا تاکہ وہ طلاق دے اور (مدت گزرنے پر) شوہر کے طلاق دینے پر ہی طلاق واقع ہوگی (مدت گزرنے پر ازخود طلاق واقع نہیں ہوگی)۔ سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا ابوالدرداء، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے سوا بارہ دیگر صحابہ سے بھی یہی موقف منقول ہے۔"[1]

فوائد:

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ گزشتہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"آیت ۲۲۶، ۲۲۷: ان دو آیتوں میں "ایلاء" کے معنی یہ ہیں کہ مرد قسم کھا لے کہ وہ اپنی بیوی سے جماع نہیں کرے گا، پھر اگر یہ قسم چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے کھائی ہو تو اسے اپنی قسم پوری کرنے کا اختیار ہے، اگر وہ مدت پوری کر کے اپنی بیوی سے تعلق قائم کر لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا اور اگر اس مدت سے پہلے ہی تعلق بحال کر لے تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی، مدت پوری ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تعلق قائم فرما لیا۔" (بخاری، النکاح، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ....: ۵۲۰۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کفارہ ادا نہیں کیا۔ (شوکانی) جاہلیت میں نکاح کرنے کے بعد بعض لوگ لمبی مدت تک بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھا لیتے، یا مدت کی تعیین کیے بغیر ہمیشہ کے لیے قسم کھا لیتے، وہ بے چاری لٹکی رہتی، نہ خاوند والی نہ بغیر خاوند کے کہ کہیں اور نکاح کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس ظلم کا خاتمہ فرمایا۔ اب اگر کوئی چار ماہ سے زائد مدت کے لیے یا مدت مقرر

---

[1] صحیح بخاری: ۵۲۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے بغیر قسم کھا لے تو ایسے شخص کے لیے اس آیت میں چار ماہ مدت مقرر کر دی گئی ہے کہ یا تو اس مدت کے پورا ہوتے ہی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے، یا پھر سیدھی طرح سے طلاق دے دے۔ پہلی صورت اختیار کرے گا تو اسے کفارہ دینا ہوگا اور اگر وہ دونوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کرے تو حاکم وقت اسے مجبور کرے گا کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرے۔ صرف چار ماہ گزرنے سے خود بخود طلاق واقع نہیں ہوگی۔ آیت کے الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الطلاق: ۵۲۹۱'' میں ابن عمر، عثمان، علی، ابوالدرداء، عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بارہ صحابہ سے یہ قول ذکر فرمایا ہے۔ اکثر ائمہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔''[1]

سالہا سال ترک تعلق رکھنا:

گزشتہ دلائل سے ثابت ہوا کہ شوہر بیوی سے چار ماہ تک قطع تعلقی کر سکتا ہے، چار ماہ کے بعد اسے ترک تعلق کی اپنی روش چھوڑ دینی چاہیے یا طلاق دے کر اسے آزاد کر دے۔ اب عورت سے مزید قطع تعلقی روا نہیں اور چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد نہ طلاق دینا اور نہ بسانا یہ جاہلیت کے ناروا مظالم اور گناہ کا کام ہے، جو کسی بھی مسلمان کو زیبا نہیں۔ پھر ساری عمر اس سرد مہری اور قطع تعلقی میں گزارنا تو دور کی بات ہے ایک سال تک کسی مسلمان سے قطع تعلقی کرنے کا جرم قتل ناحق کے برابر ہے۔

❁ سیدنا ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً، فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ»[2]

''جو اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھے تو یہ (سلوک) اس کے خون بہانے کی مثل ہے۔''

---

1. تفسیر القرآن الکریم: ۱/ ۱۸۴، ۱۸۵۔
2. صحیح: سنن أبي داؤد: ۴۹۱۵۔ الأدب المفرد: ۴۰۴۔ ابو عثمان الولید بن ابی الولید مدنی ثقہ راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تعلقات منقطع کرنا:

بیوی سے تعلقات منقطع کرنا، اس سے بستر الگ کرنا اور ازداوجی تعلقات میں تعطل خاوند کے بیوی سے بگڑنے اور ناراضی کے آثار ہیں، ایسے آثار ظاہر ہونے کی صورت میں بیوی کو خاوند کی دلجوئی اور ناراضی کے اسباب کا سدباب کرنا چاہیے، کیونکہ ایسے حالات میں خاوند کی ناراضی ختم نہ کرنا معاملات کو مزید بگاڑ سکتا اور حالات کشیدہ تر ہو سکتے ہیں۔ عقل مند بیوی ایسی صورت حال میں حالات کو بے قابو نہیں ہونے دیتی اور پیار محبت، حد سے زیادہ خدمت اور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کر کے خاوند کو متنفر اور بدظن ہونے کے مزید مواقع نہیں دیتی اور خود کو جھکا کر، خاوند کی ہر خواہش کا احترام کر کے اسے راضی کرنے کی ہر کوشش کرتی ہے، جس میں بالآخر وہ کامیاب ہوتی اور برباد ہوتے گھر کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دیتی ہے۔ خاوند کے بیوی سے ازداوجی تعلقات منقطع کرنے اور راہ و رسم نہ رکھنے کی صورت میں بیوی کا مشتعل ہونا، خاوند سے ناراض ہو جانا، خود کو اس سے دور رکھنا، اسے سبق سکھانے کی کوشش کرنا اور بات بات پر خاوند کے بگڑنے کے رویے سے تنگ آ کر عارضی علیحدگی اختیار کر کے خاوند کو منانے کا ارادہ ترک کر دینا خاوند کو مشتعل کر دے گا، وہ ایسی بیوی سے مزید دور ہو جائے گا اور طلاق یا عدم طلاق کی صورت میں اس سے ہمیشہ سے علیحدگی اختیار کرنے کا تہیا کر لے گا اور عورت کی کسی خامی کوتاہی یا غلطی کی آڑ میں مظلوم بن کر اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اسے حقوق سے محروم کرنے کے بہانے تراشے گا۔ جس سے گھر کا ماحول بگڑ جائے گا اور بے سکونی، ہر وقت کی پریشانی اور انجانے اندیشے حاوی ہو جائیں گے اور زندگی کا سکون ختم ہو جائے گا۔

خاوند کو بیوی کے ہتھیار پھینکنے اور اپنی غلطی کے اعتراف کے بعد مزید ناراضی اختیار نہیں کرنی چاہیے اور بے جا بے رخی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر کے بنت حوا کو اذیت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔ ناراضی کے اسباب کے ازالے اور آئندہ ایسی کوتاہی کے ارتکاب نہ کرنے کے اعتراف کے بعد خاوند کے لیے بیوی سے بگڑے رہنے، اسے ازدواجی تعلقات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محروم کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ سو خاوند اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے بیوی پر مزید ستم نہ کرے، کیونکہ ازدواجی تعلقات کے تعطل کی صورت میں شیطان کو زن وشو کے دلوں میں نفرتوں کے بیج بونے، بدگمانیاں پیدا کرنے اور ناچاقیوں کو طول دینے کے سنہری مواقع میسر آتے ہیں، وہ ان مواقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے میاں بیوی کے دلوں میں حسد وبغض اور باہمی کدورتوں کا ایسا زہر گھولتا ہے کہ ان کا ایک دوسرے کو برداشت کرنا اور ایک ساتھ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بیوی خاوند کے اجنبی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات کے الزام لگاتی، ہر جگہ اور ہر رشتہ دار کے پاس خاوند کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی اور دن رات عجیب بدگمانیوں کے تصورات پالتی رہتی ہے، حتیٰ کہ بچوں تک کو خاوند کے بارے میں بدظن کیا جاتا ہے۔ جس سے بچے بھی والد سے بگڑ جاتے اور مظلوم ماں کے ہمنوا ہو کر باقاعدہ محاذ آرائی پر اتر آتے ہیں۔ خاوند الگ سے بیوی کے مشکوک تعلقات کی ٹوہ میں رہتا اور اپنے اوپر بیوی کے عائد کردہ سچے یا جھوٹے الزامات سن کر مزید سیخ پا ہو کر اس سے دور رہنے اور تعلقات نہ بحال کرنے کا پختہ عزم کر لیتا ہے۔ یہ دوطرفہ محاذ آرائی گھر کی بربادی اور تباہی ہی لاتی ہے، اس میں خیر وبرکت کے تمام پہلو معدوم ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا معاملات کو اس نہج پر پہنچانے اور اولاد کو منہ زور کرنے سے پہلے پہلے اپنی ضدیں چھوڑ کر ایک دوسرے کو برداشت کر لینا چاہیے اور ایک دوسرے کی کوتاہیوں اور زیادتیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے باہمی تعلقات کو بحال کر لینا چاہیے۔ اسی میں میاں بیوی کی عزت اور احترام ہے۔ گھر کا سکون خاوند بیوی کے تعلقات کے استحکام کا مرہون ہے اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کی صورت ہی میں معاشرے میں وقار بحال ہو سکتا اور بچوں کی عزت محفوظ رہ سکتی ہے۔ ورنہ ایسے والدین کے بچوں کو رشتہ داروں میں اور معاشرے میں مختلف مواقع پر ذلت کا سامنا کرنا پڑتا اور رشتوں کے انتخاب میں بھی کئی مشکلات اٹھانا پڑتی ہیں۔ ایسے مواقع پر والدین کا منفی کردار اولاد کے لیے سوہان روح بنتا اور لوگ ایسے رشتوں سے نفرت کرتے اور کنارہ کشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا منفی کردار جو والدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اور بچوں کے لیے ہزیمت کا سبب بنے اس سے گریز کرنا چاہیے۔

بیوی کے ہار ماننے اور خاوند کا بیوی سے اپنے مطالبات منوانے کی صورت میں راضی نہ ہونا، بیوی سے تعلقات بحال نہ کرنا اور اسے ازداوجی تعلقات سے محروم کرنا خاوند کا جرم شمار ہوگا اور حقوق کی کوتاہی پر یہ گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنی آخرت خراب کر ڈالے گا جو اس کے لیے سراسر خسارہ اور باعث نقصان ہے۔ محض ضد برقرار رکھنے اور اپنی جھوٹی انا کا بھرم رکھنے کے لیے اسے گناہوں کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ بیوی کے ازدواجی حقوق پورے کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾ [البقرة : ٢٢٨]

’’اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے اور مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔‘‘

نیز بیوی کو ازدواجی تعلقات سے محروی اور تعطل سراسر ظلم اور حق تلفی ہے، جو خاوند کو کسی صورت زیبا نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا عَبْدَ اللّٰهِ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَ أَفْطِرْ، وَ قُمْ وَ نَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا » [1]

---

[1] صحيح بخاری: ٥١٩٩۔ صحيح مسلم: ١١٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے ہو؟'' (عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: ''ضرور، اے اللہ کے رسول۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ایسا نہ کیجیے، روزہ رکھیے اور روزہ چھوڑیے بھی، قیام بھی کیجیے اور نیند بھی، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔''

سو خاوند کو اپنے حقوق کی کوتاہی کی صورت میں نہ شریعت کی مخالفت کرنی چاہیے اور نہ اپنی آخرت کی بربادی کا سامان کرنا چاہیے۔

۶۔ بیوی کو گھر سے نکالنا:

خاوند کی نفرت اور بگاڑ کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ خاوند بات بات پر اسے گھر سے نکل جانے اور میکے جانے کا زور دے یا اسے زبردستی گھر سے نکالنے کی کوشش کرے۔ عورت کو کسی بھی صورت میں گھر سے نہیں نکلنا چاہیے، اس خلاف توقع اور خاوند کی زیادتی کی صورت میں اسے گھر سے باہر قدم نہیں رکھنا چاہیے اور خاوند کو نرم کرنے اور اس کی زیادتی کی روک تھام کے لیے کسی ایسے رشتہ دار کی خدمات لینی چاہییں، جو خاوند کے ہاں محترم ہے اور خاوند اس کی بات ٹالنے کی سکت نہ رکھتا ہو۔ نیز عورت خاوند کو نرم کرنے کے لیے جس حد تک جا سکتی ہے اسے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور ہر صورت خاوند کو راضی کرنے اور تعلقات کو معمول پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خاوند کو تنگ کرنے اور گھر چھوڑنے کی دھمکیوں پر عورت کا گھر سے نکلنا بہت مہنگا پڑ سکتا ہے اور ممکن ہے اس اقدام پر وہ دوبارہ اس گھر میں قدم ہی نہ رکھ سکے اور حالات طلاق یا خلع پر اختتام پذیر ہوں، کیونکہ خاوند کا عورت کو ذلیل کر کے گھر سے نکالنا اور اسے میکے جانے پر مجبور کرنا میکے والوں پر بڑا شاق گزرتا ہے اور خاوند کے ناروا مظالم کا سن کر وہ ایسے شخص سے رشتہ ختم کرنے اور اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کا تہیا کر لیتے ہیں، درمیان میں کچھ موقع پرست اور سازشی لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداخلت کر کے موافقت کے تمام دروازے بند کر دیتے اور معاملے کو طلاق یا خلع تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ انجام عورت اور مرد دونوں کے لیے نقصان اور سبکی کا باعث اور معاشرے میں بے توقیری کا سبب ہے۔ عورت کو گھر پر رہ کر شوہر کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور باہمی لڑائی کو دونوں خاندانوں کی محاذ آرائی کا سبب نہیں بنانا چاہیے۔

جہاں عورت کا گھر سے نکلنا نادرست ہے، وہاں خاوند کو زیبا نہیں کہ وہ معمولی رنجش، کسی حق تلفی اور کوتاہی پر وہ اتنا بڑا اقدام کرے کہ عورت کو گھر سے نکالنے کا سفاکانہ رویہ اختیار کرلے۔ خاوند کا بیوی کو زبردستی گھر سے نکالنا قطعاً ناجائز ہے اور شریعت اسلامیہ نے زن و شو کی ناچاقیوں اور باہمی تنازعات کی صورت میں ایک ساتھ ایک گھر میں رہ کر معاملات کو قابو کرنے اور باہمی اصلاح کے اسباب پیدا کرنے پر زور دیا اور بیوی کو گھر سے بھگانے سے منع کیا ہے۔ یہ تو عام جھگڑے ہیں طلاق جیسا سانحہ رونما ہونے کی صورت میں بھی بیوی کو گھر سے نکالنا ناجائز ہے تو معمولی چپقلش پر عورت کو گھر سے کیسے نکالا جاسکتا ہے۔ لہٰذا خاوند بیوی کو گھر سے نکالتے وقت آئندہ دلائل کو ملحوظ رکھے اور نافرمانی کے خوفناک انجام کا تصور بھی ذہن میں رکھے۔

❀ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴾ [الطلاق: ۱]

"اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت گنتے رہو اور اللہ سے ڈرو جو تمھارا رب ہے، نہ تم ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کوئی کھلی بے حیائی (عمل میں) لائیں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو یقیناً اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تو نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔‘‘

طلاق جیسی سنگین صورت حال میں عورت کو گھر سے نکالنے کی رخصت نہیں تو نکاح کی بحالی کی صورت میں عورت کو گھر سے کیسے نکالا جا سکتا ہے، سولڑائی یا باہمی ناچاقی کی صورت میں عورت کو گھر سے نکال کر میکے کی راہ دکھانا گھناؤنا جرم ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

❁ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: ’’یا رسول اللہ! ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ »[1]

’’جب تو کھائے اسے بھی کھلا، جب تو پہنے اسے بھی پہنا، چہرے پر نہ مار، نہ اسے برا بھلا کہہ اور (ناراضی کی صورت میں) اسے گھر ہی پر چھوڑ۔‘‘

چنانچہ خاوند کو شدید اشتعال، انتہائی غصے اور ہر طرح کی حق تلفی کے باوجود ناراضی کا عرصہ ایک ساتھ گزارنا چاہیے اور آپے سے باہر ہو کر درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نبوی فرمان سے انحراف اور اعراض نہیں کرنا چاہیے۔

۷۔ خلع پر مجبور کرنا:

بعض اوقات شوہر بیوی سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ طلاق دے کر بیوی کو دیے ہوئے حق مہر سے محروم ہونا نہیں چاہتا، کیونکہ طلاق کی صورت میں حق مہر عورت کی ملکیت قرار پاتا ہے۔ وہ حق مہر کو حاصل کرنے اور عورت کو اس سے محروم کرنے کے لیے ایسے ناروا رویے اختیار کرتا ہے کہ عورت زچ ہو کر خلع کا مطالبہ کرے اور خلع کی صورت میں وہ حق مہر سے محروم ہو جائے اور خاوند اس پر قبضہ جما لے۔ پیمان نکاح کے بعد شوہر بیوی کو بسانے کی ہر ممکن کوشش کرے، عورت کی طرف سے سرزد ہونے والی غلطیوں اور

[1] حسن: سنن أبي داود: ٢١٤٢۔ سنن ابن ماجه: ١٨٥٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاؤں پر صبر و برداشت سے کام لے اور ایسا ماحول نہ بنائے کہ نوبت خلع یا طلاق تک پہنچے اور اگر ان کا ایک ساتھ رہنا ناممکن ہو تو خاوند طلاق دے، نہ کہ چھوڑنا خود چاہے اور جبر و تشدد سے بیوی کا ناک میں دم کر دے وہ مجبور و مقہور مظالم کا مقابلہ نہ کر سکنے پر خلع پر راضی ہو کر اس قید خانے سے نجات حاصل کرنے کا ارادہ کر لے۔ بیوی کو خلع پر مجبور کرنا یہ انتہائی ناروا سلوک اور کھلی جارحیت ہے، شریعت نے جس سے منع کیا ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾ [النساء: ١٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ انھیں اس لیے روک رکھو کہ تم انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

اس ارادے سے عورت کو تنگ کرنا اور اتنا زچ کر دینا کہ وہ خلع پر مجبور ہو جائے اور حق مہر خاوند کی ملکیت میں آجائے حرام ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑنا ہی چاہتا ہے تو بیوی پر مظالم ڈھانے اور اسے ذلیل و رسوا کرنے کے بجائے ازخود طلاق دینی چاہیے اور طلاق کی صورت میں حق مہر بیوی کی ملکیت ثابت ہوگا۔ طلاق کی صورت میں خاوند حق مہر سے کچھ بھی وصول نہیں کر سکتا اور خاوند کا کسی ظالمانہ طریقے سے عورت سے حق مہر چھیننے کا کوئی بھی ہتھکنڈا صریح جرم اور انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ○ وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾

''اور اگر تم کسی بیوی کی جگہ اور بیوی بدل کر لانے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے کسی کو ایک خزانہ دے چکا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح گناہ کر کے لو گے۔ اور تم اسے کیسے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔''

[النساء : ۲۰، ۲۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روٹھے خاوند کا علاج

خاوند کی پسند کا کوئی سمجھوتہ کر لینا:

اگر بیوی کے شوہر کو منانے اور راضی کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کے باوجود خاوند بیوی سے راضی نہ ہو، اس سے بہتر تعلقات استوار نہ رکھنا چاہے اور کوئی نرمی نہ دکھائے تو بجائے خلع کا دعویٰ دائر کرنے اور طلاق کا مطالبہ کرنے کے زن وشو میں سے ہر ایک کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ پیمان نکاح توڑنے اور دائمی علیحدگی اختیار کرنے کے بجائے آپس میں کسی بھی قسم کا سمجھوتہ کر لیں اور رسم نکاح کو قائم رکھیں۔ بیوی خاوند کا کسی بھی قسم کا مطالبہ اور شرائط مان کر شوہر کی زوجیت ہی کو ترجیح دے، خواہ اسے خاوند کی دوسری شادی، حق زوجیت سے محرومی، نان ونفقہ میں کمی یا تعطل سمیت خاوند کا ہر قسم کا مطالبہ ماننا پڑے۔ اسے خاوند کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اسے طلاق نہ دے اور زوجیت بحال رکھے۔ عورت کا یہ صبر و برداشت اور وسیع الظرفی کا مظاہرہ ممکن ہے آئندہ زندگی میں خاوند کی رضامندی کا ذریعہ بن جائے، خاوند راضی نہ بھی ہو تو یہ ان دونوں کے احترام، بچوں کی بہتر تربیت اور خاندانوں میں عدم استحکام سے بچنے کا باعث ہے۔ نیز نکاح کی اہمیت اور قدر کے پیش نظر شریعت اسلامیہ بھی انھیں ہر حال میں نکاح بحال رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔

• اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ [النساء : ۱۲۸]

’’ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح کی کوئی صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے، اور تمام طبیعتوں میں حرص (حاضر) رکھی گئی ہے اور اگر تم نیکی کرو اور ڈرتے رہو تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پورا باخبر ہے۔‘‘

فوائد:

۱۔ حافظ عبدالسلام ﷾ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ...... : ’’نُشُوْزًا‘‘ کا مطلب ہے زیادتی، لڑائی جھگڑا، اعراض، بے رخی۔ نشوز یا اعراض یہ ہے کہ اس سے بدسلوکی کرے، اسے حقیر سمجھے، اس کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دے، اسے نان ونفقہ نہ دے، مارنے کے لیے بہانے تراشے، یا اس کے پاس اور بیوی ہے جسے وہ زیادہ چاہتا ہے، اس لیے اس کی طرف توجہ کم ہے، تو اس صورت میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ عورت سمجھے کہ میں اسی شخص کے نکاح میں رہوں تو میرے حق میں بہتر ہے، خواہ مجھے اپنے کچھ حقوق چھوڑنا پڑیں۔ دوسری صورت یہ کہ وہ اس سے علیحدہ ہو جائے۔ آیت (۱۲۸) میں پہلی صورت کا ذکر ہے اور آیت (۱۳۰) میں دوسری صورت کا ذکر ہے۔

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا: ’’صُلْحًا‘‘ کی تنکیر (کسی طرح کی صلح) سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی آپس میں کسی طریقے سے بھی صلح کر لیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ’’کسی مرد کے پاس کوئی عورت ہوتی ہے اور اب وہ اسے مزید نہ رکھنا چاہتا اور طلاق دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عورت کہہ دیتی ہے کہ (مجھے طلاق نہ دے، اپنے نکاح میں رہنے دے) میں اپنی باری کے بارے میں تمھیں اجازت دیتی ہوں (کہ تو جس بیوی کے پاس چاہے رہے) چنانچہ یہ آیت اس سلسلے میں نازل ہوئی۔‘‘ [1]

---

[1] صحيح بخاري، التفسير، باب: و إن امرأة خافت.... : ٤٦٠١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہو گئیں تو انھوں نے اپنا دن عائشہ کو ہبہ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا دن بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزارتے تھے۔'' ①

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ : یعنی صلح ہر حال میں بہتر ہے، کیونکہ شیطان اپنے کارندوں میں سے اس کارندے کو اپنے قریب کر کے شاباش دیتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروا دے۔'' ②

وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ : '' الشُّحَّ '' کا معنی بخل، جس کے ساتھ حرص بھی ہو، یعنی انسان کا بخل اور لالچ تو فطری امر ہے، مرد کا شح یہ کہ عورت سے فائدہ اٹھائے مگر اس کے پورے حقوق ادا نہ کرے اور عورت کا شح یہ ہے کہ مہر اور نان و نفقہ تو پورا وصول کرے مگر حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے۔

وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا...... : یعنی اس لالچ کے جذبے کے باوجود اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے احسان اور فیاضی کا مظاہرہ کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں تو اللہ کے ہاں اجر ضرور پائیں گے، جو ان کے ہر عمل سے پورا باخبر ہے۔ ③

۲۔ حافظ ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس عورت کو خاوند کی بے رخی اور اعراض کا ڈر ہے اسے خاوند کے ساتھ مصالحت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور شوہر سے صلح کی صورت یہ ہے کہ وہ اس کے لیے اپنی باری سے معزول ہو جائے، اس کی چاہت حاصل کرنے کی خاطر اپنے بعض واجب حقوق کا تقاضا ترک کر دے، اس کے حبالہ نکاح کی پختگی کی خواہاں رہے اور عقد نکاح میں دوام اختیار کرے۔

« وَالصُّلْحُ خَيْرٌ » يَعْنِي : وَالصُّلْحُ بِتَرْكِ بَعْضِ الْحَقِّ اسْتِدَامَةً لِلْحُرْمَةِ، وَتَمَاسُكًا بِعَقْدِ النِّكَاحِ خَيْرٌ مِنْ طَلَبِ الْفُرْقَةِ وَالطَّلَاقِ » ①

---

① بخاری، النکاح، باب المرأة تهب يومها من زوجها .... : ٥٢١٢۔

② مسلم، صفات المنافقين و أحكامهم، باب تحريش الشيطان : ٢٨١٣/٦٧۔

③ تفسير القرآن الكريم : ٤١٩/١ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور صلح بہتر ہے'' یعنی حرمت نکاح کے دوام اور عقد نکاح کو قائم رکھنے کی خاطر عورت کا بعض حقوق چھوڑنا علیحدگی اور طلاق سے بہتر ہے۔''[1]

یعنی ایسی صورت حال میں عورت کا خلع لینے، طلاق کا مطالبہ کرنے اور علیحدگی اختیار کرنے کے بجائے خاوند کی زوجیت میں رہنے کو ترجیح دینی چاہیے اور اپنے شدید نقصان اور حقوق و واجبات کی حق تلفی کے باوجود اس عقد نکاح کو قائم رکھنا چاہیے، یہ اس کے لیے، اس کی اولاد اور خاندان کے لیے عزت و وقار کا باعث ہے۔

وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا...... : یہ شوہر کو خطاب ہے کہ اگر وہ بیویوں سے نشوز و اعراض کے بجائے ان سے حسن سلوک کریں، ان کی لغزشوں سے صرف نظر کریں، عورت کی بدصورتی، بڑھاپے اور بداخلاقی کے باوصف اسے زوجیت میں رکھنا اور ان پر ظلم و ستم کرنے اور حقوق پامال کرنے سے ڈرنا بہتر ہے اور شوہروں کے ان عوامل پر اللہ تعالیٰ ان کی حسن کارکردگی پر انھیں بے تحاشا اجر و ثواب سے نوازیں گے۔ یہ الفاظ بیان کرنے کا مقصد شوہروں کو اپنی ضد چھوڑنے اور پیمان نکاح کو مستحکم رکھنے کی تاکید ہے کہ بیویوں کی ناپسندیدگی کے باوجود عقد نکاح میں منسلک ہونے کے بعد نکاح کی پختگی اور دوام علیحدگی اختیار کرنے سے بہت بہتر اور آخرت میں بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، لہٰذا حتی الامکان بیوی کو طلاق دینے اور علیحدگی اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور صبر و حوصلے ہر صورت عورت کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہیے۔

❁ محمد رشید بن علی رضا بیان کرتے ہیں:

﴿ وَ إِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا، أَيْ: وَإِنْ تُحْسِنُوْا الْعِشْرَةَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَتَتَرَاحَمُوْا وَتَتَعَاطَفُوْا وَيَعْذُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَ تَتَّقُوْا النُّشُوْزَ وَالْإِعْرَاضَ، وَمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِمَا مِنْ مَنْعِ

[1] تفسیر الطبری: ۷/ ۵٤۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحُقُوْقِ أَوِ الشِّقَاقِ، فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَهُ مِنْ ذٰلِكَ خَبِيْرًا لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ دَقَائِقِهِ وَخَفَايَاهُ وَلَا مِنْ قَصْدِكُمْ فِيْهِ، فَيَجْزِي الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْكُمْ بِالْحُسْنَى، وَالَّذِينَ اتَّقَوْا بِالْعَاقِبَةِ الْفُضْلَى قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ : الْمُرَادُ بِهٰذِهِ الْجُمْلَةِ حَثُّ الرِّجَالِ عَلَى الْحِرْصِ عَلَى نِسَائِهِمْ وَ عَدَمِ النُّشُوْزِ وَالْإِعْرَاضِ عَنْهُنَّ، وَإِنْ كَرِهُوْهُنَّ لِكِبَرِهِنَّ أَوْ دَمَامَتِهِنَّ، كَمَا قَالَ فِي آيَةٍ أُخْرَى فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا » ①

’’اور اگر تم نیکی کرو اور ڈرتے رہو تو بے شک اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے پورا باخبر ہے۔‘‘ یعنی اگر تم باہمی حسن معاشرت اختیار کرو، آپس میں رحمت و ملائمت کے رویے اپناؤ اور غلطیوں کی صورت میں ایک دوسرے کو معذور سمجھو، بے رخی اور اعراض سے اور اعراض ونشوز سے واقع ہونے والے حقوق کی پامالی اور باہمی اختلاف سے بچو تو (حسن سلوک اور باہمی منافرت سے بچاؤ) کے جو تم عوامل اختیار کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے پوری طرح باخبر ہے۔ ان عوامل کی باریکیاں اور مخفی گوشے اور تمھارے مقاصد اس سے پنہاں نہیں ہیں۔ چنانچہ تم میں سے جو شوہر حضرات (اپنی بیویوں سے) حسن سلوک کریں گے تو وہ انھیں بدلے میں جنت عطا کرے گا اور جو اخروی انجام سے ڈرتے ہوئے (بیویوں سے بے رخی اختیار نہیں کریں گے اور انھیں اذیت میں مبتلا نہ کریں گے) انھیں اضافی انعامات سے نوازے گا۔‘‘ بعض مفسرین کہتے ہیں: ’’اس جملے میں مردوں کو عورتوں کی حرص اختیار کرنے اور ان سے بے رخی اور نفرت نہ کرنے پر ابھارنا مقصود ہے خواہ وہ ان کے بڑھاپے اور بدصورتی کی وجہ سے انھیں ناپسند ہی

① تفسیر المنار : ٥/ ٣٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں (اس کے باوجود انھیں اپنی زوجیت میں رکھنے کی ترغیب ہے)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

''پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔'' [النساء: ١٩]

ناراض میاں بیوی کی اصلاح کی آخری کوشش:

اگر خاوند کے بے رخی اختیار کرنے اور کسی طور پر بھی راضی نہ ہونے پر عورت بھی بگڑ جائے اور قطع تعلق اور علیحدگی کا اصرار کرنے لگے اور دونوں آپس میں مفاہمت و مصالحت نہ کر سکیں تو خاندان کے افراد کو اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور زن وشو میں سے ہر ایک کو نرم کرنے اور ان میں باہمی مفاہمت کی ہر ممکن سعی کرنا چاہیے۔ دونوں خاندانوں کے زیرک اور معاملہ فہم لوگوں کو اسے اجڑتے گھر کو بسانے اور بے آباد ہوتے گھر کو آباد کرنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔ ان کی اس کوشش اور محنت کے اچھے نتائج ثابت ہوں گے۔ ناراض میاں بیوی پرانے اختلافات بھلا کر نئی خوش و خرم زندگی گزارنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور ان کی باہمی رنجشیں اور کدورتیں ختم ہونے پر یہ ایک خوش حال اور خوش گوار زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں۔ میاں بیوی کے بڑھتے تنازعات کو دیکھ کر سسرالی خاندان تماشائی نہیں بن سکتے اور نہ انا کا مسئلہ بنا کر انھیں علیحدگی اختیار کرنے پر برانگیختہ کر سکتے ہیں، بلکہ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کو ان کے درمیان مصالحت کرانے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ شادی کا بندھن قائم رہے اور پیمان نکاح روبہ زوال ہونے سے محفوظ رہے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾

''اور اگر ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک منصف مرد کے گھر والوں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔'' [النساء : ۳۵]

تفسیر:

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبد السلام ﷾ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اگر دونوں (میاں بیوی) کی طرف سے نفرت اور مخالفت کا سلسلہ چل نکلے اور جدائی کا اندیشہ ہو تو حاکم کو چاہیے کہ میاں بیوی دونوں کی طرف سے ان کے خاندان کا ایک ایک سمجھدار آدمی بطور حکم (پنچ یا منصف) مقرر کر دیں، اگر وہ دونوں اصلاح کرانے میں مخلص ہوں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں میں موافقت پیدا کر دے گا۔ اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ بنے تو کیا انھیں علیحدگی کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے فرمایا کہ اگر میاں بیوی دونوں اسے صلح یا جدائی کا اختیار دیں کہ تم جو فیصلہ کرو ہمیں منظور ہوگا تو اسے علیحدگی کے فیصلے کا بھی اختیار ہے اور بعض نے فرمایا کہ اگر وہ حاکم جس نے اسے حکم مقرر کیا ہے اسے صلح یا جدائی دونوں کے فیصلے کا اختیار دیتا ہے تو اسے علیحدگی کے فیصلے کا اختیار ہے ورنہ نہیں۔ مگر جمہور علماء کا کہنا ہے کہ حکم مقرر کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ حکم دونوں فریقوں کے معاملات کا جائزہ لے کر صلح یا تفریق کا جو فیصلہ کر دیں نافذ ہوگا۔ اس کے لیے میاں بیوی یا حاکم سے الگ اختیار دینے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم میں زیادہ زور موافقت پیدا کرانے کی کوشش پر دیا گیا ہے۔[1]

---

[1] تفسیر القرآن الکریم : ۱/ ۳۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے ہر پہلو پر محیط اور ہر مشکل کے حل پر مشتمل

صحیح

اذکار و وظائف

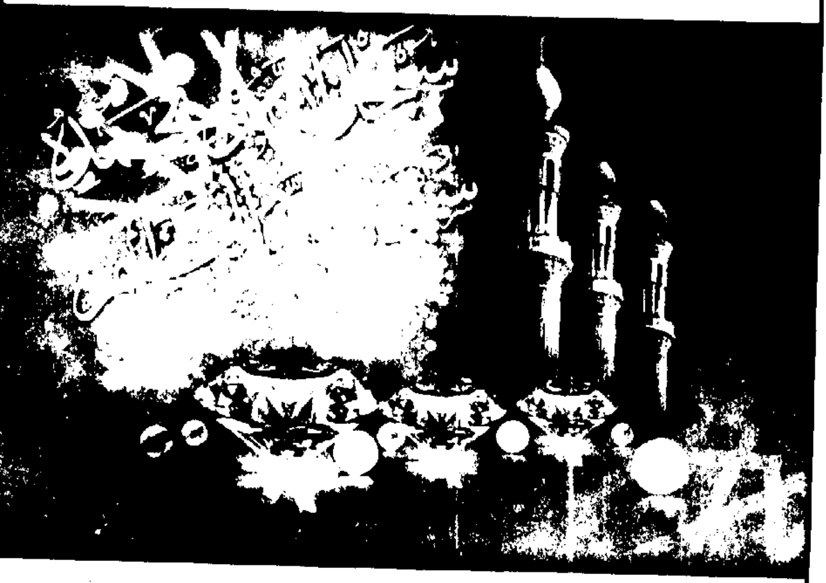

فاروق رفیع

FASL-UL-KHITAB

فصل الخطاب للنشر والتوزیع

0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گھریلو سکون کے متلاشیوں کے لیے

زیرِ نظر کتاب میں رشتہ نکاح کی اہمیت، انتخاب نکاح میں شرعی نصیحتوں کا بیان، شادی کے بعد میاں بیوی کے مشترک و منفرد حقوق، زوجین کی حقوق میں کوتاہی کے انجام کار اور رشتہ نکاح کی بحالی کی ہر ممکن کوشش کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے رشتہ نکاح کو ہر صورت بحال رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ شادی شدہ جوڑے کے استحکام کے لیے کتاب وسنت میں جو مفید چیزیں اور دلائل میسر تھے وہ اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں، جو عادات واطوار شادی شدہ جوڑے کے لیے نقصان کا باعث ہیں ان نقصانات کی تفصیل اور نتائج سے آگاہ کر دیا ہے اور میکے اور سسرال والوں کے مثبت ومنفی کردار کھول کر بیان کر دیے ہیں۔ تاکہ نکاح کے رشتے سے متعلق سبھی لوگ اپنا مثبت کردار ادا کر کے اس رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کریں اور سبھی خوشحال اور پر سکون زندگی بسر کریں۔ نفرتوں کا خاتمہ ہو اور محبتوں کو عروج ملے۔ سبھی لوگ اپنے منفی رویے ترک کر کے تلخیوں، نفرتوں اور بدگمانیوں کو اپنی زندگی میں داخل نہ کریں کیونکہ یہ معمولی رنجشیں اور منفی رویے گھریلو خوشیوں اور باہمی تعلقات کے استحکام کے لیے زہر قاتل ہیں۔ سو ضدیں چھوڑ کر کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل کر کے خود بھی امن وسکون سے زندگی گزاریں اور شریک سفر اور باقی رشتوں کو بھی خوشیوں اور فرحتوں سے نوازیں۔

Noon Printers: +92-321-4167895, 4503606

فصل الخطاب للنشر والتوزیع لاہور
FASL-UL-KHITAB
0300-8074150